…اج کے متعلق انکشافات



…باچہ

یہ کتاب اُن چند مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو میری طرف سے دیو سماج کی سکھشا کی پڑتال کے بارہ میں لاہور کے اخبارات یعنی "آریہ گزٹ" "پرکاش" اور "آریہ مسافر" میں وقتاً فوقتاً دیو سماج کے بانی کی جیون حیات یا ان کے دیہانت کے بعد چھپتے رہے ہیں۔ ان کے علاوہ چند لیکھ ایسے بھی ہیں۔ جو کسی اخبار میں اس سے پہلے نہیں چھپے۔

میرا دیو سماج کے ساتھ تقریباً ۴۳ سال تک بہت گہرا سمبندھ رہا ہے۔ ایسی صورت میں پبلک مجھ سے یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہوگی۔ کہ اتنے سالوں کے تعلقات کو میں نے یوں کیوں ٹھکرا دیا۔ اس کا جواب پبلک کو میرے ان مضامین اور دیو سماج سے میرے استعفاء کے متعلق خط و کتابت کے مطالعہ سے جو اس کتاب میں شائع کر دی گئی ہے۔ مل جائے گا۔

میں یہاں اس امر کو بھی واضح کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ مجھے دیو سماج کی قلعی کھولنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی۔

جیسا کہ اکثر پاکھنڈیوں کے متعلق دیکھا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنی چالاکی سے جنوں۔ بھوتوں کی کہانیاں دلچسپ پیرایہ میں سنا کر یا بہشت کے متعلق سبز باغ دکھلا کر اور دوزخ کے متعلق خوفناک ڈراوے ظاہر کر کے کم سمجھ لوگوں کو اپنے گرد اکٹھا کر کے انہیں خوب لوٹتے اور اپنا اُلو سیدھا کرتے ہیں۔ اور ایسی حیا سوز اور شرمناک کرتوتوں کے مرتکب ہوتے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ جن کے تصور سے بدن کے

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں

دیوسماج کے بانی نے بھی اپنے کسی اسی اُس مقصد کو سامنے رکھ کر دیو سماج کا ڈھونگ رچا۔ چونکہ انہیں نئی روشنی کی ہوا لگ چکی تھی۔ اس لئے انہوں نے سائنس کی پناہ لی۔ اور سائنس کی پکار مچا کر محض وہمل اور Agnostic متھیا کلپناؤں پر مبنی باتوں کو نئے لباس میں دکھلانا شروع کیا۔

حقیقت میں اُن کی ساری تعلیم کا نچوڑ بھی سوائے جنوں۔ بھوتوں۔ اور چڑیلوں کی فضول کہانیوں اور ادھم لوک یعنی دوزخ کے فرضی خوف یعنی اس دُنیا سے کوتج کرنے پر ادھم آتماؤں کا ادھم لوک میں پڑ کر مہا کلیش پانا اور خوفناک دُکھ اور مختلف قسم کے عذاب بھوگ کر اپنے آتما کے لحاظ سے قطعی نشٹ ہو جانا اور ایکدن اپنی ہستی کو کھو بیٹھنا۔ اور کھانے کے لئے انسانی بچوں کو چٹ کر جانا وغیرہ وغیرہ۔ اور اوتج لوک یعنی سورگ کے فرضی لاروں کہ جہاں اوتج آتما اس دنیا سے کوتج کرنے پر باس کریں گے اور اوتج رس پان کریں گے۔ اور دکھوں سے نجات پا کر سکھ اور شانتی کی زندگی بسر کریں گے وغیرہ وغیرہ کے اور کچھ نہیں۔ جہنم سے نجات دلانے اور سورگ راج کا وارث بنانے کے لئے دیوگورو بھگوان نے گورو ڈم کا انسانی دُنیا کے لئے ایک نہایت خوفناک جال پھیلایا۔ اور گورو ڈم کی غلامی میں انجان آدمیوں کو پھنسانے کے لئے اپنے آپ کو لاثانی نجات دہندہ ظاہر کیا۔ اور انسانی غلامی کی جڑوں کو مضبوط کرنے کے لئے اپنی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ خوب دل کھول کر پرا پیگنڈہ کیا۔ لیکن چونکہ یہ سب کچھ متھیا کلپناؤں پر مبنی تھا۔ اس لئے وُہ اس میں مرتے دم تک کامیاب نہ ہو سکے۔ اور اس ناکامی کے باعث اپنے تمام پیراؤں کی نسبت جو وُہ اپنا آخری سرٹیفکیٹ چھوڑ مرے ہیں۔ وُہ تمام

دیو سماجیوں کے لئے ایک نہائیت عبرتناک تحریر ہے۔ بشرطیکہ وُہ اس کی کچھ پرواہ کریں۔ اور وُہ یہ ہے:۔

"تم نے ابھی تک ستیہ دھرم کی ستیہ سکھشا کو نہیں پہچانا نہیں تو جن نیچ انوراگوں سے آتما کے لئے استیہ او مہا ہت کی اور جانا اور اسی لئے اس کا ادھرمی اور پتت بننا انیوار یہ ہے انکو تم اپنا شترو سمجھنے کے ستھان میں اُنہیں اپنا متر کیوں سمجھتے اور ان کی اور دوڑ دوڑ کر کیوں جاتے یہ تپن کاری انوراگ جو تمہارے آتماؤں کو دن بدن اندھا کٹھور۔ نربل اور اوچ بننے کے ایوگیہ بنا رہے ہیں۔ ان کے داس رہنے میں کیوں آرام اور ترپتی پاتے"

بھگوان دیو آتما نے اپنی اس نشپھل کوشش میں پبلک کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کا لاکھوں روپیہ برباد کر دیا۔ دیو سماج کی طرف سے چند سال پہلے بتلایا گیا تھا۔ کہ اُن کے ممبروں کی درج رجسٹر کل تعداد جس میں کرمچاری وغیرہ سب شامل ہیں ۳۹۸ ہے۔ اب یہ ممکن ہے کہ اس سے بھی تعداد کچھ گھٹ چکی ہو۔ گو لاعلمی کے باعث اس کے متعلق صحیح طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ دیو سماج کو قائم ہُوئے پچاس سال ہونے کو آئے ہیں۔ لیکن ممبروں کی اس لمبے عرصہ میں اس قدر کم تعداد اور اس پر تقریباً ایک لاکھ روپیہ سالانہ کا فضول خرچ۔ کیا یہ ہندوستان کی مفلس رعایا کے کیسوں پر ایک بہت بھاری ٹیکس نہیں ہے؟ اور پھر اس قدر گراں رقم دیو گورو کے اپنے آخری سرٹیفکیٹ کے

بموجب ملک میں نیچتا کے پھیلانے میں خرچ ہو رہی ہے جس سے ملک میں سوائے نقصان اور ہانی کے اور کوئی پھل پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور نہیں ہوا۔

دیو سماج کی پبلک کے کیسوں پر اس قسم کی لوٹ گھسوٹ۔ اور ان کی لغو اور متھیا کلپناؤں پر مبنی تعلیم اور ان کے نیچتا مولک کیریکٹر کو پبلک پر ظاہر کرنے اور گورو ڈم اور انسانی غلامی کے اس ملک کے لئے خطرناک جال کو توڑنے کے لئے میں نے دیو سماج کی قلعی کو کھولنا ضروری سمجھا اور اس لئے اپنا قلم اٹھایا۔

اس کتاب کا پہلا باب دیو سماجیوں اور ان کے بانی کی جہادی سپرٹ اور ان کے دیو پربھاؤں کے ذریعہ دیو سماج میں حیرت انگیز اعلیٰ تبدیلیوں کے ڈھکوسلا کی اندرونی تصویر کو دکھلاتا ہے۔ جس کے پڑھنے سے ناظرین خود اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ دیو سماج کا رُخ کدھر ہے۔ آیا وکاس کی طرف ہے یا وناش کی طرف۔

میرے ان مضامین میں دیو سماجیوں کے جوابی اقتباسات بھی موجود ہیں۔ اس لئے میرے مضامین کو تصویر کا ایک رُخ نہیں کہا جا سکتا۔ بہرحال جو کچھ بھی ہے۔ وہ ناظرین کے سامنے ہے۔

میرے ان مضامین کی مخالفت میں دیو سماجیوں کے ہرکس و ناکس کی طرف سے جو اپنی حسب عادت شرمناک گالی گلوچ کا طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا تھا ”عطائے تو بلقائے تو بخشیدم“ کے مصداق میں نے اس کا نوٹس لینا مناسب نہیں سمجھا

اس کتاب کو پڑھ کر ناظرین میں سے اگر کوئی صاحب مجھ سے بھی کوئی سوال کرنا چاہیں یا اس کے متعلق کوئی مزید واقفیت حاصل کرنا چاہیں۔ تو مفصلہ ذیل پتہ پر مجھ سے مل کر یا خط و کتابت

کے ذریعہ دریافت فرما سکتے ہیں۔

اس کتاب کی قیمت محض اس کا پڑھنا ہی رکھی گئی ہے۔ ہر ایک شخص مجھ سے مل کر اسے مفت حاصل کر سکتا ہے۔ یا خرچ ڈاک کے لئے تین آنے کے ٹکٹ بھیجکر منگوا سکتا ہے۔

لاہور

اگست ۱۹۳۷ء

رائے صاحب جہانگی رام
ریشنل لاج۔ کرشن نگر
لاہور

فہرست مضامین



دیوسماج میں مجرمانہ اعمالنامے اور دیو سماجیوں اور اُن کے معبودکی اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے سمبندھ میں نہائیت مجرمانہ اور نہائیت گناہ آلودہ جہادی تعلیم کے کچھ نمونے

باب اوّل

پہلی فصل :- دیوسماج کے بانی کی تعلیم کے تین موٹے موٹے انگ

دیوسماج کے بانی بھگوان دیو آتما نے جہاں خود اپنی ذات، کے متعلق اپنے آپ کو منش، ماتر سے اوپر کے درجے کا لاثانی وجود ثابت کرنے کے لئے اپنی مدح سرائی کے خوب زور دار طور پر راگ الاپے ہیں۔ وہاں ان کے

پیروؤں نے بھی ان کی توصیف کے پُل باندھ کر اور اُن کی آرتی اور تعریفی ستوتر گان کر کے انہیں آسمان پر چڑھایا ہے۔ اس لئے دیوسماج کے سب قسم کے لٹریچر کے مطالعہ سے محترم ناظرین موٹے موٹے طور پر سوائے مندرجہ ذیل تین باتوں کے کسی بھی مسئلہ کا اور کوئی مخصوص وزن دار سائنٹیفک حل اس میں نہیں پائیں گے۔

(۱) مَنش ماتر سے اوپر کے درجہ کا۔ نیچر کا اپنے آپ کو لاثانی اکلوتا ظہور ظاہر کر کے بھگوان دیو آتما کی اپنے مُنہ اپنی مدح سرائی اور اپنے پیروؤں سے اپنی اُستتی اور پُوجا اور اپنی سیوا شُشروشا کرانے کی زوردار خواہش

(۲) اپنے دیو پربھاؤں کے ذریعہ اپنے اندھ وشواسی اور اندھ شردھالو پیروؤں میں حیرت انگیز اعلیٰ تبدیلیوں کے لانے اور اُن کا لاثانی نجات دہندہ ہونے کے دعوؤں کا ڈھنڈورا۔

(۳) دُنیا کے دوسرے مذاہب کی ہجو اور ان کے اور اپنے سے مخالف رائے رکھنے والوں کے سمبندھ میں فحش سے فحش بدکلامی کا مظاہرہ کہ جس سے تنگ آکر گورنمنٹ کو بھی کئی بار ان کا نوٹس لینا پڑا۔ اور اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے سمبندھ میں ان کی تباہی۔ بربادی۔ غارتگری اور ہلاکت کی نہایت مجرمانہ اور گناہ آلودہ جہاد کی سپرٹ۔

گوان کی تعلیم کی تہ میں یہی تین بڑی بڑی باتیں کارفرما ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس کے "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور" کے مصداق یہ تینوں باتیں کسی کی بھی کشش کا باعث نہیں بن سکتی تھیں۔ جب تک ان ہر تین کڑوی گولیوں پر اوروں کی بھلائی کے ڈھونگ کی چینی کا کوٹ نہ چڑھایا جاتا۔ اور جھوٹ موٹ پبلک پر یہ ظاہر نہ کیا جاتا۔ کہ "ہم تو دشمنوں کا بھی بھلا چاہتے ہیں" دومیرے دل میں (مراد بھگوان دیو آتما) کسی کے اشبھ کے لئے کبھی

کوئی کامنا پیدا نہیں ہوئی۔ اس لئے ان سب کے سمبندھ میں میرا آتما پوتر ہے۔ لیکن اُن کی اپنے ہی قلم مبارک سے لکھے ہوئے لیکھوں میں سے جو اقتباس بعدہٗ اخذ کئے جائیں گے۔ ان سے ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ وُہ اس قسم کے فقروں کے استعمال میں کہاں تک حق بجانب اور سچائی کے ساتھی تھے۔

دوسری فصل:۔ مجرمانہ تعلیم کی تعریف

دیو سماج نے خود مجرمانہ تعلیم کی بابت میں جو کسوٹی قائم کی ہے۔ میں اُسے ہی اپنے اس مضمون میں مدنظر رکھوں گا۔ مثلاً وُہ اپنے اُردو اخبار مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۱۵ سے ۲۰ تک دو نیچی دیو شکتیوں سے قطعی خالی ہونے کے باعث مختلف فرقوں کے کہلانے والے معبودوں نے اپنے وشواسیوں کو جس جس قسم کی نہائت مجرمانہ اور نہائت گناہ آلودہ تعلیم دی ہے۔ اس تعلیم کے کچھ نمونے کی سُرخی سے دیگر مذاہب والوں یعنی عیسائیوں، مسلمانوں۔ آریہ سماجیوں۔ برہم سماجیوں۔ اور سکھوں کے معبودوں کو مجرم گردان کر نہائت دل آزارانہ اور ہتک آمیز طریقہ پر یہ نمونے پیش کئے ہیں :۔

(۱) حیوانوں اور انسانوں کو ذبح کر کے قربانی کرنے کی تعلیم
(۲) آدمیوں کی قربانی
(۳) بے زبان اور کمزور حیوانوں کو مار کر ان کا گوشت کھانے کی تعلیم۔
(۴) مال مویشی اور عورتوں کو لوٹنے کی تعلیم۔
(۵) انسانوں کو جبراً پکڑ کر اُن کی خرید و فروخت کرنے اور انہیں غلام یا لونڈی بنانے کی تعلیم۔

(۶) ایک بیوی یا خاوند کے جیتے جی دوسری بیوی یا خاوند کے کرنے کی تعلیم۔
(۷) شیو بواہ اور نیوگ وغیرہ کے نام سے بدچلنی کی تعلیم۔
(۸) غیر مذاہب کے آدمیوں کو مذہبی اختلاف کی بنا پر ستانے اور ان کا خون تک کر دینے کی تعلیم۔
(۹) اپنے سے غیر مذاہب کے معبودوں کے عبادت خانوں کو ڈھانے اور ان کی مورتیوں کو توڑنے وغیرہ کی تعلیم۔

یہ سب نہائیت مجرمانہ اور گناہ آلودہ باتیں دیو سماجیوں کی تعلیم کے بموجب جرائم کی فہرست میں آجاتی ہیں۔ اور ان کی تعلیم کے مطابق ایسے تعلیم دینے والے جرائم پیشہ ہونے چاہئیں۔ چاہے وُہ دیو سماجیوں کے معبود یا خود دیو سماجی ہوں یا کوئی اور۔

تیسری فصل: کیا دیو سماجی اس قسم کے جرائم سے خالی ہیں

ان میں سے اکثر باتوں کا رواج تو آج بیسویں صدی کے زمانہ میں تمام مہذب ممالک سے دفع ہو چکا ہے۔ اور قانون وقت ان کی ہرگز ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ مثلاً (۱) انسانوں کو ذبح کر کے قربانی۔ (۲) آدمیوں کی قربانی (۴) عورتوں کو لُوٹنا (۵) غلاموں کی خرید و فروخت وغیرہ۔

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اپنی سماج کے ممبروں کو اپنے جال میں پھنسائے رکھنے کی نیّت سے اپنے مذہب کی نسبت، اور سب مذاہب کو نیچا دکھانے کی خاطر پُرانے زمانہ کی باتوں کو بالائی سطح پر لا کر یہ نہائیت دل آزارانہ اور ہتک آمیز اتہام مسلمانوں اور دیگر سب مذاہب کے متعلق مشتہر کئے گئے ہیں۔ لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ

ان میں سے بعض باتوں میں دیو سماجی خود بھی پھنسے ہوئے ہیں مثلاً:-

(۳) اور تو اور خود ان کے معبود صاحب لمبے عرصہ تک کاڈ لور آئیل کا دل کھول کر استعمال کرتے رہے۔ اور اس کے علاوہ کمزور اور بے زبان تیتروں۔ انڈوں اور دیگر حیوانوں کے گوشت کا آپ خود اور ان کے کنبہ کے بعض لوگ اور ایک لیڈی پرچار کہ استعمال کرتے رہے۔ (دیکھو ان کا اخبار جیون تت مورخہ ۸ ر فروری ۱۹۱۴ء)

اب یہ فیصلہ خود دیو سماج کے موجودہ کرتا دھرتاؤں پر ہے کہ آیا ایسی صورت میں خود بھگوان دیو آتما آپ کے اپنے پیمانہ کے بموجب جو آپ نے اور مذاہب کے ماپنے کے لئے پیش کیا ہے۔ گوشت خوری کر کے نہائیت مجرمانہ اور گناہ آلودہ فعل کے مرتکب ٹھیرے یا نہ؟

جہاں تک ۶ یعنی ایک بیوی یا خاوند کے جیتے جی دوسری بیوی یا خاوند کرنے کی تعلیم کا تعلق ہے۔ جہاں یہ ایک طرف سچ ہے۔ کہ اکثر کر کے دیگر مذاہب سے، یہ رسم قطعی رفع ہو چکی ہے یا دن بدن ترک ہو رہی ہے۔ وہاں دوسری طرف اس رسم کو نہائیت مجرمانہ اور نہائیت گناہ آلودہ مان کر بھی دیو سماجی صاحبان کے معبود دیو سماج میں اپنی جیون حیات میں نئے سرے سے جاری فرما گئے ہیں۔ اور اس پر بدیں شرائط اپنی منظوری کی مہر ثبت کر گئے ہیں۔ (دیکھو ان کا ہندی اخبار "دیو سیوک" بابت ماہ پھاگن سمت ۱۹۸۱ بکرمی)

"دیو سماج کی پریذیڈنگی اور سے اُسے جو جو اور آوشیک ڈنڈ دئے جائیں۔ انہیں پورا کرنے کے سوائے اس کی حیثیت کے انوسار اُسے جرمانہ کا جو ڈنڈ دیا جائے۔ وہ کم سے کم سو روپیہ اور ادھک سے ادھک پانچ ہزار روپیہ ہوگا۔ وہ بھی وہ ادا کرے"

یعنی دیو سماج کے ایسے ممبر کو جو اس دُنیا میں اپنی ایک بیوی کے

جیتے جی دوسری شادی کر چکا ہو۔ دیو سماج کا ممبر بنے رہنے کی کھلی اجازت چند و نڈوں کے بہانہ ان کے گورو صاحب کی طرف سے دے دی گئی ہے (نوٹ) حیثیت کے انوسار سزایا ڈنڈ دینا میری سمجھ میں نہیں آیا۔ کیا حیثیت کے لحاظ سے کسی پاپ کرم کی مقدار گھٹ یا بڑھ جاتی ہے۔ اس میں زیادہ تر جرمانہ تو روپیہ بٹورنے کا ہے۔ لیکن اور آدشیک ڈنڈوں کو کئی دفعہ دریافت کرنے پر بھی صیغہ راز میں کیوں رکھا ہوا ہے انہیں بھی تو کھول کر بتلا دیتے۔ گو سیٹھ تانوں مل صاحب نے اور آدشیک ڈنڈ روپیہ کے ڈنڈ کے علاوہ ۱۲ اچھٹیاں لکھنا بتایا ہے۔ لیکن دو بھائی امر سنگھ دھرم بل اینڈ کو "اس بارہ میں مون سادھن دھارے ہوئے ہیں یہ کیوں؟

اسی طرح دویدی کوئی استری دیو سماج کی سیوکا نہ ہو۔ اپنے پہلے پتی کے جیتے جی اور اس کی اجازت سے دوسری شادی کر لیوے۔ اور اپنے پہلے پتی کے ساتھ کوئی واسطہ نہ رکھے"۔ تو وہ بھی ممبری کی اور سب شرائط کو پورا کرنے پر اور اگر اس کے سمبندھ میں کوئی مذہبی وقانونی دعویٰ نہ رہا ہو۔ تو دیو سماج کی ممبر ہو سکتی ہے۔

(نوٹ:۔ ممبری کی شرائط میں تو (۷) شرط یہ ہے "بدچلنی کرنا یا اس کام میں کسی کی کوئی مدد کرنا یا ایک خاوند یا بیوی کے اس دنیا میں جیتے ہوئے دوسری شادی کرنا"۔ لیکن ایسی استری کے سمبندھ میں سیوکی کی یہ شرط کس طرح پوری ہو جاتی ہے۔ جبکہ اس کا پہلا خاوند اس دنیا میں جیتا ہے۔ ایسی استری اگر پہلے خاوند سے طلاق حاصل کر لیتی۔ تو طلاق کی صورت میں اور موجودہ صورت میں کیا فرق رہ جاتا۔ اور پھر کیا یہ طلاق کی کھلی تائید نہیں ہے؟۔ جسے دیو سماج میں بہت کوسا جاتا ہے۔ کیا یہ دوسرے معنوں میں "گڑ کھائیں اور گلگلوں سے پرہیز" کے مصداق نہیں ہے؟

اور اس کے علاوہ ویدی کوئی جن دیو سماج کا سیوک بننے سے پہلے ایک سے ادھک بواہ کر چکا ہو۔ اور اس کی دو سب پتنیاں اس کے ساتھ رہتی ہوں۔ اور وہ جن بھی ان کے ساتھ سمبندھ رکھنا چاہتا ہو۔ تو کیا ایسا جن سماج کا سیوک بن سکتا ہے؟"

اس کا جواب بھی مذکورہ بالا ہندی اخبار میں یہ دیا گیا ہے۔ "ہاں۔ ایسا جن بھی سیوک بن سکتا ہے۔ اور دیو سماج میں پہلے بھی ایسے کچھ جن سیوک بن چکے ہیں"۔

اب سوال یہ ہے۔ کہ آیا دیو سماج کے ایسے ایک ہی وقت میں زندہ بہت عورتوں کے خاوند یا اس دنیا میں دو زندہ خاوند ایک ہی وقت میں رکھنے والی استری نہائت مجرمانہ اور گناہ آلودہ زندگی کے مالک ہوتے یا نہ؟ اور آیا دیو سماج کی ایسی تعلیم ان کے اپنے پیمانہ کے بموجب نہائت مجرمانہ اور گناہ آلودہ تعلیم کے زمرہ میں آسکتی ہے۔ یا نہیں؟ اور آیا یہ کثیر الازدواج کی تائید ہے یا نہ؟ جسے خود اس سے تھوڑا عرصہ پہلے "جیون تت" مورخہ ۴ ار جون ۱۹۲۴ء صفحہ ۵ پر کثرت ازدواج یعنی ایک پتنی کے جیتے جی دوسری شادی کرنے کی خوفناک ہانیاں کی سرخی سے ان کے معبود اسے بہت بڑا پاپ بتلا چکے ہیں۔ اور اب یہ پُن کیسے بن سکتا ہے۔ اس کا فیصلہ خود دیو سماج پر ہی چھوڑا جاتا ہے۔

(۸) مذہبی اختلاف کی بنا پر مخالف رائے رکھنے والے غیر مذاہب کی طرف دیو سماج کے معبود اور دیو سماجیوں کا جو نہائت افسوسناک جھگڑا بازی کا وطیرہ رہا ہے۔ وہ اور سب مذاہب والوں اور دیگر سوسائٹیوں کو اچھی طرح معلوم ہے۔ اور یہی سبب ہے کہ وہ سب انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن پھر بھی اس کا دلچسپ بیان ناظرین آگے چل کر دیکھیں گے۔

باب دوم

پہلی فصل مقدمے بازی میں دیوسماجیوں کی مجرمانہ کارروائیاں

اب میں یہاں پر مقدمے بازی میں دیوسماج کی طرف سے جعلسازی کرنے جھوٹی گواہیاں گھڑنے اور جھوٹ بولنے وغیرہ کی کریاؤں کو معرض بحث میں لانے کی اجازت چاہتا ہوں - اور اس کا فیصلہ بھی دیوسماج پر چھوڑتا ہوں - کہ آیا یہ سب کارروائیاں واقعی جرائم کی فہرست میں شمار ہو سکتی ہیں یا نہیں ؟

(۱) کیا یہ سچ ہے ؟ کہ مرحوم سردار چنداسنگھ نابینا وکیل نے جو فوجداری مقدمہ دیوگورو صاحب کے برخلاف عدالت میں دائر کیا تھا - اس میں دیوگورو صاحب عدالت سے پچاس روپیہ جرمانہ کے سزایاب ہوئے - اور یہ جرمانہ عدالت عالیہ چیف کورٹ تک اپیل کرنے پر بھی بحال رہا - اور وہ مجرم گردانے گئے -

(۲) کیا یہ سچ ہے ؟ کہ دیوگورو صاحب نے مرحوم چنداسنگھ کے مقدمہ کے مقابلہ میں انتقام کے جذبہ سے محرک ہو کر ان کے برخلاف ایک فوجداری مقدمہ کیپٹن جی - ایچ واٹسن صاحب بی - ایس سی کنٹونمنٹ مجسٹریٹ فیروزپور کی عدالت میں دائر کیا تھا - جسے مجسٹریٹ صاحب موصوف نے ۱۶ ؍ فروری ۱۸۹۴ء کو اپنے فیصلہ میں دیوگورو صاحب کی ذات کے متعلق مفصلہ ذیل نکات پر بحث کرنے کے بعد خارج کر دیا تھا - اور ملزم کو بری کر دیا تھا -

(۱) دیوگورو کا دعویٰ پرلے درجہ کا بے بُنیاد اور تکلیف دہ ہے۔
(۲) صرف انتقام کی بنا پر وارنٹ جاری کرانے کی نیت سے کیا گیا ہے۔
(۳) دیوگورو صاحب چندا سنگھی پلیڈر سے بہت رنجیدہ ہیں۔
(۴) بنائے دعوے صرف ایک لفظ "چالاکی" ہے۔
(۵) عدالت نے دیوگورو صاحب کے چال چلن کو شک سے بری نہیں سمجھا
(۶) عدالت نے دیوگورو کے دعویٰ کو ایک گھڑی ہوئی کہانی اور غیر معتبر یا دوسرے لفظوں میں جھوٹ سمجھا ہے۔

اب اس بات کا فیصلہ دیوسماجی صاحبان پر چھوڑا جاتا ہے کہ مجسٹریٹ صاحب کے فیصلہ کے یہ ریمارکس دیوگورو صاحب کو کس روپ میں ظاہر کرتے ہیں؟

(۳) کیا یہ سچ ہے؟ کہ دیوسماج نے اپنے معبود کی زیر ہدایت مسٹر دھرمپال پر دو فوجداری استغاثے دائر کئے تھے۔ اُن دونوں کو ڈپٹی کمشنر صاحب نے خارج کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک استغاثہ کو خارج کرتے وقت ڈپٹی کمشنر صاحب نے جو فیصلہ مستغیث کے بارہ میں صادر فرمایا۔ وُہ یہ کہ "مستغیث ایک دھوکا بازانہ اور مکّار آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنی دھوکا بازی کو چھپانے کے لئے دھرمپال پر یہ مقدمہ کھڑا کیا ہے۔ ہم دھرمپال کے نام سمن جاری کرنے کی کوئی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بنا بریں استغاثہ خارج" (دیکھو رسالہ اندر بابت ماہ نومبر ۱۹۰۸ء)

اب دیوسماجی صاحبان بتلائیں۔ کہ آیا ایسی ...... سماج جو اس قسم کے جھوٹے مقدمے عدالت میں دائر کرتی پھرے اور پبلک کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کا روپیہ ان پر خرچ کرتی پھرے نہائت مجرمانہ اور گناہ آلودہ کارروائی کرنے والوں کے زمرہ میں

آسکتی ہے یا نہ؟

(۴) کیا آپ کی طرف سے بھی کوئی فوجداری استغاثہ پنڈت دیورتن کے برخلاف دائر کیا گیا تھا؟ اگر کیا گیا تھا۔ تو اس کا انجام کیا نکلا؟ کیا وہ اس پر روشنی ڈالیں گے؟

(۵) کیا یہ سچ ہے؟ کہ خود بھگوان دیو آتما نے شکارپور (سندھ) کے مندر کے مقدمہ میں جھوٹا حلفیہ جواب دعوی پیش کیا تھا۔ کہ یہ مندر کسی کی یادگار میں نہیں بنایا گیا۔ حالانکہ وہ خود ایڈیٹر ہونے کی حیثیت میں اس سے پہلے اپنے ہندی اخبار "جیون پتھ" میں ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی بار مشتہر کر چکے تھے۔ کہ یہ مندر دیوان ہاسہ مل جی کی دھرم پتنی کی یادگار میں بنایا جا رہا ہے۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ اُن دنوں دیو سماج کے سکرٹری لالہ جانکی داس نے خود اپنے قلم سے ایک چٹھی بمعہ دیو سماج کی کونسل کے ریزولیوشن کی نقل کے دیوان ہاسہ مل جی کو بھیجی۔ جس میں اس بات کو قبول کیا گیا تھا۔ لیکن دیوگورو صاحب نے اپنے ہندی اخبار کی تحریروں کی صداقت سے یہ کہہ کر کہ مندر کے یادگاری ہونے کے بارہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ ان کی علمیت کے بغیر لکھا گیا ہے صاف انکار کر دیا۔ لیکن فاضل مجسٹریٹ صاحب نے ان سب قسم کی دروغ بافیوں کو بھانپ کر اپنا فیصلہ ان کے برخلاف صادر کر دیا۔ یعنی اب یہ مندر ایک یادگاری چیز ہے۔ جسے دیو سماج آئندہ اس میں سوائے سادھن کرنے کے نہ فروخت کر سکے گی اور نہ ہی کرایہ پر دے سکے گی۔

(نوٹ) کیا میں بہ ادب دو بھائی امر سنگھ دھرم پال اینڈ کو " سے یہ پوچھا کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں؟ کہ کیا انہوں نے باوجود اس قانونی فیصلہ کی موجودگی کے لاہور میں یا کسی اور جگہ اسی قسم کے

یادگاری مکان کرایہ پر دئے ہوئے ہیں؟ اگر دئے ہوئے ہیں؟ تو کیا وُہ اپنی اس قسم کی کارروائی کو قانونی نکتہ نگاہ سے جائز سمجھتے ہیں؟۔)

(۹) کیا یہ سچ ہے؟ کہ دیوان ہاسہ مل صاحب کی وصیت کے مقدمہ میں اپنے معبود کی تدیہ رہنمائی دیوسماج کی طرف سے جعلسازی کرنے۔ جھوٹی گواہیاں گھڑنے اور کئی قسم کے دھوکے دینے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا گیا۔ جس کا بھانڈا سکھر (سندھ) کے فاضل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دیوسماج کے برخلاف اپنا فیصلہ صادر کرتے وقت چوراہے پر پھوڑ دیا تھا۔ اس فیصلہ میں مجسٹریٹ صاحب نے دیوسماج کے کرمچاری مسٹر کنل اور دیگر کرمچاریوں کے برخلاف بہت سخت ریمارکس پاس کئے۔ چنانچہ ان کے فیصلہ سے ان الفاظ کا اُردو میں مطلب اس طرح کا ہے:۔

مجسٹریٹ صاحب نے دیوسماج کے سرگرم سندھی ممبر ماسٹر خان چند کی گواہی کو جب وُہ جون کے مہینہ میں کوئیٹہ میں اس مطلب کے لئے گئے کہ وُہ مرحوم (دیوان ہاسہ مل) سے سکھر کے سکول کے لئے چندوں کی تجدید کرائیں۔ لیکن اُنہوں نے مرحوم کو اس قابل نہ سمجھا۔ کہ روپیہ کے معاملہ میں انہیں تکلیف دی جاوے۔ کرنل ولسن (سول سرجن کوئیٹہ) کی گواہی کے مقابلہ میں یہ کہہ کر

Being a layman and one interested to support the trustees.

کچھ وزن نہ دیا۔ یا دوسرے لفظوں میں جھوٹ قرار دیا

مسٹر کنل کے بارہ میں یہ لکھا ہے؟

. . . . لیکن ہمیں مسٹر کنل کو اس کمینی

. . . . میں پاکر افسوس ہے۔ وُہ بمبئی

یونیورسٹی کے ایم - اے - ایل - ایل - بی ہیں - اور اس ضلع میں دسکھ، بہت سال تک بطور پلیڈر کے پریکٹس کرتے رہے ہیں - اور اب لاہور کے کسی کالج کے پرنسپل ہیں - لیکن تاہم ہمارے لئے یہ ناممکن ہے - کہ ہم ان کے بیان کو قابل یقین سمجھیں - یا سوائے ایک دماغی اختراع کے اسے کچھ اور خیال کریں -

مسٹر کنل کی بابت مجسٹریٹ پھر یہ لکھتے ہیں :-

"But in my opinion he (Mr. Kanal) has been guilty even of positive falsehoods in his evidence and probably of shaky conduct also"

مسٹر کنل کی نسبت فیصلہ میں پھر یہ لکھا ہے :-

"I am compelled therefore to come to the conclusion with regret that Kanal, well educated man though he is, has shown himself unscrupulous and false in this case"

پھر دیوسماجیوں کی چالاکیوں اور دروغ بافیوں کے متعلق مجسٹریٹ صاحب نے اپنے فیصلہ میں یہ لکھا ہے :-

As to the applicant herself it is not necessary to say very much. She personally does not stand to gain by the fraudulent course she has undertaken but she has no doubt acted under the influence of designing and

clevererpersons than hereself that they must be from the ranks of the Dev samaj is an unavoidable inference. Her devotion to the samaj is very apparent "

ان سخت ریمارکس کے مٹوانے کے لئے عدالت عالیہ تک دیو سماج کو اپیل کرنی پڑی - لیکن کچھ نہ بنا - اپیل خارج ہوئی اور خرچہ بھی ان پر ڈالا گیا -

(۷) کیا یہ سچ ہے ؟ کہ دیوان ہاسرمل صاحب کے دیو سماج کے حق میں ٹرسٹ کے برخلاف ان کی اولاد کی طرف سے مقدمہ دائر ہوا تھا - جس میں دیو سماج کے کرمچاریوں نے جھوٹ گھڑنے اور دھوکا بازی سے کام لینے میں حد کر دی تھی - لیکن اس مقدمہ میں بھی دیو سماج کو منہ کی کھانی پڑی - اور ہائی کورٹ تک جاکر بھی اُن کے دعویٰ کے سامنے سر جھکانا پڑا - اور ٹرسٹ کی جائیداد میں سے ان کے دعویٰ کی سدھی میں ½ حصہ کے قریب ان کو واپس دینا پڑا -

اب یہ خود دیو سماجی صاحبان ہی بتلائیں کہ مقدمہ بازی میں کہ جن میں ان کو عدالت کی طرف سے جھوٹا اور دھوکا باز قرار دیا جاتا رہا ہو - یہ سب قسم کی کرروائیں مجرمانہ زمرہ میں آسکتی ہیں یا نہ ؟ -

دوسری فصل : دیو سماج میں خودکشیوں کی مجرمانہ کارروائیاں

(۱) کیا یہ سچ ہے ؟ کہ خود بھگوان دیو آتما کے غضب آلودہ قہر سے دیو سماج کے ایک ہونہار نوجوان کرمچاری برکت رائے جی چالیس سال سے زیادہ عرصہ سے اب تک لاپتہ ہیں - اور بعض کا خیال تھا - کہ اس نے خودکشی کر لی تھی -

(۲) کیا یہ سچ ہے؟ کہ دیوسماجی ایک نوجوان بیوہ عورت نے دیو سماج کے مندر میں اپنے کپڑوں پر مٹی کا تیل ڈال کر اور آگ لگا کر خودکشی کر لی تھی۔

(۳) کیا یہ سچ ہے؟ کہ ایک نوجوان لڑکی دیو سماج کے انارکلی والے دیو آشرم کے کنوئیں میں ڈوب مری تھی۔

(۴) کیا یہ سچ ہے؟ کہ دیو سماج کے ایک سندھی ممبر مسٹر گوکل داس نے خودکشی کر لی تھی۔

(۵) کیا یہ سچ ہے؟ کہ دیو سماج کے بوڑھے کرمچاری بھائی امر سنگھ کی اپنی خود نوشت تحریر کے بموجب ان کی اپنی دھرم پتنی جی کے سمبندھ میں ہانی کارک گیتوں اور بے وفائی سے اُس بیچاری ابلا استری کو آتم گھات کرنا پڑا۔

ان تمام خودکشیوں کے متعلق اب دیوسماجی صاحبان فیصلہ فرمادیں کہ کیا یہ سب مجرمانہ افعال ہیں یا نہیں؟

تیسری فصل :- دیو سماج میں کلہ کلیش کی آگ

ایک طرف تو دیوسماجی صاحبان دیو سماج میں حیرت انگیز تبدیلیوں کی ڈینگیں ہانکتے ہوئے نہیں تھکتے۔ وہاں دوسری طرف دیو سماج میں کلہ کلیش کی آگ کے شعلے بھی بھڑکتے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ جس کے کارن لالہ جانکی داس صاحب کو دیو سماج کے سکرٹری شپ کی گدی کو خیرباد کہنا پڑا۔ اور دم دبا کر دیو سماج سے بھی بھاگ جانا پڑا۔

نہ صرف یہاں تک بلکہ دیوسماجی صاحبان اپنی نیچ فطرت کے کارن ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے اور ایک دوسرے کو نفرت کرتے ہیں۔

جیسا کہ بھائی امر سنگھ صاحب اپنے اردو اخبار ۲۰ جولائی ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں۔ "وہ ہم میں سے کثرت سے ایسے جن ہیں۔ کہ جو یا تو پرسیر کے سمبندھ میں بہت اُداسین ہیں۔ اور ایک دوسرے کی بھلائی سے مطلق لاپرواہ ہیں۔ اور یا اس سے بڑھ کر کتنے ہی اپنے بھیتر کے پنچ سوشوں کے کارن ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کو نیچا کرتے ہیں۔"

چوتھی فصل: دیو سماج میں سیاہ کاریوں کے سیاہ اعمالنامے

اگرچہ دیو سماج میں سیاہ کاری کے کارناموں کو بہت ہی خفیہ رکھا جاتا ہے۔ اور ان کا بھید کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا جاتا۔ لیکن جب کوئی دیو سماج سے نکل کر دیو سماج کے برخلاف کچھ کہنا شروع کرتا ہے۔ تب یہ خفیہ ریکارڈ بھی ان کی زنبیل سے باہر آ کر روشنی کا منہ دیکھتا ہے۔ اگر دیو سماج کے اسی قسم کے پبلش شدہ ریکارڈ کو کچھ بھی وقعت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ تو اس سے تو صاف ہر ایک سمجھدار شخص اس نتیجہ پر پہنچنے کے لئے مجبور ہو جاتا ہے۔ کہ دیو سماج میں اکثر کرمچاری اور ممبر صاحبان میں سیاہ کاری کے اعمال ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں۔ اور سیاہ اعمالناموں سے اُن کے ریکارڈ سیاہ ہوئے ہوئے ہیں۔ اس وقت اس امر کے متعلق اور کچھ زیادہ لکھنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ ہاں سب سے معزز اور بڑے بوڑھے کرمچاری بھائی امر سنگھ جی کی بیوی کے سفر میں ایک سیاہ کرتوت کے متعلق ان کی خود نوشت چٹھی تو ہمیشہ کے لئے دیو سماج کے ریکارڈ میں ایک قابل یادگار تحریر رہے گی۔

مسٹر دھرمپال نے دیو سماج کے ممبروں کی خود نوشت ڈائریوں میں

سے جو تحریریں نقل کر کے اپنے رسالہ "دوائنی" میں چھاپی ہیں۔ اگر وہ سچ ہوں۔ تو انہیں پڑھ کر تمام ذی عزت انسان دیو سماجیوں سے کانوں پر ہاتھ دھریں گے۔ اور ان کو دور سے سلام کہیں گے۔ ان کے چند اقتباس مختصر پیرایہ میں حسب ذیل ہیں:-

"۹ مارچ ۱۹۰۱ء۔ گورو پرشاد سمرن کی ایک چھٹی نقل کی۔ آج ایک وجود کے پاس بیٹھنے سے بہت خراب اثر پڑے۔ اس کے لئے ہردے کے اندر بڑی دُشٹ چنتا رہی۔ اور اس کے خراب کرنے کے لئے ہردے نے نانا پرکار کے جتن سوچنے شروع کئے۔ چنگاری جیسے بھُس میں لگنے سے شعلہ نکل پڑتا ہے۔ اسی طرح کئی بار اس کی آنکھوں کو دیکھنے سے ہردے کے بھیتر کام پر بدتی کے شعلے نکلتے تھے۔ کئی دفعہ دل کو روکا لیکن رُکا نہیں۔"

"۱۱ مارچ ۱۹۰۱ء۔ سادھن میں جوگ دیا۔ ... آج ایک اَنوچت کریا کی ...... جی کے کمرے سے بسکٹ چرائے۔ جو ...... کے لئے رکھے تھے۔ میں بھی آستین میں سانپ سے کم نہیں ہوں۔ اول درجہ کا شیطان ہوں ......"

"۱۳ مارچ ۱۹۰۱ء۔ صبح ۵½ بجے بستر سے اُٹھا۔ لیمپ روشن کر کے آشرم میں جا کر سادھن میں جوگ دیا ...... سادھن کے بعد مہاراج کی چھبی (تصویر) کو صاف کیا۔ پھر گورو پرشاد سمرن نقل کیا۔ آج کام واسنا نے بہت خوفناک اور بنا شکاری شترو سے شکست کھائی۔ اور ہاتھ کے دوارا انوچت کریا کی ......"

"۱۶ مارچ ۱۹۰۱ء۔ صبح ۵ بجے بستر سے اُٹھا۔ لیمپ روشن کیا گورو پرشاد سمرن نقل کیا۔ ایک خوبصورت استری کو دیکھ کر اُس

کے پرتی خواہش چینتا ...رہا۔ کام باسنا نے آج پھر گرا لیا۔ اور پاخانہ جاتے جاتے اپنے قبضہ میں لاکر انوچت کرم کروایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔"

۲۵ مارچ ۱۹۰۱ء۔ وہ صبح ۵ بجے بستر سے اُٹھا۔ لیمپ روشن کیا۔ سادھن میں جوگ دیا۔ کام پر بدتی بھڑکتی رہی۔ اور یہاں تک نوبت ہوئی۔ کہ اپنے انگ کو ان کے وجودوں سے سپرش کرنے کی خواہش اُٹھی۔ اور ایسا کرنے کی کوشش بھی کی گئی۔ اور ایک دفعہ چھُوا بھی۔ اپنی ایسی کریا سے نیچ بنتا رہا۔ رات کو اس کے بس ہو کر انوچت ...کیا گئی shame for me گورو پر شادسمرن نقل کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ایک ستری) کو پڑھایا۔ جب میں ان کو پڑھا رہا تھا۔ تو اُنھوں نے اپنے جسم کے پرائیویٹ حصہ کو ہاتھ لگایا۔ تو میرے دل میں بُرے خیالات پیدا ہوئے"۔

۸ جون ۱۹۰۱ء۔ وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کام باسنا کی واسطے میں ہو کر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عورت کا پاجامہ رنگوا کر لایا"۔

۹ جون ۱۹۰۱ء ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صبح اُٹھ ستری دیو گورو جی کی سیوا میں چیٹھی لکھی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گھر آکر ایک وجود کو دیکھنے سے کام پر بدتی جاگ پڑی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شام کو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بہو کے پاس جاکر بیٹھا۔ اور خوب ہی نیچتا کا پُتلا بن کر اُٹھا۔ کام بیگ کے جوش میں آکر کئی بار اس سے ہاتھ ملائے"۔

۵ اگست ۱۹۰۱ء وہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آج ہیڈ ماسٹر صاحب نے مجھے دوسری جماعت کا امتحان لینے کو کہہ دیا۔ تو میں بہت خوش ہو گیا۔ کہ آہا آج تو کام باسنا کی خوب ہی سیری ہوگی۔ آج تو بہت اچھا موقعہ ہاتھ لگے گا۔ آج تو میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیوی اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دیوی سے خوب باتیں کروں گا۔ اور اُن کے

چہرے۔ اُن کی آنکھیں اور اُن کی چھاتی کی طرف دیکھ کر خوب اپنی
باسنا کی سیری کروں گا۔ ساتھ ہی یہ کامنا بھی جاری ہوتی کہ کاش
منشی .... رام اُس وقت کمرہ میں نہ رہے۔ نہیں تو
وُہ پرتی بندھک ہوگا۔ میری یہ کامنا بھی پنچ شکتیوں کی سہائیتا
سے پوری ہوگئی۔ میں کمرہ میں گیا۔ ....

....

اس بھگت نے آگے جس بات کا ذکر کیا ہے۔ وُہ بہت گندی اور
فحش ہے۔

ایسا پرتیت ہوتا ہے۔ کہ یہ صاحب کسی گرل سکول کے ٹیچر
ہیں۔ لیکن ایک طرف تو سادھنوں کا ڈھونگ جاری رکھا ہُوا ہے۔
اور دوسری طرف ان کی آڑ میں سیاہ کاریوں کا بھی دور جاری کر
رکھا ہے۔ واہ! کیا اوزح حیرت انگیز تبدیلیاں ہیں۔ جو دیو سماج
لا رہی ہے۔

اسی طرح مسٹر دھرمپال نے اپنے رسالوں میں دیو سماجیوں
کی اور بھی کئی قسم کی ریچ گیتوں اور چوریوں کا ذکر کیا ہے۔ لیکن
انہیں اب زیادہ طوالت دینا مناسب نہیں۔ "مشتے نمونہ از خروارے"
کے مصداق اُوپر کی چند مثالیں ہی کافی سے بڑھ کر ہیں۔

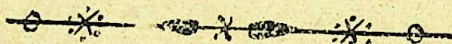
ان کے علاوہ کیا "بھائی امر سنگھ دھرم بل اینڈ کو" سے یہ
دریافت کرنے کی میں جرأت کر سکتا ہوں کہ

(۱) کیا یہ سچ ہے؟ کہ ایک کرمچاری صاحب جو آج کل ایک دیو سماجی
اخبار کے ایڈیٹر ہیں۔ اور جو آج کل فرعون مزاج بنے پھرتے ہیں۔
مندر میں کرمچاری نواس میں ایک نوجوان کنواری لڑکی پر بُری نیت سے
حملہ کیا تھا؟ اور کیا یہی کرمچاری اس سے پہلے بھی کسی موقعہ پر

اسی قسم کے جرم کے مرتکب ہوتے تھے؟

(۲) کیا یہ سچ ہے؟ کہ پشاور شہر میں دیوسماج کے ایک سرگرم سردار ممبر نے کسی اور دیوسماجی کی استری کے ساتھ ناجائز تعلق پیدا کر لیا تھا؟

(۳) کیا یہ سچ ہے؟ کہ دیوسماج کے کسی ہائی سکول میں ایک کنواری لڑکی کے کسی کے ناجائز تعلق سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہو گیا تھا۔ کسی اس یا اُس طریقہ یا بہانہ سے اسے بیاہتا ظاہر کر کے گرا دیا گیا تھا؟۔



باب سوم

پہلی فصل: دیوسماجیوں کی متوازی گورنمنٹ

یہ تو اغلباً ناظرین کو معلوم ہے کہ دیوسماجیوں نے بھی گورنمنٹ کے متوازی اپنی ایک گورنمنٹ یا حکومت قائم کر رکھی ہے۔ اور دنڈوں یعنی سزاؤں کے دینے کا سلسلہ بھی جاری کر رکھا ہے۔ دیوسماجیوں کی تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اپنی عدالت میں روپے کے جرمانہ کے علاوہ کئی قسم کی اور سزائیں بھی مقرر کر رکھی ہیں۔ مثلاً وہ اپنے اردو اخبار مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۳۵ء میں لکھتے ہیں:۔

"صرف روپیوں کا ہی ڈنڈ نہیں بلکہ اور ضروری ڈنڈ بھی پورے کرنے لازمی ہیں"۔ وہ اور ضروری ڈنڈ کیا ہیں۔ ان کو انہوں نے بستہ راز میں رکھا ہوا ہے۔ جنہیں وہ شاید پبلک پر ظاہر کرنے سے ڈرتے ہیں۔

نہ صرف یہاں تک بلکہ بعض دفعہ ان کی طرف سے نہائیت سنگین ڈنڈ بھی کہ جن کا پورا کرنا کسی کے لئے ناممکنات میں سے ہو۔ دئیے جاتے ہیں۔ مثلاً وہ اپنے اسی پرچہ میں لکھتے ہیں:۔

"ان کے چاہنے پر ڈنڈ انہیں ضرور دئے گئے تھے۔ لیکن چونکہ وہ ایسے کڑے ڈنڈ تھے۔ کہ جن کا پورا کرنا نہائیت مشکل تھا۔ اس لئے وہ اُنہیں پورا نہ کر سکنے کے باعث دیوسماج کی ممبری میں بحال نہ ہو سکے"

اگر دیوسماجی صاحبان یہاں تک ہی اپنی سزاؤں کے دائرہ کو محدود رکھتے۔ تو چنداں مضائقہ کی بات نہیں تھی۔ کیونکہ یہاں تک تو ان کا دائرہ محض اپنے ممبروں تک ہی محدود تھا۔ اور عام پبلک ان کی اس قسم کی سزاؤں کی زد سے پاک اور بچی ہُوئی تھی۔ لیکن جہاں اپنے دھرم سمبندھیوں کے سمبندھ میں ان کی طرف سے اس قسم کا ظلم روا رکھا جاتا ہو۔ وہاں عام پبلک بھی ان کی زد سے کس طرح بچ سکتی تھی۔ اس لئے کیا دیوسماج کے بانی اور کیا دیوسماج کے لیڈنگ کرمچاری صاحبان اپنے عقیدے سے اختلاف رائے رکھنے اور ظاہر کرنے والوں کو قابل گردن زدنی سمجھتے ہیں۔ اور اپنے مشن کی کامیابی کے لئے ان پر تشدد کرنا جائز قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ خود دیوسماج کے بانی اور دیگر دیوسماجیوں کی اپنی خود نوشت مفصلہ ذیل تحریروں سے ظاہر ہو گا۔

دوسری فصل:- دیوسماج کے بانی اور اُن کے کرمچاریوں کی اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے سمبندھ میں ان کی ہلاکت اور غارتگری کے متعلق جہادی سپرٹ اور اُن کا یہ دعویٰ کہ وُہ اپنے دشمنوں کا بھی بھلا چاہتے ہیں محض ایک ڈھونگ ہے۔

اب میں یہاں پر خود دیوسماج کے بانی اور اس کے لیڈنگ کرمچاریوں کی خودنوشت تحریروں سے یہ ثابت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔ کہ آیا وُہ اپنے دشمنوں اور مخالفوں کا بھلا چاہنے والے ہیں۔ یا اُس کے اُلٹ ان کی ہلاکت۔ بربادی اور غارتگری کے درپے رہتے ہیں۔ اور کیا اس طور پر وُہ مجرمانہ کارروائیاں کرنے والے کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں؟۔

دیوسماجیوں کے معبود بھگوان دیوآتما اپنے اخبار "جیون تت" مورخہ ۱۹ر اگست ۱۹۲۴ء میں اپنے خودنوشت لیکھ "دیوآتما کے دیوروپ اور ان کے لاثانی جیون برت کے دشمنوں کے سمبندھ میں نیچر کے کرشمے" کی سُرخی کے نیچے یہ تحریر فرماتے ہیں:-

"نیچر ستیہ ہے۔ اس کی وکاش اور وناش کاری شکتیاں بھی ستیہ ہیں۔ اس ستیہ نیچر نے اپنی وکاش کاری شکتیوں کے ذریعہ منش جگت میں سے جس آتما میں سچی دیوشکتیوں کا وکاش کر کے اسے دیوآتما

کے روپ میں ظاہر گیا ہے۔ وُہ دیو آتما بھی ستیہ ہے۔ جو شخص ایسے اعلےٰ ترین دیو آتما کی مخالفت پر کمر باندھتے ہیں۔ اور اس خاص ظہور اور ان کے اعلےٰ ترین مشن کو مٹا ڈالنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ وُہ آخر کار نیچر کے خفیہ انتظام کے موافق صرف یہی نہیں کہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ایسی بُری گتی میں پڑے رہنے پر اپنی ہستی کے لحاظ سے ہی بالکل مٹ جاتے ہیں"۔ (اس اقتباس کو مختصر میں نے کر دیا ہے۔ اور آگے اقتباسوں میں بھی اسی طرح اختصار سے کام لیا جائے گا۔ راقم)

اپنے اس دعوےٰ کے ثبوت میں آپ یہ مثالیں پیش کرتے ہیں:۔

(۱) "کیا یہ سچ نہیں کہ وُہ وکیل صاحب (مراد نابینا وکیل چندا سنگھ راقم) جنہوں نے دیو آتما پر فوجداری اور دیوانی بہت سے مقدمے دائر کر کے انہیں برسوں تک طرح طرح سے ستایا اور سخت سے سخت عذاب پہنچایا تھا۔ وُہ اپنی ایسی بُری چالوں سے نیچر کے خفیہ انتظام کے موافق وقت آنے پر اُس وکالت کے پیشے کو ہی کھو بیٹھے"؟۔

(۲) "کیا یہ سچ نہیں کہ اُنہی دنوں میں ایک جج صاحب (مراد سردار گوردیال سنگھ مان۔ راقم) جنہوں نے کسی مقدمہ میں دیو آتما کے خلاف بے انصافانہ فیصلہ دیا تھا۔ ایک مقدمہ میں خود ہی ایسے پھنسے کہ اُس کے باعث انہیں برسوں تک جلاوطن رہنا پڑا۔ اور اُن کا ججی کا وُہ عہدہ بھی چلا گیا"؟۔

(۳) "کیا یہ سچ نہیں کہ ایک وکیل صاحب اس لئے بے وقت موت کا شکار ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے حق شفعے کے ذریعہ اُس ٹکڑہ زمین کو چھین لیا تھا۔ جو دیو سماج نے اپنا مندر بنانے کے لئے خرید کی تھی"؟۔

(۴) کیا یہ سچ نہیں کہ دیو آتما کے جس مخالف شخص (مراد سولن نواسی ڈاکٹر گوکل چند صاحب ریٹائرڈ چیف میڈیکل آفیسر پٹیالہ۔ راقم) نے ایک حکمران شخص کو پھر ڈکا کہ ان کے جسم پر گولیاں چلانے کے لئے تیار کیا تھا۔ وُہ اس کے کچھ عرصہ کے بعد ہی اپنے جسم کو مردہ چھوڑنے کے لئے مجبور ہو گیا؟ (لیکن یہ لطف کی بات ہے۔ کہ خود حکمران شخص اب تک مزہ سے زندہ ہیں۔ راقم)

(۵) کیا یہ سچ نہیں کہ کسی ریاست کے جس افسر نے (مراد موجودہ راجہ صاحب بگھاٹ سولن کے چچا میاں صاحب۔ راقم) ایک بھاگر تگھن مخالف کے اشاروں میں پڑ کر دیو آتما کو مختلف طرح سے ناجائز کشٹ پہنچایا تھا۔ اس پر ایک ایسے معاملہ کے متعلق مقدمہ قائم ہُوا۔ کہ جس کا اسے خیال و گمان بھی نہ تھا۔ اور وُہ اس ریاست سے نکالا گیا۔ اور وُہ اپنی اس رسوائی کے سخت غم سے گھُل گھُل کر بہت جلد ختم ہو گیا؟؟!!

(۶) کیا یہ سچ نہیں کہ جس شخص نے دیو آتما سے وُہ وُہ اُپکار پائے تھے۔ کہ وُہ کہیں اور سے نہیں پا سکتا تھا (مراد پنڈت دیو رتن سے ہے۔ راقم) اس کا اوتار اخبار ہی ایک دن اپنی ہستی کو کھو بیٹھا۔ اور نیچر کے خفیہ انتظام کے موافق اس کا اکلوتا بیٹا اس لئے مر گیا تھا۔ اور یہ کوئی حیرانی کی بات نہیں ہو سکتی۔ کہ اس کی جسمانی موت کے ساتھ اگر اس کی روح کی بھی ہستی نشٹ ہو گئی ہو۔ کہ وُہ اپنے پرم ہتکر تا دیو آتما اور ان کی دیو سماج کا ہی دشمن بن گیا؟"۔

(۷) کیا یہ سچ نہیں کہ ایک تعلیم یافتہ صاحب (مراد فیروزپور کے معزز وکیل سردار گورمکھ سنگھ صاحب سے ہے۔ راقم) جو دیو آتما کے بہت بڑے فیض یافتہ تھے۔ اس لئے بے وقت موت کا شکار ہو گئے کہ

وُہ دیو آتما سے متنفر اور باغی بن گئے تھے "۔

اپنے اسی مضمون میں آگے چل کر پھر یہ لکھا ہے :-

"اسی طرح کی اور بہت سی مثالیں ہیں۔ کہ جو سچی نیچر کے اس خفیہ انتظام کو ظاہر کرتی ہیں کہ جو دیو آتما اور اُن کے جیون برت کی رکھشا کے لئے (ان کے دشمنوں کے سمبندھ میں) عمل میں آتا رہا ہے "۔

نہ صرف یہاں تک بلکہ اپنے اُردو اخبار مورخہ ۱۳ر نومبر ۱۹۲۸ء میں بھگوان دیو آتما یہ بھی تحریر فرماتے ہیں :-

"اے نیچر! تُو نے ہی میرے پرم تکھشن کے دشمنوں کو قابو کرنے کے لئے مختلف وقتوں میں وُہ واقعات پیدا کئے ہیں۔ کہ جن کا ان دشمنوں کو کبھی خواب و خیال نہ تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اب بھی تو اپنی غیبی طاقت کے ذریعہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرے بڑے بڑے مغرور اور سرکش دشمنوں کو نیچا دکھا "۔

اور! دیو سماجیوں کے معبود صاحب کی اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے سمبندھ میں نیچر کی آڑ میں ان لیکھوں میں یہ کس قدر قتل اور غارتگری کی نہایت مجرمانہ اور نہایت گناہ آلودہ تعلیم۔ اور نہایت خوفناک اور دُشٹ کامنائیں اور بُرے ارادے ہیں۔ جس سے ناظرین خود اچھی طرح اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ بھگوان دیو آتما صاحب کا یہ کہنا۔ کہ "میرے دل میں کسی کے اشبھ (بُرائی) کے لئے کبھی کوئی کامنا پیدا نہیں ہوئی۔ اس لئے ان سب کے سمبندھ میں میرا آتما پوتر ہے "۔ کہاں تک صداقت پر مبنی کہا جا سکتا ہے؟۔

کیا بیسویں صدی میں دیو سماج میں، جہاد کی یہ عملی کریائیں

نہایت خوفناک پرنتیت نہیں ہوتیں۔ ممکن ہے کہ آج سے چند صدیاں پہلے اگر کوئی شخص اس قسم کا مجنونانہ اور بے سرو پا دعوےٰ کرتا تو اسے دُنیا کم علمی کے باعث سچ مان بھی لیتی لیکن موجودہ سائنس کی روشنی میں کوئی مہذب اور سمجھدار شخص اس قسم کے جہاد کو منظوری کی نظر سے نہیں دیکھ سکتا۔ چاہے دیو سماجی صاحبان اپنے معبود کی ذات کے سمبندھ میں اپنی اندھ شردھا اور اندھ وشواس کے باعث آپ کی اس نئی ایجاد سے متعلق بغلیں بجاتے پھریں۔ اور آپ کی اُستتی کے گیت گاتے پھریں۔

تیسری فصل: نیچر کے غلط معنی

اب میں یہاں پر بھگوان دیو آتما صاحب کی مذکورہ بالا مجرمانہ جہاد کی تعلیم کا پوسٹ مارٹم کرنے کی اجازت چاہتا ہوں:-

اول تو یہ بھی ایک حیرانی کی بات ہے۔ کہ بھگوان دیو آتما نیچر کو مجسم تصور کر کے اسے سچ مچ کا ایک جیتا جاگتا وجود مان رہے ہیں۔ اور Intelligent اسے دکاش اور وناش کاری شکتیوں سے مشرف وجود ثابت کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مہمل شبد (abstractword) ہے۔ یعنی اس کائنات کے تمام قسم کے جاندار اور بیجان وجودوں اور ان کی خاصیتوں کے مجموعہ کا نام "نیچر" رکھ دیا گیا ہے۔ جیسا کہ دیو سماج کے معبود نے اپنے چند کرمچاریوں اور دیو سماج کے ممبروں کے مجموعہ کا نام دیو سماج رکھ چھوڑا ہے۔ اب کسی personify بھی سمجھدار شخص کا محض دیو سماج کے مہمل شبد کو کر کے یہ کہنا کہ دیو سماج نے میرے بیٹے کو دریا میں ڈبو کر مار ڈالا ہے جبکہ دیو سماج کا کوئی بھی شخص بذات خود دریا پر موجود نہیں تھا

ایک بیہودہ بات ہے۔ جب تک کسی خاص وجود کو specify کر کے ثابت نہ کیا جاوے کہ دیوسماج کے فلاں کرمچاری یا ممبر نے اُس لڑکے کو دریا میں ڈبو کر مار ڈالا۔ ٹھیک اُسی طرح جس طرح اگر کوئی شخص کسی مجسٹریٹ کو یہ عرضی دے۔ کہ چونکہ میں دیوسماج کا مخالف ہوں اس لئے میرے لڑکے کو دیوسماج کی ستیہ نیچر نے دریا میں ڈبو کر مار ڈالا ہے۔ اس لئے نیچر کو پھانسی پر لٹکایا جائے۔ تو مجسٹریٹ اسے مذاق سمجھ کر اس کی عرضی کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دے گا۔ جب تک کہ وُہ دیوسماجیوں میں سے کسی خاص کرمچاری یا ممبر کو specify کر کے اس کا نام عرضی دعویٰ میں درج نہ کرے۔

دوم۔ جن خوفناک جہادی واقعات کا دیوسماج کے معبود نے ذکر کیا ہے۔ ان سب کے متعلق نیچر کے مہمل شبد پر تو کوئی دوش آ ہی نہیں سکتا۔ دوش تو کسی خاص وجود یا دیوسماج کے معبود یا ان کے کسی کرمچاری کی ذات پر ہی عائد کرنا پڑے گا۔ اُن میں سے ہی کسی کو قاتل ٹھیرانا پڑے گا۔ نہ کہ نیچر کے مہمل شبد کو۔ پھر دیوسماجی صاحبان ہی فرماویں۔ کہ ایسی صورت میں آپ میں سے کہیں قاتل نہ ٹھیرے اور نہایت مجرمانہ اور نہایت گناہ آلودہ جہاد کی تعلیم دینے والے ثابت نہ ہوئے۔ ایسا پرتیت ہوتا ہے کہ یہ سب مہلک واقعات دیوسماج کے ہی کسی خفیہ انتظام یا سازش سے وقوع میں آتے ہیں۔ نہ کہ نیچر کے ہاتھ سے۔ کیونکہ جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں۔ کہ نیچر کے کسی وجود کا ان سب ہلاکت بخش واقعات میں ہاتھ تھا۔ تب تک آپ اس الزام سے بری الذمہ نہیں ہو سکتے پہلے مرحوم مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے متعلق خداوند تعالےٰ کے خفیہ انتظام سے اس قسم کے دعوے پڑھنے میں آتے رہتے

تھے۔ اب ویو سماج کے معبود نے بھی ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کی پیروی کر کے نیچر کے خفیہ انتظام کے ڈراوے دے کر پبلک کو مرعوب کرتے اور اُن کے دل پر اپنا سکہ بٹھانے کی ٹھان لی ہے۔

جب خود نیچر ایک مہمل شبد ہے۔ تو پھر اس میں Intelligency (عقل سلیم) یا design کے موجود ہونے کے کیا معنے؟ اور نہ ہی اس کا کوئی زندہ ثبوت اس کائنات میں ملتا ہے۔ جب کسی چیز کا اپنا کوئی concrete وجود ہی نہیں۔ تب اس کا خفیہ انتظام کیا؟ اور اور اس کی وکاش و وناش کاری ستیہ شکتیاں کیا؟ یہ ایک بے معنی بات ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں تو بھگوان ویو آتمانے محض اپنے بچاؤ اور اس کی آڑ میں اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے ہی نیچر اور اس کی شکتیوں کی دیوار کھڑی کر دی ہے۔

اس طور پر نیچر کا نہ ہی کوئی نیم مہا ہتکر۔ سچا اور بھلا ہو سکتا ہے۔ اور نہ ہی کوئی نیم مہا ہانی کارک۔ جھوٹا اور برا۔ دُنیا میں نیک و بد کریائیں انسانوں کے نیک و بد اعمالوں سے ہی ظہور پذیر ہو رہی ہیں۔ اس لئے نہ تو نیچر بروں کے گلے گھونٹتی پھرتی ہے۔ اور نہ نیکوں کی رکھشا کرتی پھرتی ہے۔ یعنی نیک بھی اس دُنیا میں اسی طرح جیتے اور رہتے سہتے ہیں۔ جس طرح کہ بد۔ کیا اور انسان ویو سماجیوں کے پہلو بہ پہلو جی نہیں رہے ہیں؟

جیسے نیچر میں ایسے کہلانے والے اعلےٰ وجود پیدا ہوتے۔ بڑھتے اور بلوغت کو پہنچتے اور اس کے بعد ڈھلنا شروع کرتے ہیں۔ اور آخیر میں مر جاتے ہیں۔ ویسے ہی ایسے کہلانے والے ادنیٰ وجود بھی۔ اور اس کے علاوہ جب کوئی بھی ہستی نیچر سے باہر نہیں اور نہ ہی رہ سکتی ہے۔ اور جب ان کے اصول کے بموجب کسی بھی

وجود کی کوئی حرکت نیچر کے کسی بھی نیم کے برخلاف ہو ہی نہیں سکتی۔ تب کسی وجود کی کسی قسم کی حرکت کا نیچر کی کسی شکتی کے خلاف یا موافق ہونے اور اسے سزا و جزا دینے کے کچھ معنی ہی نہیں رہتے۔

اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے سمبندھ میں جن ہلاکت بخش اور بدن کے رونگٹے کھڑے کر دینے والے نیچر کے سچے کرشموں کا بھگوان دیو آتما نے ذکر کیا ہے۔ اگرچہ اب ان میں سے ہر ایک کو واقعات کی روشنی میں دیکھنا کسی بھی شخص کے لئے نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ان واقعات کو ظہور پذیر ہوئے ایک بڑا لمبا عرصہ گزر چکا ہے۔ لیکن بھگوان دیو آتما کے اس قسم کے لغو اور ناممکن پڑتال دعووں کو موجودہ زمانہ میں انسانیت کا سمجھدار طبقہ صحیح ماننے اور ان میں یقین کرنے کے لئے تیار نہیں

چوتھی فصل: دیو سماج کے بانی سے ایک سوال

اب آخیر میں اس بارہ میں بھگوان دیو آتما سے جو ایک سوال پیدا ہو سکتا ہے۔ اور جس کا حل بتلانا ان کے لئے اشد ضروری ہے۔

وہ یہ کہ جنہوں نے دیو سماج یا بھگوان دیو آتما کی مخالفت کی تھی۔ ان کا دردناک انجام تو ان کی ستیہ نیچر نے ان کے منتقم دل کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنے کسی خفیہ انتظام سے کر دیا تھا۔ لیکن خود دیو آتما کی ذات کے ساتھ اور ان کی دیو سماج میں جو دردناک درگھٹنائیں رونما ہوتی رہیں۔ انہیں ان کی ستیہ نیچر کے کن پاجی کرشموں میں شمار ہونا چاہئے۔ مثلاً:۔

(۱) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ خود بھگوان دیو آتما ہو کر بھی اکثر دائم المریض رہے اور ایک یا دوسری عذاب دہ بیماری سے کراہتے رہے۔ اور بعض دفعہ موت کی شیا تک پہنچ جاتے رہے۔ اور ایسے وقت میں

جو آپ اپنے پیروں کے لئے اپنی سیوا اشثرو شا کی خاطر جنہم برپا کر دیتے تھے۔ وُہ تو محض رونگٹے کھڑے کرنے کی چیز تھا۔

(۲) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ کی پہلی ہونہار اور قابل اور نیک دھرم پتنی جی اپنی کم عمر میں ہی آپ کو داغ مفارقت دے گئیں۔

(۳) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ کی دوسری دھرم پتنی جی بھی بے وقت موت کا شکار ہو گئیں

(۴) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ کے کئی بچے یا تو ماں کے پیٹ سے ہی مردہ پیدا ہوئے۔ اور کئی پیدا ہونے کے بعد کم یا بیش عرصہ زندہ رہ کر اس دُنیا سے چل بسے اور کئی روگی اور کمزور انگ لے کر جنے اور بیچارے مصیبتیں جھیل جھیل کر مرے۔ اور ان کی اس اوستھا کے کارن آپ کو اور آپ کے پیاروں کو ان کی سیوا اشثرو شا کے لئے جو مصیبتیں جھیلنی اور راتوں جاگنا پڑا۔ وُہ سب بیان سے باہر ہے۔

(۵) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ کی ایک خاصی بڑی تعداد اولاد میں سے بہت سے آپ کے جیتے جی بے وقت موت کا شکار ہو کر آپ کو داغ مفارقت دے گئے۔ اور کئی آپ سے باغی اور متنفر ہو گئے۔ اس وقت محض دو بیٹے ہی زندہ ہیں۔ اور ہر دو ہی آپ کے مشن کے قطعی مخالف ہیں۔

(۶) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ دیو آتما ہو کر بھی دُنیاوی مصیبتوں کے اکثر شکار رہے۔ جو دُشٹ سے دُشٹ انسان پر نازل ہو سکتی ہیں۔ مثلاً مقدمہ بازی میں باوجود جھوٹ گھڑنے اور چالبازی کی کارروائیاں کرنے کے آپ کا رگڑے کھانا اور ان میں سے بعض میں آپ کو آخر کار شکست فاش کا ملنا۔ اور آپ پر جرمانے اور ڈگریاں ہونا اور وارنٹ گرفتاری کا جاری ہونا۔ اور عدالتوں

میں جا کر عام لوگوں کی طرح گھنٹوں پیشی کی انتظار میں رُلنا۔ اور جرح کے وقت آپ کی طبیعت کا پریشان ہو جانا۔ اور گھبرا کر چیخ اُٹھنا۔

(۷) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ اکثر یہ رونا روتے رہے۔ کہ آپ کو کوئی سچا مددگار اور غمگسار نہیں ملا۔ اور اپنے آپ کو ایسا ظاہر کرتے رہے اور جیلخانہ کے قیدی سے بھی اپنی اوستھا بدتر سمجھتے رہے۔

(۸) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ مصیبتوں سے گھبرا کر ایک نہیں کئی بار بلاپ کرتے رہے۔

(۹) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ کے سب سے زیادہ عزیز" دیو پریمک اور دیو انوراگی آتما" شش شردھیا ڈاکٹر کماری پریدیبی جی اور پنڈت پرمیشور دت جی تیدق سے تڑپ تڑپ کر اور مصیبت کے دن کاٹ کر چھوٹی ہی عمر میں اس دُنیا سے رحلت کر گئے۔

یہاں پر کیا میں باادب بھگوان دیو آتما کی سیوا میں یہ دریافت کرنے کی گستاخی کر سکتا ہوں کہ اس کا کیا سبب ہے کہ بھائی امر سنگھ جو آپ کے سب سے پرانے شش ہیں۔ اور آج کل اپنے گن ورنن اور مختلف قسم کی سیواؤں کی تعریفیہ لہجہ میں ایک لمبی چوڑی فہرست پیش کر رہے ہیں اور اپنے منہ آپ میاں مٹھو بن رہے ہیں۔ ان کو آپ نے اپنے دربار سے" دیو پریمک اور دیو انوراگی شش" کا معزز خطاب کیوں نہ عطا کیا۔ حتیٰ کہ آپ انہیں بغیر کسی آفیشل ڈیوٹی کے منہ نہیں لگاتے تھے۔ اور آپ انہیں اپنی خدمت میں سولن حاضر ہونے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اگر یہ سب اسباب اب آپ کسی طریقہ سے پرلوک سے پبلک پر ظاہر کر دیں۔ تو یہ بہت بہتر ہوگا۔ کیونکہ ایک تو بھائی امر سنگھ کا بناوٹی ملمع اُتر جائے گا۔ اور وہ اپنے اصل رنگ روپ میں دیو سماج کے ممبروں اور پبلک کے سامنے ظاہر ہو

جائیں گے۔ اور آئندہ ان کی ذات سے گمراہ ہو کر کوئی کم دھوکا کھا سکے گا۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ آپ نے اپنی جیون حیات میں سوائے ان ہر دو کے اور کسی کرمچاری کو بھی ایسا معزز خطاب عطا نہ فرمایا۔ اور آیا اب تک وہ اش آپ کے پرنسپل شریمان دھرم بل کو بھی جو آجکل بمنزلہ چھوٹے دیو آتما کے سمجھے جاتے ہیں۔ آپ اس قابل نہیں سمجھتے کہ ان کو یہ معزز خطاب آپ کے دربار سے پرلوک سے عطا کر دیا جائے اور پھر اس کا کیا سبب کہ آپ کے سب سے بڑے مخالف کہ جن کی مخالفت کے سبب کئی بار آپ کو ورلاپ کرنا پڑا۔ یعنی پنڈت گودھرائے جی۔ مسٹر دھرمپال۔ اور بندہ اب تک زندہ ہیں۔ اور نہ پنڈت گردھرائے جی تو آپ سے بھی زیادہ لمبی عمر کے مالک بنے ہوئے ہیں۔

(۱۰) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ دیو سماج میں جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ خودکشیوں کی بھرمار رہی ہے۔

(۱۱) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ آپ کی سماج میں سیاہ کاری کے عمل ہوتے رہے اور آپ کے بڑے سے بڑے کرمچاری بھی اس پہلو میں اپنی گراوٹ کا نشان دیتے رہے۔ جیسے بھائی امر سنگھ۔

(۱۲) کیا یہ سچ نہیں؟ کہ پہلے سے ہی آپ کے سکرٹری ڈیڑھ ٹانگ کے مالک تو تھے ہی۔ لیکن بعدہٗ آپ کے اسسٹنٹ سکرٹری بھی ڈیڑھ ٹانگ کے مالک بن گئے۔ اور دیو سماج کے ایک سرگرم ٹیچر مکند سنگھ جی ایک پاؤں کٹوا بیٹھے۔ اب اگر آپ کی ذات اور آپ کی دیو سماج کے متعلق یہ سب واقعات سچے ہوں۔ تو کیا پھر آپ سے سوال ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی اور آپ کی دیو سماج کے سمبندھ میں آپ کی ستیہ نیچر کا رکھشا کاری ہاتھ کہاں چرنے چلا گیا تھا۔

پھر کیا اگر سوامی دیانند صاحب کے پیرو یہ کہہ اُٹھیں کہ چونکہ آپ کو سوامی جی اور آریہ سماج سے خُدا واسطہ کا بیر رہا ہے - اور آپ ان کے مخالف اور دشمن رہے ہیں - اس لئے ان کے ستیہ دیو پرماتما نے آپ کو نقصان پہنچانے کے لئے یہ سب ایسے کرشمے دکھلائے تو کیا ان کا ایسا کہنا بجا نہیں ہوگا - لیکن مجھے اُمید ہے کہ وہ ایسی بھولانہ بات اپنے منہ پر نہیں لائیں گے -

حقیقت یہ ہے کہ نہ ہی آپ کا کوئی سچ مچ کا زندہ مجسّم وجود ستیہ نیچر ہے - اور نہ ہی آپ کے دشمنوں کے سمبندھ میں اس کے یہ ستیہ کرشمے - یہ سب محض آپ کی گھڑنت ہے - اور آپ نے اس گھڑنت کا طومار کس وجہ سے باندھا - یہ آپ ہی جانیں -

پانچویں فصل: دیو سماج کے کرمچاریوں کی مجھ پر نگاہِ کرم

یعنے

میری ہلاکت کے منصوبے

"بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ" کے مصداق خود دیو گورو صاحب کا اپنے مخالفوں اور دشمنوں کے سمبندھ میں ہلاکت اور غارتگری کا حال تو ناظرین نے پڑھ لیا - اب ذرا ان کے کرمچاری صاحبان کا خود میرے سمبندھ میں خود نوشت حال ذرا جگر تھام کر پڑھیں - کہ وُہ کس طرح مجھے ہلاک کرنے کے منصوبے باندھ رہے ہیں - محض میرے اس قصور پر کہ میں نے ایسا سچا اور واقعات پر مبنی لیکھ کیوں لکھا کہ ان کے معبود بے زبان اور کمزور جانوروں کو مروا کر ان کے گوشت کا استعمال کرتے رہے ہیں -

اور رنڈوں کے بہانے دیو سماج میں ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرنے کی نہائیت مجرمانہ اور نہائیت گناہ آلودہ تعلیم دے گئے ہیں مثلاً وُہ اپنے اُردو اخبار مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں لکھتے ہیں:-

"ان محسن کشوں اور مہا پاپی شخصوں کو دیو سماج کے خطرناک جال سے نکل کر جو ذرا بھی ان کے برخلاف مخالف رائے کا اظہار کرے انہیں دیو سماجی لوگ ایسے دیو خطابوں سے یاد کیا کرتے ہیں۔ راقم) یہ بھی اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے۔ کہ لوہے کی دیوار کے ساتھ ٹکرانے (مُراد دیو سماج) سر مارنے کے سوائے اس کے کہ وُہ اور بھی بُری طرح لہولہان اور ہلاک ہو جائیں۔ وُہ اور کچھ حاصل نہیں کر سکیں گے.....

اگر تمہارے لئے ممکن ہے۔ تو تم سنبھلو اور ڈرو۔ ورنہ اپنے اُپکاری بھگوان دیو آتما کے سمبندھ میں محسن کش بننے سے جیسے پہلے انیک شخص تباہ اور برباد ہو گئے ہیں۔ ویسے ہی تم بھی بُری طرح تباہ اور برباد ہو جاؤ گے"۔ (ان الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے۔ راقم)

یہ الفاظ کس قدر صاف اور کسی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔ کہ دیو سماج میں کسی ایسی خفیہ سازش کا سامان ورتمان ہے کہ جس سے وُہ اپنے مخالفوں کو لہولہان۔ ہلاک۔ تباہ اور برباد کر دینے کے درپے رہتے ہیں۔ اور یہ قتل اور غارتگری کا سلسلہ عرصہ دراز سے ان میں جاری ہے۔ کیونکہ وُہ خود قبول کرتے ہیں۔ میں بھی لہولہان اور ہلاک یعنی قتل ہو جاؤں گا۔ جیسے مجھ سے پہلے انیک شخص تباہ اور برباد ہو گئے ہیں۔ اور ان کی یہ سب آرزوئیں میرے اس مضمون کی سرخی کو سچا ثابت کرتی ہیں۔

بھگوان دیو آتما کو دیو شکتیوں کا دان دیکر
اور اسے تمام منش ماتر سے بالاترین نو کھالا ثانی
وجود ظاہر کر گئے۔ ان کی ایسی کہلانے والی نیچر نے
اگر اپنی دل لگی کا سامان پیدا کر لیا ہو۔ تو
اور بات ہے۔ ورنہ منش ماتر کے لئے انکا
ظہور قطعی طور پر کوئی مفید مطلب کام پورا
نہیں کر سکتا تھا اور نہ کر سکا۔

(ان کی اپنی تحریروں کی بنا پر)

تھیوریٹیکل پہلو کے لحاظ سے چھان بین

باب چہارم

پہلی فصل :- دیوسماجیوں کی ذہنیت

دیوسماجیوں کے معبود بھگوان دیوآتما جہاں خود ہمیشہ اپنے آپ کو نیچر کا لاثانی ظہور تصور کر کے اپنی مہماں کے راگ الاپتے رہتے تھے اور دیوسماجیوں پہ ہمیشہ اپنے بے بہا اور غیر معمولی احسانات جتلاتے رہتے تھے۔ اور اس بشو کے کل منش ماتر کو اپنے جھنڈے تلے لا کر جگت گورو ہونے کے نہ صرف خواب ہی دیکھا کرتے تھے۔ بلکہ اپنے آپ کو جگت گورو ظاہر بھی کرتے تھے۔

وُہ اپنے جیسا اس بشو کے کسی بھی وجود کو نہیں سمجھتے تھے۔ اس لئے ان کے لئے یہ لازمی ہو گیا تھا۔ کہ وُہ اور سب انسانوں۔ ان کے معبودوں۔ ان کے نیتاؤں اور ان کی مقدس کتابوں کو نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ان کی خود نوشت کتابیں اکثر کر کے اسی نفرت کے جذبہ کے اظہار سے بھرپور ہیں۔ اور اس نفرت کے جذبہ کے تصرف میں آ کر وُہ اللہ۔ خُدا۔ واہگورو۔ زردشت۔ مالکِ کل وا انکا کوئی اوتار وا وشیش سمبندھی اتھوا کوئی پیغمبر۔ نبی۔ پیر۔ ولی۔ بھگت۔ گورو۔ یوگی۔ سنت۔ مہنت۔ سادھو سنیاسی۔ ویراگی۔ بیراگی۔ رشی۔ مہرشی۔ مُنی۔ سدھ۔ بُدھ تیرتھنکر وا دیوی دیوتے وغیرہ میں سے کسی کو بھی شمار میں نہیں لاتے تھے (دیوشاستر پہلا کھنڈ صفحہ ۳۹) لیکن یہ ایک حیرانی کی

بات ہے۔ کہ اپنی صورت میں تو وہ اس نفرت کے جذبہ کو اعلےٰ درجہ کی روحانی صفت تصور کر کے ہمیشہ اس کی مدح سرائی کرتے رہے لیکن اوروں کی صورت میں بعین ہی اسی جذبہ کو بہت ملعون اور ایسا جذبہ رکھنے والوں کو گردن زدنی قرار دیتے رہے۔

"گورو جناندے پٹڑیں چیلے چوڑ چیٹ" کے مصداق ان کے چیلے تو اپنے گورو سے بھی اس پہلو میں دس قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔ دیو گورو صاحب نے اپنے اس نفرت کے جذبہ کو ان میں بھی کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔ اور ان میں ایسی ذہنیت پیدا کر دی۔ کہ وہ بھی اپنے سے غیر اور سب مذاہب والوں اور ان کے نیتاؤں اور مقدس کتابوں کو بہت ہی بُری طرح کوستے رہتے ہیں۔ اور ان کی ہتک اور دل آزاری کرنے سے بھی نہیں ٹلتے۔ اور اپنے آپ کو بہشت (اوتج لوک) کی کنجیوں کے وارث سمجھ کر پھولے نہیں سماتے۔ اور اس طور پر فرعون مزاج بنے ہوئے ہیں۔ چاہے ان میں سے کوئی باورچی یا سائیس یا کوچوان ہی کیوں نہ رہتا ہو۔ اور اپنی اس قسم کی ذہنیت پر بہت اتراتے اور شیخی بگھارتے ہیں۔ اور اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتے۔ اور دیگر کسی قابل سے قابل اور بزرگ ترین ہستی کو بھی حساب میں نہیں لاتے۔ کیونکہ ان کے خیال میں اور سب انسان کلپنا ہو لک متوں کے پیرو ہونے کے کارن گمراہ ہیں۔ اور سب مرنے کے بعد ادھم لوک (نرک) میں پڑ کر مہا کلیش اور دکھ پائیں گے۔ اور صرف وہی اوتج لوک یعنی سورگ میں جا کر مزہ اور سکھ کی زندگی بسر کریں گے۔ واہ! کیسی انوکھی کلپنائیں ہیں۔

دوسری فصل: نیچر کے سب قسم کے وجودوں کی تقسیم

بھگوان دیو آتما اپنے تصور کے بموجب نیچر کے تمام جاندار و بیجان وجودوں کو ان پانچ جگتوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) جمادات جگت (۲) نباتات جگت (۳) حیوانات جگت (۴) منش ماتر جگت اور (۵) دیو آتما جگت۔

ان کا کتھن ہے۔ کہ نیچر کے لکھو کھا سال کے سنگرام کے بعد ہر ایک جگت کا اپنے سے نیچے کے جگت سے وکاش ہوا ہے۔ گویا دیو آتما کے ظہور سے لکھو کھا سال پہلے منش جگت اس دنیا میں ورتمان تھا۔

تیسری فصل:۔ آتما کے انگ

بھگوان دیو آتما نے اپنی کلپنا کے بموجب پورن گٹھن پر اپنی کے لئے آتما کے یہ آٹھ انگ لازمی قرار دئے ہیں:۔

(۱) شریر نرمان اور رکھشا کاری شکتیاں (۲) اندری گت بودھ شکتیاں (۳) باسنا شکتیاں (۴) اتیچھا شکتیاں (۵) آہنگ شکتیاں (۶) مانسک شکتیاں (۷) ساتوک شکتیاں اور (۸) دیو شکتیاں (مجھ میں دیو جیون کا وکاش پہلا کھنڈ صفحہ ۲۷)

اُن کا کتھن ہے۔ کہ ان کے ظہور سے پہلے عام منشوں میں پہلی چھ آتمک شکتیوں اور چند مخصوص آتماؤں میں ان چھ شکتیوں کے ساتھ ساتھ ساتویں ساتوک شکتیوں کا بھی وکاش ہو چکا تھا۔ لیکن تاہم ابھی تک منش آتما کی گٹھن اپورن وا ادھوری تھی۔ اور منش اپنے آتما کے بننے اور بگڑنے کی بدھی

سے قطعی ادھکار کی اوستھا میں تھا۔

چوتھی فصل ستوک بھاؤ دھاری آتماؤں اور دیو آتما کے ظہور کے متعلق بھگوان دیو آتما کا تصور

(۱) "مجھ میں دیو جیون کا وکاش" پہلا کھنڈ صفحہ ۲۰۸ پر یہ لکھتے ہیں:۔

"کچھ اور اوپر (یعنی مانسک شکتیوں سے اوپر۔ راقم) وشیش وشیش تیشوؤں اور منشوں میں کچھ ایسی پرہتکاری شکتیوں کا تھوڑا وا بہت وکاش بھی ہوا ہے۔ جنہیں ستوک بھاؤ کہتے ہیں۔ ان بھاؤں سے بشسٹٹ منش ان شکتیوں کے دوارا جو کچھ بودھ رکھتا وا پراپت کرتا ہے۔ وہ اُن منشوں میں نہیں ہوتے۔ جن میں یہ بھاؤ پرسپھٹت وا بکشت نہیں ہوئے"

"اس ستوک کوش سے اوپر کسی بشیش منش میں دیو کوش سمبندھی شکتیوں کے بکشت ہونے سے جہاں ایک اور اس کے آتما کی کٹھن پورنتا لابھ کرتی ہے۔ وہاں دوسری اور وہ سب پرکار کی نیچ گیتوں سے موکھش اور اونچ گیتوں میں وکاش لابھ کرنے کے یوگیہ بھی بن جاتا ہے۔ اس کوش کے بکشت ہونے سے اس میں ستیہ اور ہت بشیک نانا انوراگ اور استیہ اور اہت بشیک نانا بیراگ شکتیاں پرگٹ ہوتی ہیں۔ اور اُن کے بکشت ہو جانے سے وہ دیو آتما بن جاتا ہے۔ اس دیوت وا دیو روپ کو پراپت ہونے کے بنا کوئی آتما بناش سے پورن موکھش اور اونچ وکاش کا ادھکاری نہیں بنتا۔

اور یہ دیو آتما نیچ اور اوچ جیون بشیک جن نا پرکار کے ستیون کے دیکھنے اور اپلبدھ کرنے کی یوگیتا پراپت کرتا ہے۔ وہ یوگیتا کسی اور اوستھا کے منش میں نہیں ہوتی۔ اور نہیں ہو سکتی۔ (ان چند سطروں کو جلی میں نے کر دیا ہے) اس لئے آتما کی نیچ اور اوچ استھو اُس کے بناش اور بکاش کے سمبندھ میں دیو آتما کے بِین اور کوئی آتما پورن اور ستیہ سکھشا نہیں دے سکتا“۔

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۱۹ پر یہ لکھا ہے :-

(ف) ”جیسے پشو جگت کے پریورتن کار یہ سے لاکھوں بندروں کو (کہ جو منش سے سدرشیتا رکھتے ہیں) اپنے پورو جوں کے کرم میں منش بننے کا ادھکار نہیں ملا۔ اور نہیں مل سکتا تھا۔ ویسے ہی منش جگت کے پریورتن میں کروڑوں منشوں میں ایسی اوچ اوستھا کے ہردیوں اور مستشکوں کا بکاش نہیں ہوا۔ اور نہیں ہو سکتا تھا۔ کہ جن میں سے ستیہ انوراگ پریسھٹت اور بکست ہو سکے ایسی یوگیتا ہی ان میں ورتمان نہیں۔ کچھ ایسے لوگوں کو ایسے ہردیہ اوشیہ ملے ہیں۔ کہ جن میں آنشک ستیہ آکرشن کی یوگیتا آئی ہے۔ پرنتو ستیہ انوراگ کا سروانگ وکاش کسی ایسے شیش اور اسادھارن آتما کے بِین کہ جو اپنے بھیتر پورن گنتھن کی پورن سامگری کو لے کر آبربھوت ہوا ہے اور کسی میں سمبھو نہیں“۔

پھر ہندی اخبار جیون پتھ بھادرپد سمت ۱۹۶۵ صفحہ ۸ پر یہ لکھا ہے :-

(پ) ”سدھانت ۹ ساتوک انگ پراپت آتماؤں کے

کرم میں جب کوئی ایسا آتما آپربھوت ہوکر جو اپنی گھٹن میں ان سب اوتچ شکتیوں کو بکشت کرے کہ جنہیں پراپت ہو کر اس کی گھٹن اپنے سب انگوں کے وچار سے پورن ہوتی ہو ۰۰۰۰۰ تب وُہ سب پرکار کے ساتوک آتماؤں سے اوپر پرم پد جنیہ دیوروپ گرہن کرتا ہے۔ ایسا ہو دیو آتما بشو کے پرتیک وبھاگ کے ساتھ اوتچ گتی دائیک سوتروں سے جڑا ہونے اور سب پرکار کے نیچ گتی دائیک سوتروں سے مُکت ہونے کے کارن دلوں دن اوتچ بکاش کے لابھ کرنے کا ادھیکاری بن جاتا ہے۔ اور بشو کے اوتچ بکاش میں ایک پورن اور اتی اوشیک انگ بن جانے کے کارن جب تک یہ بشو اور اس میں اوتچ بکاش کا کرم رہے (کہ جو سدا رہتا ہے) تب تک جیوت اور ورتمان رہتا ہے۔ یہ امر جیون کسی اور نیچے درجہ کے آتما کے لئے سمبھو نہیں،" (ان الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے۔ راقم)

ان سدھانتوں سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ دیو آتما کے بغیر کسی اور آتما کے لئے امر جیون ناممکن ہے۔ اور دیو آتما کے سوائے اور کوئی بھی منش آتما چاہے وُہ ساتوک شکتیاں بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ بناش سے پورن موکش اور اوتچ بکاش کا ادھیکاری نہیں بن سکتا۔ ان کے الفاظ بالکل صاف اور کسی قسم کے شک وشبہ سے بالاتر ہیں۔ باقی رہا دیو آتما کا یہ دعویٰ کہ ان کے بنا اور کوئی آتما پورن اور ستیہ سکھشا نہیں دے سکتا۔ ان کے اس دعویٰ سے کسی کو کیا لابھ۔ جبکہ محض دیو آتما ہی سُجاکھے اور سب منش ماتر اندھے ٹھہرے۔ ہاں وُہ اپنی ستیہ سکھشا کے ذریعہ اندھوں کی لاٹھیاں پکڑ کر بیشک پھرا کریں۔ انہیں کون

منع کر سکتا ہے۔ جب اندھے بھی کچھ ہو ہی نہیں سکتے۔ یعنی وہ دیو جیوتی اور نروپچ اپنے میں حاصل کر کے دیو آتما بن ہی نہیں سکتے۔ تو پھر ان کی ستہ شا کو کوئی شمند لگا کر جا نے یا کیا کرے۔ اس کے علاوہ جب ان کے آبھوت ہونے سے پہلے نہ صرف بشیش منشوں بلکہ بشیش پشوؤں میں بھی ساتوک شکتیوں کا پرکاش ہو چکا تھا۔ اور ہو سکتا ہے۔ تو پھر دیو آتما کی پورن اور ستیہ سکھشا ایک ڈھکوسلا سے بڑھ کر اور کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھ سکتی۔ باقی وہ اپنے منہ میاں مٹھو بننے کے لئے ڈینگیں ہزار دفعہ ہانکا کریں۔

ایسی صورت میں کیا دیو سماج کا سارا سنگرام اور ہر سال اس پر قریباً غریبوں کی گاڑھے پسینہ کی کمائی کا لاکھ روپیہ خرچ فضول نہیں ٹھہرتا؟ اور کیا ان کی حیرت انگیز تبدیلیوں کا ڈھنڈورا محض ڈھکوسلا ثابت نہیں ہوتا؟

پھر دو منش آتما کے سمبندھ میں چار مہاتو" نامی پستک میں صفحہ ۱۶۱ پر بھگوان دیو آتما یہ لکھتے ہیں:۔

(ت) پرشن:۔ کیا کسی منش میں اپنے طور پر بھی کسی پرکار کے اوتچ بھاؤ کا پربل روپ سے پرکاش ہو جاتا ہے؟" (ان الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے)

اُتر:۔ ہاں۔ کسی کسی جن میں دیا واسنا نو بھوتی آدی بشیک کسی کسی پر ہت اُتیاوک اوتچ واسا نوک بھاؤ کا سو بھاوجات بھی پرکاش ہو جاتا ہے۔"

اس دیو بانی سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ ساتوک بھاؤ کسی کسی جن میں بغیر دیو آتما کے میڈیم شپ کے اپنے طور پر بھی پرکاش ہو جاتے ہیں۔

(ج) "پھر مجھ میں دیوجیون کا اکاش" حصہ اول صفحہ ۲۳۰
پر بھگوان دیو آتما ساتوک بھاؤں کے متعلق یہ لکھتے ہیں:-

"پرنتو ایک طرف یدی کسی جن کا سادھارن آچرن برا نہ ہو۔ اور دوسری طرف اس میں ایک وا کئی ایسے ساتوک بھاؤ ورتمان ہوں کہ جن کے دوارا وہ ایک وا دوسرے پرکار سے لگاتار اوروں کا کچھ نشکام ہت کرتا ہو۔ تو اس کے آتما میں ایک ایسی جوتی اُتپن ہوتی ہے۔ جو مانسک جوتی سے بالکل بھن ہوتی ہے۔ اور اس کی اوستھا کے انوسار اس کی کرنیں اس کے سر سے نکلتی ہیں۔ اور بڑے بڑے اُپکاریوں کے سر سے گول آکار دھارن کر کے ایک مکٹ سا بن جاتی ہیں۔ کتنے ہی بھکتوں کی تصویروں میں اُن کے سروں کے چاروں طرف جس جوتی کا مکٹ بنا ہوا ہوتا ہے وہ اسی ساتوک جوتی کا چنہہ ہوتا ہے۔ کسی کسی سداچاری سادھو اور کوی (شاعر۔ راقم) کے بچنوں میں ایک ایک پرکار کے اوچ گیان کی جو سندر جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اس کا کارن اس میں اسی ساتوک جوتی کی ورتمانتا ہوتی ہے"۔

اس دیو بانی سے بھی صاف ظاہر ہے۔ کہ دیو آتما کے ظہور سے پہلے نہائت اوچ کوٹی کے ساتوک بھاؤ دھاری بھگت جن اور سداچاری سادھو اس دنیا میں گزر چکے ہیں۔ جہاں تک ایسے ساتوک بھاؤ دھاری بھگت اور سداچاری سادھوؤں کے سروں کے چاروں طرف اس قسم کے مکٹ بن جانے کا تعلق ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو اس قسم کا مکٹ نصیب ہو گیا ہو۔ لیکن اتنا تو ضرور سچ ہے۔ کہ بھگوان دیو آتما جو ان سے اپنے آپ کو دیو روپ دھارنی دیو کوش کے مالک اوچ کوٹی کا لاثانی وجود سمجھتے ہیں۔

اُن کے سِر کے چاروں طرف یا اُن کی تصویروں میں سر کے چاروں طرف اس قِسم کی کرنوں کا مکٹ عملی طور پر کبھی دیکھا نہیں گیا۔ ممکن ہے کہ ایسے سداچاری سادھو وغیرہ دیو آتما کی نسبت اعلیٰ پایہ کے وجود نیچر میں سمجھے گئے ہوں۔

پھر ایسے ساتوک بھاؤ دھاری بھگت اور سداچاری سادھوؤں کی اس لوک یا پرلوک میں موجودگی میں نیچر نے جو لاکھوں سال گھور سنگرام کر کے دیو آتما کو دیو شکتیوں سے وبھوشت لاثانی ظہور پرگٹ کیا۔ اِن کے ظہور سے دُنیا کو کیا لابھ۔ کیونکہ کوئی بھی منش دیو آتما سے جُڑ کر دیو شکتیوں کا تو ان سے دان پانے سے رہا۔ باقی رہا ساتوک کوش۔ وہ ان بھگت جنوں اور سادھوؤں سے بھی اُسی بدھی سے حاصل کر سکتا ہے۔ جس بدھی سے کہ دیو آتما سے پھر ایسی صورت میں دیو آتما کی منش ماتر کے لئے چنداں کوئی ضرورت نہیں رہتی۔ اور پھر دیو سماجیوں کا اُن کی ذات کے متعلق ڈھنڈورا پیٹنا محض فضول پراپیگنڈا نہیں ہے؟ تو اور کیا ہے؟

(د) پھر دوجّھ میں دیو جیون کا بکاش دوسرا کھنڈ صفحہ ۳۲۵ پر یہ لکھتے ہیں۔

(۲) پورنانگ دیو جیون کو پراپت ہونے کے بنا کوئی آتما بشو کے ان جگتوں (یعنی بھوتک۔ اُدبھد۔ پشو اور منش جگت) کے ساتھ اپنا سروانگ بکاش کاری سمبندھ سنتھاپن نہیں کر سکتا۔ اس لئے اُن کا دھیرے دھیرے اَونت (تنزل) ہو کر گھٹتے پراپت ہونا اور ایک دن اپنی وبکتی گت استت کے وچار سے پورنتا نشٹ ہو جانا اوشمبھاوی ہے"

بھگوان دیو آتما کی دیو بانی کے یہ الفاظ بھی کس قدر صاف

ہیں۔ کیا اب دیو سماجی صاحبان دو بھائی امر سنگھ دھرم بل اینڈ کو " تعصب کی عینک اُتار کر بتلائیں گے۔ کہ بھگوان دیو آتما کی شرن میں آنے سے کسی کو کیا لابھ۔ کیونکہ پورنا نگ دیو جیون کو تو سوائے دیو آتما کے اور کوئی آتما کسی بھی بدھی سے پراپت کر نہیں سکتا۔ تو پھر ایسی صورت میں جبکہ خود تمام دیو سماجی بھی دھیرے دھیرے زوال پذیر ہو کر ایک دن پورنتا نشٹ ہو جائیں گے۔ تو اور کسی کو کیا پڑی ہے۔ کہ دیو سماج کی دُم میں پورنتا نشٹ ہو جانے کے لئے گھُستا پھرے۔

(س) پھر دیو شاستر تیسرا کھنڈ صفحہ ۲۰۶ پر یہ لکھتے ہیں:۔

پرشن:۔ "یدی کسی جن کے آتما میں اس کے پوروجوں کے دوارا کوئی پر اُپکار بشیک اُوچ بھاؤ بیج روپ میں آیا ہو۔ تو کیا اس میں بھی اس کی جاگرتی اور اُنتی اوشیہ ہو جاتی ہے؟"

اُتر:۔ "پرتیک جن کے آتما میں نہیں۔ کِنتو کسی ایسے جن کے آتما میں اوشیہ ہوتی نہ ہو سکتی ہے۔ کہ جسے اپنے اس اُوچ بھاؤ کے بیج کے پورنتا مرجانے سے پہلے پہلے اس کی جاگرتی وا اُنتی کے لئے کچھ نہ کچھ انوکول دشا ملی ہو۔ اور اس بیج کی نشٹ کر دینے والی درو بھی شکتیوں سے اس کی رکھشا ہو سکی ہو۔ انیتھا نہیں"۔

یہ دیو بانی بھی بالکل صاف ہے۔ اس میں بھی ساتوک بھاؤں کی اُنتی کے لئے دیو آتما کی شرن لینے کی چنداں ضرورت نہیں جتلائی گئی۔

یہ ایک اعتراف کی بات ہے کہ بھگوان دیو آتما جہاں ایک طرف خود کئی جگہ قبول فرما چکے ہیں۔ کہ ساتوک بھاؤں کے ظہور سے پہلے اور بعد ہُ بھی اپنے طور پر یہ آتما میں سو بھاؤ جات پرکاش پا سکتے

ہیں۔ جیسے بھگت جن اور سناچاری سادھوؤں میں پرکاش ہوئے۔ اور یہ بھی عین ممکن ہے۔ کہ ان کے گورو شری رشی پنڈت شبدیال سنگھ جی اور ان کے ماتا پیتا۔ دادی۔ دادا۔ پڑدادا یا کسی اور بزرگ میں ان کی وساطت کے بغیر بگشت ہوئے ہوں لیکن اس کے متضاد دوسری طرف "دیو شاستر" پہلا کھنڈ صفحہ ۱۴ پر یہ لکھ مارا ہے کہ ساتوک بھاؤں کا پرکاش......... دیو آتما کو چھوڑ کر وا اُن سے کوئی سمبندھ نہ رکھ کر کسی جن کو اپنی سوئچ بچار وا اپنی بُدھی وا اپنی کسی ودیا وا چترائی وا کسی متھیا دیوتے وا دیوی کے بشواس وا اس کی کسی قسم کی پوجا وا دھرم کے نام سے کسی بھی کریا سے لابھ نہیں ہو سکتا۔ (ان میں چند الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے)

اب پتہ نہیں کہ بھگوان دیو آتما کی کس بانی کو سچ مانا جائے اور کس کو جھوٹ۔ اسی لئے تو میں نے کئی جگہ لکھا ہے۔ کہ بھگوان دیو آتما کی تعلیم محض ایک گورکھ دھندا ہے۔

(ش) پھر دوسری جگہ میں دیو جیون کا پرکاش حصہ اول صفحہ ۵۲ سدھانت ۱۵ میں یہ لکھا ہے:۔

"جب تک کسی آتما میں کوئی ساتوک بھاؤ اُتپن نہ ہو۔ اور اس کے دوارا بشو کے کسی وبھاگ کے سمبندھ میں باسنا رہت کسی ہت کی اُتپتی نہ ہو۔ تب تک وہ سوکشم پرتھوی میں دوسرے لوک سے آگے نہیں جاتا۔ پھر کچھ ساتوک بھاؤں کی اُتپتی اور اُنتی سے یدی آتما اوتح گتی کو پراپت ہو کر کئی اوتح لوکوں تک گمن کرتا ہے۔ پرنتو جب تک سروانگ دیو جیون پراپت نہ ہو (سروانگ دیو جیون اور کوئی نش پا ہی نہیں سکتا۔ راقم)

تب تک وُہ بشنو کے اوتچ پرکاش کے ساتھ سروانگ میں استھاپن اور اس لئے سدا کے لئے اوتچ جیون میں پرکاش لابھ نہیں کر سکتا" (ان الفاظ کو جلی ہم نے کر دیا ہے)

ایک طرف تو بھگوان دیو آتما نے یہ سدھانت جڑ دیا ہے۔ کہ سدا کے لئے قطعی کوئی بھی شخص پرکاش لابھ نہیں کر سکتا۔ وہاں دوسری طرف اس کے متضاد دیو شاستر کے تیسرے کھنڈ صفحہ ۳۰۹ پر "کسی دشا میں سدا کے لئے بھی اور کسی دشا میں سدا کے لئے نہیں کنتو کچھ کال کے لئے موکھش ملتی ہے" جڑ دیا ہے۔ اب پتہ نہیں ان ہر دو متضاد باتوں میں سے کس کو ٹھیک مانا جائے۔ یہ معمہ "بھائی امر سنگھ دھرم بل اینڈ کو" کے لئے حل کے واسطے چھوڑ دیا جاتا ہے

پھر "جیون پتھ" اخبار مورخہ بھادر پد سمت ۱۹۶۵ صفحہ ۹ سدھانت ۱۳ و ۱۰ میں یہ لکھتے ہیں:-

(ص) "انش جگت کے پرکاش اور پریورتن میں کتنے ہی آتما ایسے ہیں۔ کہ جو اوتچ پرکاش کی سیڑھی میں ایک واکتی ساتوک بھاؤ بیج روپ میں لے کر جنمے یا جنمتے ہیں۔ اور انہیں اپنی ہردیہ بھومی میں سے اپنی اپنی اوستھا کے انوسار الپ و ادھک (کم و بیش یا قم) سنکھیا و اپریمانتر (परमात्मा) میں پرسپھٹت کرنے کے یوگیہ ہوئے ہیں۔ وا ہوتے ہیں۔ یہ بھاؤ کسی آتما میں اور دوں کی اپیکھشا جتنے ادھک اور جتنے انش گہرے ہوں۔ اور بشو کے کسی ایک وا دوسرے وبھاگ کے سمبندھ میں ہت اُتپن کرتے ہوں اُتنے ہی انش وُہ آتما اپنی گٹھن میں اوتچ ہوتا ہے"۔

"جبکہ آتمک پورن گٹھن اتھوا دیو جیون لابھ کرنے کے بنا کوئی آتما مناشکاری گنوں سے پورن موکھش اور

اوتج گیتوں کے دوارا سروانگ اور اچھن اوتج پرکاش لابھ کرنے کے یوگیہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یدی ساتوک بھاوی آتما اپنی الپ و ادھک سرشٹیتا کے انوسار (یدی کوئی وشیش درگھٹنا پیدا نہ ہو) انیہ سب آتماؤں سے اپیکھشا ادھک کال تک جینے اور اپیکھشا کرت اوتج لوکوں میں جانے اور رہنے اور اوتج رس و سکھ پانے کے ادھکاری ہوتے ہیں۔ پرنتو پورن آنگ اوتج گنتھوں سے بنچیت ہونے کے کارن ایک دن وُہ نشٹ ہو جاتے ہیں"۔ (ان سب الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے۔ راقم)

ساتوک بھاؤ دھاری آتماؤں کے متعلق بھگوان دیو آتما کی مذکورہ بالا بانی کو غور سے پڑھنے کے بعد کیا "دو بھائی امر سنگھ دھرم بل اینڈ کو" مہربانی کر کے بتلائیں گے۔ کہ "چار دن کی چاندنی پھر وہی اندھیری رات" کے مصداق آیا چار دن اوتج لوک میں رہنے اور اوتج رس و سکھ بھوگنے کے بعد ایک دن قطعی نشٹ ہو جانا کیا تمام دیو سماجیوں کے لئے یہ ایک نہایت خوفناک انجام نہیں ہے؟ اور پھر جب ایک طرف تو بھگوان دیو آتما سکھ کی لالسا کو آتما کے لئے نہائیت مضر تصور کرتے ہیں۔ تو پھر وہاں دوسری طرف اس اوتج رس و سُکھ پانے کی خواہش کو مدنظر رکھ کر دیو سماجیوں کے لئے کسی قسم کا کوئی دھرم سادھن کرنا کس طرح جائیز ہو سکتا ہے؟ کیونکہ سوائے اس سکھ کی چاٹ کے اور کوئی مطلب دھرم سادھنوں سے پورا نہیں ہو سکتا۔ میرے خیال میں تو دیو سماج کی سب قسم کی ڈینگیں اور ان کی تعلیم محض پُر اسرار باتوں کا پلندہ ہی رہ جاتی ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں

پھر دیوشاستر کھنڈ تیسرا صفحہ ۲۶۶ سے ۲۶۹ تک یہ لکھا ہے:۔
(ض) پرشن۔ "جو لوگ کسی جن وا کسی سماج وسو سائیٹی سے کوئی مانسک نرباہ برتی لے کر کسی پرکار کی کوئی سیوا کرتے ہیں۔ ان کی یہ سیوا کیس پرکار کی ہوتی ہے؟"
اُتر:۔ "ان کی یہ سیوا بشدھ ساتوک انوراگ موک نہیں ہوتی اور نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ بشدھ ساتوک انوراگی جن اپنے ساتوک انوراگ بشیک سکھ کے بھن دیہاں پہ پھر سکھ کی لالسا آ گئی ہے۔ (اتم) اس کے بدلہ میں کسی سے دھن بشیک کوئی نیمت سہائے وا برتی لینا نہیں چاہتا۔ اور نہیں لیتا"!
پرشن:۔ "تب پھر کسی کی یہ سیوا اور کس پرکار کی سمجھی جا سکتی ہے"۔
اُتر:۔ "یدی کوئی جن کسی ایسی سیوا کے کام کو ہاتھ میں لے کر اس کے سمبندھ میں کچھ بھی کام چور نہ ہو۔ اور اس کے سمبندھ میں جان بوجھ کر کسی پرکار سے کچھ بھی ہانی جنک نہ ہوتا ہو۔ اور اس کے لئے برتی دن جتنے سمے تک وا جتنا کام کرنا اوشیک ہو۔ اتنے سمے تک وا اتنا کام وہ بھلی بھانت دل لگا کر کر سکتا ہو۔ اور وہ اس کے بدلہ یعنی کسی سے کسی پرکار کی پرشنسا وا مانیہ پدوا اُپادھی وا مان وا سمادر آدی کی پراپتی کی کوئی لالسا وآشا بھی نہ رکھتا ہو۔ تو یدپی نرواہ برتی لینے کے کارن اس کی یہ سیوا بشدھ ساتوک انوراگ موک نہیں ہو سکتی۔ تتھاپی وہ اُس کے آتما کے لئے وہاں تک ہتکر وا اپن جنک اوشیہ ہو سکتی ہے۔ جہاں تک وہ اس کے نمت اپنا کوئی دھن بشیک تیاگ سویکار کرتا ہے"!

پرشن:۔ "کیا جو لوگ اوروں سے پرشنسا وایش وامان واکیرتی پانے کے نمت کوئی ایسی ہٹکرم کیا کرتے ہیں۔ اور کسی ایسے کام کے سمبندھ میں اپنی اور سے اپنی پرشنسا کا سوچک کوئی پتھر وا ٹیبلٹ آدی لگاتے وا لگواتے ہیں۔ وا ان کے لگائے جانے کی شرط رکھ کر ہی کوئی ایسا کام کرتے ہیں۔ ان کا یہ کام اوتّم وا ساتوک بھاؤ مولک سمجھا جا سکتا ہے؟"

اُتر:۔ "کدا پی نہیں۔ کدا پی نہیں۔ ان کا ایسا کام ویاپار مولک ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اوتّم وا ساتوک بھاؤ مولک نہیں۔ کنتو وہ ایک پرکار کی کیول دوکانداری ہے۔"

"جب تک کسی بھلے کار یہ کے کرنے میں کیا اس لوک اور کیا پرلوک میں کسی اور سے کسی پرکار کے سکھ پانے وا کسی اور سے کسی پرکار کے دکھ وا دکھوں سے بچ جانے کی آشا کی کھوٹ ملی ہوئی ہوتی ہے۔ (یہاں پر سکھ کی لالسا اور دکھ سے بچنے کی آشا کو کوسا جا رہا ہے۔ راقم) تب تک کسی منش کی وہ کریا شدھ ساتوک بھاؤ مولک نہیں ہوتی اور نہیں ہو سکتی۔"

اگر بھگوان دیو آتما کی یہ دیو بانی دیو سماجیوں کے لئے اعتبار کے لائق ہو۔ تو پھر "دیو بھائی امر سنگھ دھرم بل اینڈ کو" خود ہی بتلائیں کہ آیا دیو سماج میں کوئی ایسا کریچاری اور ورکر ہے۔ جو کسی نہ کسی شکل میں کسی قسم کی کوئی ماسک برتی اپنے گزارہ کے لئے نہ لیتا ہو۔ یا دان میں سے کچھ حصہ بطور گزارہ کے نہ رکھ لیتا ہو۔ یا دورہ کے دنوں میں ریل کا کرایہ اور حلوہ مانڈا اُڑانے کے لئے کچھ رقم روزانہ بطور الاؤنس کے نہ لیتا ہو۔ اور دوسرے شہروں کی

سیر سپاٹا مفت میں نہ اُڑاتا ہو۔

اس دیو بانی کی موجودگی میں ایسے تمام کرمچاریوں اور ورکروں اور دیو سماج کے تمام سکولوں کے تنخواہ دار ماسٹروں اور دوسرے سب دیو سماج کے ہیڈ آفس کے برتی لینے والے تمام ملازموں اور دیگر سب قسم کے ملازموں اور سیوکوں کی جو دیو سماج سے کچھ بھی برتی لیتے ہیں۔ کیا شکل بنتی ہے؟ کیا یہ سب ساتوک شکتیوں سے شونیہ معمولی درجہ کے ٹنڈ منڈ محض چھ شکتیوں کے مالک منش نہیں رہ جاتے؟ ایسی صورت میں تو وہ اُن پشیش پشیش پشوؤں سے بھی نیچے درجہ کے رہ جاتے ہیں۔ کہ جن میں ایسی ہتکاری شکتیوں یعنی ساتوک بھاؤں کا تھوڑا بہت بکاس ہوا ہے۔ (دیکھو پیراگراف (۹)) باقی جنہوں نے یادگاری پتھر یا ٹیبلٹ دیو سماج کی عمارتوں میں لگوائے ہوئے ہیں۔ وہ تو کسی گنتی میں بھی شمار ہونے کے لائق نہیں۔ اور جنہوں نے اپیلیں کر کے انہیں پاپی بنانے کے لئے ایسے پتھر و ٹیبلٹ لگوائے ہیں۔ انہیں تو شرم سے ڈوب مرنا چاہئے۔ اور کیا بھائی "امر سنگھ دھرم بل اینڈ کو" اپنی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں۔ کہ ان میں سے کوئی پرشنسا ملنے پر۔ اپادھی وامان و اسمادر آدی کی لالسا و آشا نہیں رکھتا۔ اگر ایسا ہو۔ تو پھر سالانہ جلسہ پر بھائی امر سنگھ کا سنمان پر درشن کیا انہیں نیچ بنانے کے لئے کیا گیا تھا۔

عملی پہلو سے دیو سماجیوں کے کیرکٹر کی چھان بین

باب پنجم

پہلی فصل: دیو سماجیوں کے کیرکٹر کی بابت مجسٹریٹ کیا کہتے ہیں

گو اندرونی طور پر مقدمے بازی میں دیو سماج کے کرتا دھرتا جو کچھ جھوٹ۔ فریب اور دھوکا۔ ٹھگی۔ جعلسازی۔ جھوٹی گواہیاں تیار کرنے رشوت دینے اور بے ایمانی سے کام لے کر مجرمانہ کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ وُہ اس قدر خفیہ رکھی جاتی ہیں۔ کہ اُن کا پتہ سوائے اُن کی ذات کے اور کسی کو چاہے وُہ دیو سماج کے ممبر ہی کیوں نہ ہوں۔ لگ ہی نہیں سکتا۔ مگر پھر بھی مقدموں کے دوران میں تحقیقات کے وقت گواہیوں کے ذریعہ اُن کی مجرمانہ کارروائیوں کی بابت جو حالات بالائی سطح پر آجاتے ہیں۔ اور جن کی بنا پر مجسٹریٹ صاحبان کو ان کے مجرمانہ اور گناہ آلودہ کیرکٹر کے متعلق اپنے فیصلوں میں سخت ریمارکس دینے پڑتے ہیں۔ ان کا مفصل بیان ناظرین اکرام باب دوم فصل پہلی میں مطالعہ فرما چکے ہیں۔ یہاں پر مختصراً یہ کہ چند اسکے کے برخلاف خود بھگوان دیو آتما کے دعویٰ کو مجسٹریٹ صاحب نے پہلے درجہ کا بے بُنیاد

اور تکلیف دہ۔ صرف انتقام کی بنا پر وارنٹ جاری کرنے کی نیت پر مبنی۔ ایک گھڑی ہوئی کہانی اور غیر معتبر یعنی جھوٹا قرار دے کر خارج کر دیا۔ اسی طرح مسٹر دھرمپال کے برخلاف فوجداری مقدمہ میں مستغیث (غالباً بھائی امر سنگھ) کو دھوکا باز اور مکار آدمی قرار دے کر ڈپٹی کمشنر نے دعویٰ خارج کر دیا۔ دیوان ہاسہ نل صاحب کی وصیت کے مقدمہ میں اپنے گورو کی زیر ہدائیت دیو سماجیوں نے جھوٹ گھڑنے۔ دستاویزات میں جعلسازی کرنے اور جھوٹی گواہیاں تیار کرنے اور کئی قسم کی دھوکا بازیاں اور مکاریاں کرنے میں تو کمال ہی کر دیا تھا۔ جن کا بھانڈا اسکھر (سندھ) کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے اپنے فیصلہ میں ان کے برخلاف سخت ریمارکس دے کر چوراہے پر پھوڑ دیا تھا۔ اگر ان میں شرم اور حیا کی کچھ بھی حس باقی رہ گئی ہوتی۔ تو وہ ایک چلو پانی میں ڈوب مرے ہوتے۔ لیکن شرم چہ کتیست کہ پیشِ مرداں بیاید۔

دوسری فصل: دیو سماجی خود اپنے کیرکٹر کی بابت کیا کہتے ہیں

اس بارہ میں بھی اس سے پہلے دیو سماج کے کرمچاریوں کی خود نوشت تحریروں کی بنا پر کافی سے بڑھ کر لکھا جا چکا ہے۔ کہ کس طرح چوٹی کے کرمچاری اپنے آپ کو مہا پشاچ بدیپ دھاری مہا اپرادھی۔ دشٹ۔ نیچ اور شنیہ۔ شوچنیہ اوستھا رکھنے والے پنچ انوراگی۔ ہتیارے۔ آتمک انگ رہین اور آتمک بل

ہیں۔ ایوگیہ۔ بے بس۔ اونچ حصوں سے خالی۔ اپنے گورو کے سمبندھ میں شرمناک کرتگھنا مولک کریائیں کرنے والے۔ انہیں سخت آگھات اور صدمات لگانے والے اور اپنی ناقابلیت۔ ابودھتا اور نیچتاؤں سے بے پانی مچھلی کی طرح اپنے گوروکو تڑپانے اور بلبلوانے والے۔ بہت ادنیٰ وجود۔ بہت ابودھی اور انوچت کرتیاں کرنے والے۔ گنا ہگار وغیرہ وغیرہ ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ یہاں پر اب کونسی نیچ صفت ان کی اپنی فطرت کے اظہار میں ایسی باقی رہ گئی ہے۔ جس کا اظہار نہ ہُوا ہو۔ ایسی نیچ فطرت رکھنے والے دیوسماج کے چوٹی کے کرمچاری صاحبان دوسروں کا خاک بھلا کر سکتے ہیں۔ جب وُہ خود اپنے منہ سے پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ وُہ مہاپاپی۔ پشاچ روپ دھاری اور بڑے گناہ گار ہیں۔ تب ان کی حیرت انگیز اونچ تبدیلیوں کی پکار محض ڈھکو سلا نہیں رہ جاتی۔ تو اور کیا رہ جاتی ہے۔

اگر میں یہاں پر دیوسماج کے اور ممبروں کی ان کی اپنی اوستھا کے متعلق خود نوشت تحریروں سے اقتباس پیش کروں۔ تو ناظرین انہیں معلوم کر کے انگشت بدنداں رہ جائیں گے۔ اور زور سے پکار اٹھیں گے۔ کہ دیوسماج ہے یا پشاچ اور نیچ آتماؤں کا گڑھ۔ میں اس مضمون کے زیادہ لمبا ہو جانے کے ڈر سے یہاں پر اول سردار گوردت جی جو کسی زمانہ میں بھگوان دیو آتما کے تنخواہ دار سائیس رہے ہیں۔ اور اُن کی گھوڑی کی لید اُٹھاتے اور اسے کھرکھرا کرتے رہے ہیں۔ اور اُس کے لئے باہر سے گھاس کاٹ کر لاتے رہے ہیں۔ لیکن جو اس وقت اپنے آپ کو فرعون بے سامان سمجھ بیٹھے ہیں کی تحریری شہادت

اور دوم دیو سماج کے بہت بوڑھے کرمچاری بھائی امرسنگھ جو دیو سماج کی ہسٹری میں اپنا نام روشن ستارہ کی طرح چمکتا ہُوا دیکھنے کے خواب دیکھتے رہتے ہیں کی دیو سماج کے تمام ممبروں کے متعلق رائے پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

اول :- سردار گورونت سنگھ لکھتے ہیں :-

(۱) "بکاش آلیہ کی پہلی سبھا میں ہی شامل ہو کر مجھے یہ امولیہ روشنی لابھ ہُوئی کہ میں نہائیت ہی اپرادھی ہوں"

معزز سردار صاحب۔ اس میں شک ہی کیا ہے کہ آپ نہائیت ہی اپرادھی ہیں۔ لیکن یہ آپ کا سفید جھوٹ ہے۔ کہ آپ کو پہلی سبھا میں یہ امولیہ روشنی لابھ ہُوئی۔ بلکہ اس سے پہلے آپ کئی دفعہ اس سے بھی بڑھ کر اپنے متعلق نہائیت اپرادھی اور نیچ ہونے کے بھاؤ پرکاش کر چکے ہیں۔ اگر آپ کو یاد نہ ہو۔ تو مجھ سے ملنے پر میں آپ کو یاد کرا سکتا ہوں۔

آگے چل کر سردار صاحب یہ فرماتے ہیں :-

(۳) "بشیش سنمان کے یوگیہ شریمان .... جی کی بعض سبھاؤں میں مجھے خصوصیت سے ۔ اتھ لابھ ہُوا ہے۔ میں نے جیون داتا بھگوان دیو آتما کے سمندھ میں اپنی مہا اپرادھی اور اپنی بیحد دکھ پہنچانے والی مہا نیچ تصویر کو دیکھ کر اپنے ہردے میں بہت افسوس اور دُکھ محسوس کیا ہے" یہ تو سردار صاحب کی عادت ہی ہو گئی ہے۔ کہ وُہ موقعہ بے موقعہ ان فقرات کو اپنا دل خوش کرنے یا اوروں سے عزت افزائی کی خاطر دہراتے رہتے ہیں۔ کیا یہ بھگوان کو بیحد دُکھ پہنچانے کا وہی موقعہ تو نہ تھا۔ جبکہ آپ نے سائینسی علم دریافتے کے امولیہ عہدہ سے

استعفاء دے دیا تھا۔ اور آپ کا گورو آپ سے اس موقعہ پر بہت خفا ہو گیا تھا۔ راقم) ہائے! جیون داتا بھگوان دیو آتما کو گورو روپ میں سویکار کر کے بھی میری زندگی میں ایک ایسا افسوسناک وقت آ گیا۔ جبکہ میں اندھا ہو کر اپنے آپ کو اپنا گورو بنانے کے لئے تیار ہو گیا۔ اور ایک نہائت افسوسناک اپرادھ کا اپرادھی بنا (جناب سردار صاحب! اگر وہ افسوسناک اپرادھ بھی آپ یہاں پر ظاہر کر دیتے۔ تو آپ کی مہاتیچ تصویر زیادہ مکمل بن جاتی۔ اسے آپ نے صیغہ راز میں کیوں رکھ چھوڑا ہے اس زہر کو اُگل دینے کی ذرا جراٗت کریں۔ اس کے علاوہ آپ اتنا زیادہ گھبرا کیوں رہے ہیں۔ کیا آپ کو معلوم نہیں؟ کہ آپ کے بھگوان دیو آتما بھی تو اپنے گورو اور اپنے ماتا۔ پتا اور پتامہا کے گورو بن بیٹھے تھے۔ راقم) نامعلوم میرے گھمنڈ موہک اور سوبچھا چارتا موہک عملوں سے جیون داتا بھگوان دیو آتما نے کس قدر دُکھ پایا ہو گا؟" دو یکھو ستیہ دیو سمباد مورخہ ۱۱ر جون ۱۹۳۵ء صفحہ ۵)

(سردار صاحب! آپ تو مفت میں گریہ زاری کر رہے ہیں۔ کیا آپ کے گورو میں گھمنڈ اور سوبچھا چارتا کی لت نہیں تھی۔ راقم)

دوم۔ بھائی امر سنگھ دیو سماج کے سب قسم کے ممبروں کی افسوسناک حالت کے متعلق جیون تت مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۲۶ء میں بھگوان دیو آتما کی عین حیات میں یہ اظہار رائے کرتے ہیں:۔

(۱) ہم میں سے کثرت سے جن ایسے موجود ہیں کہ جو اگرچہ موٹے موٹے دس پاپوں سے بچ چکے ہیں۔ ان کے کتنے ہی متھیا بشواس دُور ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کے اندر اپنے آتما۔

اس کے پتن۔ اس کے ناش اور اس کی کشل اور اس کے وکاش آدمی کا جو بودھ پیدا ہونا چاہیئے۔ وہ پیدا نہیں ہوا۔ اور اپنے آتم ہت کی طرف سے بہت اُداسین دیکھے جاتے ہیں"۔

(۱۵) "ہم میں سے کثرت سے جن دس موٹے موٹے پاپوں سے بچ کر بھی صرف پنچ انور اگوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں"

(۱۶) "ہم میں سے کثرت سے ایسے جن ہیں کہ جو یا تو پرسپر کے سمبندھ میں بہت اُداسین ہیں۔ اور ایک دوسرے کی بھلائی سے مطلق لاپرواہ ہیں۔ اور یا اس سے بڑھ کر کتنے ہی اپنے بھیتر کے نیچ کوششوں کے کارن ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے ہیں۔ ایک دوسرے کو گھرنا کرتے ہیں"۔

دیو سماج کے تمام قسم کے ممبروں کے کیرکٹر کے متعلق یہ اظہار رائے کسی معمولی آدمی کا نہیں بلکہ اُس بھائی امر سنگھ کا ہے۔ جو نصف صدی کے قریب دیو سماج میں کرمچاری پد پر اپنی عمر بتیت کر چکے ہیں۔ اور ممبروں کی عملی زندگی کے متعلق کافی تجربہ رکھتے ہیں۔ اور جن کا سالانہ جلسہ پر خوب زور شور سے سب حاضرین جلسہ کی طرف سے سمان پرورشن کیا گیا تھا۔ اور اُن کی خوب مدح سرائی کی گئی تھی۔ اس لیئے ان کی رائے کی قدر کرنی چاہیئے۔ گو اُن کے معبود اس قسم کے سماد ر اور سمان پرورشن کے لئے یہ لکھ گئے ہیں۔ "جو لوگ اوروں سے پرشنسا وا ایش وا مان وا کیرتی پانے کے نمت کوئی ہتکر کریا کرتے ہیں۔ ان کی یہ کریا کدا پی اوچ وا ساتوک بھاؤ مولک نہیں سمجھی جا سکتی"

لیکن باوجود اس کے تمام ممبران کو بانس پر چڑھا رہے ہیں۔ اور ان کے ساتوک بھاؤں کو نشٹ کر رہے ہیں۔

تیسری فصل: خود بھگوان دیو آتما دیو سماجیوں کے کیرکٹر کے متعلق کیا کہتے ہیں!!

جیون تت مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء کے صفحہ ۲ پر بھگوان دیو آتما اپنے پرچار و بھاگ کے کرمچاریوں کے متعلق جو دیو سماج میں سب سے اعلےٰ اور سریشٹ وبھاگ سمجھا جاتا ہے۔ جو اوروں میں ہر دیہ پریورتن کا کام کرتے ہیں۔ یہ لکھتے ہیں:-

۱۔ یا تو ان میں آتمک پدویکار بشیک سانوک بھاؤ بالکل نہیں ہے یا برائے نام ہے۔

۲۔ ایسے جن اپنے آتمک ہت یعنی ستیہ موکش اور اوچ جیون کی پراپتی کے لئے کوئی انوراگ نہیں رکھتے۔

۳۔ وہ اوچ بھاؤں کے ذریعہ دیو آتما کے ساتھ آتمک جوگ کر کے ان کے دیو پربھاؤں کو پانے اور اپنے آتماؤں میں بہتری لانے کے لئے جن سادھنوں کی ضرورت ہے۔ ان کو پورا کرنے کی یوگیتا نہیں رکھتے۔

۴۔ ان میں سے کتنے ہی دھن سمپتی اور سنتان انوراگ اور کئی قسم کے اور نیچ انوراگوں کے داس ہیں۔ اس لئے ان کے دلوں میں سانوک وا اوچ بھاؤ اُتپن ہی نہیں ہو سکتے۔ یا کسی انش میں اُتپن ہونے پر ترقی نہیں پاتے۔

۶۔ ان میں سے جو جو شخص دھن انوراگ۔ سنتان انوراگ وغیرہ میں مبتلا ہیں۔ وہ دوسروں کو ان نیچ انوراگوں سے نہیں نکال سکتے۔

کہ ان میں سے کئی جن روپیہ اور جائیداد کا پیدا کرنا اپنا مکھیہ لکھش سمجھتے ہیں۔ اور پرچار سمبندھی کام کو روٹی کے جھونگے کی چیز سمجھتے ہیں۔

۳۔ ان میں سے کئی جن پیسے کو مکھیہ رکھ کر کام کرتے ہیں۔

بھگوان دیو آتما کے اس کتھن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پرچار وبھاگ کے کرمچاریوں نے اس کام کو دھن سمپتی بٹورنے اور روپیہ اور جائیداد پیدا کرنے کا ذریعہ سمجھا ہوا ہے۔ اور پیسہ کی خاطر کام کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے دلوں میں ساتوک بھاؤ اُتپن نہیں ہو سکتے۔ اپنے مجبود کی اس قسم کی دیو بانی کی موجودگی میں اور یہ کہ وُہ دوسروں کو نیچ انوراگوں سے نہیں نکال سکتے۔ کیا وُہ پھر اس قسم کی ڈینگیں ہانکنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ کہ وُہ اوروں میں اوچ پریورتن لا رہے ہیں۔ جبکہ ان میں خود ساتوک بھاؤ تک ورتمان نہیں ہیں۔

آخیر میں مرتے دم بھگوان دیو آتما جو آخری سرٹیفکیٹ تمام دیو سماجیوں کو پردان کر گئے ہیں۔ وُہ یہ ہے:-

"تم نے ابھی تک ستیہ دھرم کی ستیہ سکھشا کو نہیں پہچانا۔ نہیں تو جن نیچ انوراگوں سے آتما کے لئے استیہ اور راہت کی اور جانا اور اسی لئے اس کا ادھرمی اور پتت بننا انواریہ ہے۔ ان کو تم اپنا شترو سمجھنے کے ستھان میں انہیں اپنا متر کیوں سمجھتے اور ان کی اور دوڑ دوڑ کر کیوں جاتے۔ یہ تین کاری انوراگ

جو تمہارے آتماؤں کو دن بدن اندھا۔ کمزور۔ نربل اور اوتج بننے کے ایوگیہ بنا رہے ہیں۔ ان کے داس رہنے میں کیوں آرام اور تریپتی پاتے ہو"

دیوسماجیوں اور ان کے معبود کی خود نوشت تحریروں سے صاف ثابت ہے۔ جس میں کسی کو بھی کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ عملی طور پر دیوسماج کا رُخ دن بدن وناش کی طرف ہے۔ اور جلد یا بدیر روئے زمین سے اس کا لوپ ہو جائے گا۔ ممکن ہے۔ کہ دیوسماجی صاحبان اسے پڑھ کر چیخ اُٹھیں۔ اور اس پر ناممکن ناممکن کے آوازے کسیں۔ اور نیچر کے وکاس کاری اٹل نیموں کی پکار مچائیں۔ لیکن ایسا کرنے سے وہ نیچر کی وکاس کاری گود میں گھس کر وناش سے بچ نہیں سکتے جب تک وہ صحیح معنوں میں سچائی کی بنا پر یہ ثابت نہ کریں۔ کہ ان کی اپنی خود نوشت تحریریں قطعی جھوٹی ہیں۔ اور وہ محض اپنے معبود کے دل کو خوش کرنے کے لئے لکھی گئی تھیں۔ کیونکہ وہ اس قسم کی تحریروں سے بہت خوش ہوتے تھے۔ کہ جن میں ان کی بے حد سراہنا اور ان کے پیراؤں کی مہانتہ یا درج ہو۔ اور پھر یہ کہیں کہ ان سے کیرکٹر کے متعلق بھگوان دیو آتما کی پہلے کی اور مرتے دم کی سب قسم کی تحریریں قطعی مِتھیا کلپناؤں پر مبنی ہیں۔ کیونکہ بڑھاپے میں اور مرتے دم ان کا دماغی توازن درست حالت میں نہیں رہا تھا۔ اور وہ صحیح بچار کر ہی نہیں سکتے تھے اور ان کی دیو جیوتی ان کا ساتھ چھوڑ گئی تھی۔ اس لئے وہ ایسی تحریروں

پر کچھ یقین نہیں کر سکتے۔

لیکن وہ ایسا بھی کہہ نہیں سکتے۔ کیونکہ وہ اب تک بھی اسی قسم کی گوگھنی کوٹ رہے ہیں۔ مثلاً وہ اپنے اخبار مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۷ء صفحہ ۳ پر بھگوان دیو آتما کی طرف سے یہ لکھتے ہیں:-

"یہ دیش جو مجھے اب تک میرے ادوتیہ کاریہ کے لئے یوگیہ آتما نہ دے سکا۔ اور اس لئے میری اتہاہ شکتی بہت کچھ اکارتھ گئی۔ اُس کے بچارے ایک سے مجھے کسی پرکار دھیریہ نہیں ملتا۔" (یہاں پر اپنے سب کرمچاریوں اور ممبروں کی ایوگیتا کا رونا رویا گیا ہے۔ راقم)

نہ صرف یہاں تک بلکہ آگے اسی سلسلہ میں یہ لکھا ہے:-

"کتنے ہی میرے پرانے سیوکوں کے سامنے بھی یہ بھی روشن روپ میں، نہیں رہتی کہ جب تک ان کے آتما اوچ گتی دائیک اتھوا وکاس کاری شکتیاں لابھ کر کے اپنی گھٹن کو پورا کرنے کے یوگیہ نہیں بنتے۔ تب تک وہ نیچ گت اپنے نانا سمبندھوں میں بناش کاری گتیوں سے موکش پانے اور وکاس کاری اوچ گتیوں کے دوارا دنوں دن وکست ہونے کے یوگیہ نہیں ہو سکتے۔ پھر ان کی آتمک گھٹن کو پورن کرنے والی اوچ شکتیاں (میرے خیال میں مراد ساتوک شکتیوں سے ہے۔ راقم) تب ہی انہیں پراپت ہو سکتی ہیں۔ جبکہ وہ اور سب نیچ گتی دائیک سمبندھیوں سے بڑھ کر ایک ماتر پورن گھٹن پراپت دیو آتما کو ہی پورن روپ سے پیار کرنے اور ایک ماتر اُنس کی شبھ اچھاؤں کے پالن کرنے کی یوگیتا لابھ کریں۔" (یہاں پر بھی سب پرانے سیوکوں جس میں بھائی امر سنگھ صاحب بھی شامل ہیں کی بناش کاری گتیوں کا

رونا رو دیا گیا ہے - لیکن یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی - کہ اونچ شکتیوں سے کیسی بھی کرمچاری یا سیوک کی آتمک گھٹن پورنتا کو کس طرح ہدایت کر سکتی ہے - جبکہ دیو گورو بھگوان نے سوائے اپنی ذات کے اور کسی بھی منش کے لئے آتما کی پورن گھٹن کی پراپتی دیو شکتیوں سے خالی ہونے کے کارن اسمبھو کر رکھی ہے - میرے خیال میں ان کی دیو جیوتی نے انہیں یہاں پر دھوکے میں رکھا ہے - راقم)

جہاں ایک طرف دیو سماجی صاحب اپنے معبود کی شہادت پر اب تک اپنی ایوگیتا اور بناش کاری گتیوں کے ادھین ہونے کی گوکھنی کو رٹتے جاتے ہیں - گو یہ معلوم نہیں - کہ اس قسم کے رونے سے وہ کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں - کہ بار بار دیو گورو صاحب کی کرمچاریوں کی ایوگیتا اور نیچتا کے متعلق کہانیوں کا سیاپا لے بیٹھے ہیں - اگر وہ واقعی نیچ ہیں - تو چپ ہو کے بیٹھ رہیں - اور دیو سماج کو دفع کریں - اس قسم کا شور و غوغہ مچانے سے کیا حاصل - اس سے کیا وہ اونچ ٹھوڑے بن جائیں گے - وہاں دوسری طرف دیو سماج کے ڈمی ایڈیٹر صاحب ہیں کہ جو نہ صرف دیو گورو صاحب کی مہماں کے راگ الاپتے ہوئے نہیں تھکتے - بلکہ اب تو وہ اپنی ڈھیٹھائی میں اس قدر شوخ ہو گئے ہیں - کہ اس ملک سے انگریزوں کو باہر نکال کر اور ہندستا کے تمام ۱۱ صوبوں سے کانگریسیوں اور دیگر سب پارٹیوں کے راج کو مٹا کر دیو سماجیوں کا راج قائم کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں -

مثلاً وہ اپنے اخبار ۲۲ جون ۱۹۳۷ء صفحہ ۳ پر یہ لکھتے ہیں - " ہمارے ملک میں دخاص کر ہندوؤں میں) ایک نسبتاً

چھوٹا طبقہ ایسا ضرور موجود ہے۔ کہ جن کے اندر ایسی قابلیت پائی جاتی ہے کہ وُہ (بھگوان دیو آتما کی لاثانی دیوجوتی اور لاثانی دیوتیج کو پاکر)... اپنے بھیتر اُن اعلےٰ طاقتوں کو نشوونما کر سکے۔ کہ جن کی بدولت ہی وُہ طبقہ زندگی کے کئی نہایت ضروری پہلوؤں میں ترقی کرنے اور اس ترقی کے سلسلہ میں آخر کار سچا سوراجیہ حاصل کرنے اور اُسے سنبھالنے اور مفید بنانے کے لائق بھی ہو سکتا ہے۔"

پھر یہ لکھا ہے:۔

"اس کے علاوہ یہ بھی نسچے کرنا چاہیئے۔ کہ بھگوان دیو آتما کے ہی وُہ لاثانی ہت کر دیو پر بھاؤ ہیں۔ کہ جن کے ادھیکاری جنوں تک آہستہ آہستہ پہنچتے جانے سے ہمارے ملک کی اور نانا پہلوؤں میں حیرت انگیز ترقی ہونے کے سوائے ان کا سوراجیہ کا مسئلہ بھی اچھی طرح حل ہو سکے گا۔ یعنی سچے معنوں میں ہمارے دیش کے لوگ سوراجیہ حاصل کرنے اور اُسے سنبھالنے اور مفید بنانے کے لائق ہو سکیں گے"۔

جناب بڑمی ایڈیٹر صاحب! آپ مٹھی بھر دیو سماجیوں کو خوش کرنے کے لئے بیشک سوراجیہ حاصل کرنے کے خواب دیکھتے رہیں اس سے آپ کو کون منع کر سکتا ہے۔ لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ جب آپ اپنے آپ کو خود آتمک انگ رہیں۔ آتمک بل ہین اور ایوگیہ۔ تیج اور ادنیٰ ظاہر کرتے رہے ہیں۔ اور خود بھگوان دیو آتما پرچار وبھاگ کے ہیڈ ہونے کی حیثیت میں آپ کو دھن سمپتی اور سنتان انوراگ کی غلامی میں گرفتار اور سالوگ بھاؤں سے شُنیہ ظاہر کرتے رہے ہوں۔ اور دوسرے سب کرمچاریوں کو دھتا بتلا گئے ہوں۔ اور تھیوریٹیکل اور عملی طور

پراوتج جیون پانے کے قطعی ایوگیہ بتلائے گئے ہوں۔ تو ایسے تنیچ انوراگی کرمچاریوں کے ہاتھ میں دیوسماج کا بیڑا غرق ہوگا؟ یا اور تمانا بھائیوں میں حیرت انگیز ترقی کر کے سوراجیہ حاصل کر سکے گا؟ آپ بے تشک دل خوش کن وڈینگیں گھڑ گھڑ خوب اپنے اور دیوسماجیوں کے من کو خوش کرتے رہیں۔ لیکن آپ سب رہیں گے تنیچ کے تنیچ بشرطیکہ بھگوان دیوآتما کی مرتے دم کی بانی آپ لوگوں کے لئے کچھ اعتبار کے لائق سمجھی جا سکتی ہو۔

نتیجہ:۔ اس مضمون کے مطالعہ سے جو نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے وہ یہ کہ بھگوان دیوآتما نے دیوجیون پراپتی کا درجہ محض اپنے لئے reserve کر رکھا ہے۔ یعنی محض وہی ایک دیوشکتیوں کو پا کر دیوآتما کے مہا اوتج اور سریشٹ پد پر پہنچے ہیں۔ جس پد پر نہ ان سے پہلے کوئی پہنچا تھا۔ اور نہ ہی آئندہ کوئی اس پد کو پا سکے گا۔ اس پد پر پہنچ کر ان کے آتما کی گٹھن پورن ہو گئی۔ اور وہ امر ہو گئے۔ اور وہ دیوجیوتی اور دیوتیج کے مالک بن گئے ان کا آبربھاؤ (اغلباً نیچر کے کسی خفیہ انتظام سے) معجزہ کے طور پر ہی ہوا ہے۔ کیونکہ وہ "دیو مجھ میں دیوجیون کا بکاش" حصہ دوم صفحہ ۶ے پر یہ لکھتے ہیں۔

"اپروکت دیوشکتیاں مجھ میں بیج روپ میں اُتپن ہوئیں کہ جو مجھ سے پہلے کیول یہی نہیں کہ میرے کسی بنشی پوروج (یعنی ماتا پتا اور کسی اور اپوروج صفحہ ۷۵) کنتو نشش جگت کے کسی منش میں اُتپن نہیں ہوئی تھیں"۔ پھر اسی کتاب کے حصہ اول صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں۔ "وہاں اور تو اور میرے اپنے کسی بھائی۔ بہن وا میری سنتان کو بھی پراپت نہیں ہوئیں" یعنی نیچر نے اپنے

لکھوکھا سال کے سنگرام کے بعد نشٹ ماتر سے اوپر کے درجہ کا لاثانی وجود دیو آتما نے پرگٹ کر دیا۔ اور ابدالآباد تک فقط وہی ادوتیہ دیو آتما ہی رہیں گے۔

ان کے ظہور سے پہلے نشٹ ماتر میں سے چند مخصوص جن اپنے آتماؤں میں ساتوک شکتیوں کو نشو و نما کر سکتے تھے۔ اور نشٹ جن میں تمام دیو سماجی بھی شامل ہیں۔ محض ساتوک شکتیوں تک ہی پہنچ سکتے ہیں۔ اس سے اوپر دیو کوش یعنی دیو شکتیوں تک ان کی پہنچ ناممکن ہے۔ لیکن چونکہ ساتوک شکتیوں کو پراپت کر کے بھی آتما کی گٹھن نامکمل رہتی ہے۔ اس لئے ان سب کے آتماؤں کا بھی دھیرے دھیرے تنزل ہو کر ایک دن پورنتا نشٹ ہو جانا لازمی ہے۔

جو دیو سماجی صاحبان دیو سماج سے ماسک برتی لے کر یا اور کچھ عوضی معاوضہ لے کر سماج کا کام کرتے ہیں۔ وُہ سب ساتوک بھاؤں سے خالی ہیں۔ کیونکہ وُہ ایک قسم کا سودا یا بیوپار کرتے ہیں۔

مرتے دم بھگوان دیو آتما سب دیو سماجیوں کو ادھرمی اور بتیت اور بتین کاری انوراگوں کے داس بتلائے گئے ہیں۔ یعنی ان کی پہنچ ابھی تک ساتوک بھاؤں تک بھی نہیں ہوئی۔ جس کے کارن وُہ کسی اوتچ لوک میں تو مرنے کے بعد جانے سے رہے۔ اس لئے ادھم لوک میں ہی دوسرے ادھم آتماؤں کی طرح ان کا باسا ہوگا۔

کیا تھیوریٹیکل اور کیا عملی پہلو کے لحاظ سے تمام دیو سماجیوں کی اگر ان کے اپنے اور ان کے معبود کے کتھن کو سچ مانا جاوے۔

تو حالت زار ہی دکھائی دیتی ہے۔ چاہے وُہ اپنے منہ سے دیو سماج میں حیرت انگیز تبدیلیوں کا ڈھنڈورا ہزار بار ہی کیوں نہ پیٹتے پھریں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وُہ اپنی نیچ اوستھا سے اوپر نہیں جا سکے۔ اور نہ ہی جا سکتے ہیں۔ اس لئے منش ماتر کے لئے ان کے معبود کا آبر بھاؤ قطعی نشپھل ثابت ہُوا۔ اور کسی صورت میں سپھل کاریہ ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ جس کی شہادت بھگوان دیو آتما نے خود ہی دے دی ہے۔ کہ ”یہ دیش جو مجھے اب تک میرے ادوتیہ کاریہ کے لئے یوگیہ آتما نہ دے سکا۔ اور اس لئے میری اتھاہ شکتی بہت کچھ اکارتھ گئی“۔ اب ایسے حالات میں کیا دیو سماج کا کوئی بھی کرمچاری اس بات سے انکار کر سکتا ہے۔ کہ وُہ سب دیگر عام منشوں کی طرح محض عام منش ہی ہیں۔ اور کسی بھی پہلو میں اور عام منشوں سے کسی قسم کی کوئی خصوصیت اپنے جیون میں نہیں رکھتے۔ آٹھ موٹے موٹے پاپ چھوڑ کر بھی ذان پاپوں کو دیو سماج کو چھوڑ کر منش سرشٹی کا ایک بہت بڑا حصہ نہیں کرتا) اپنی عملی زندگی کے بچارے اپنے معبود کے کتھن کے بموجب نیچ ہی بنے رہتے ہیں۔ خود بھائی امر سنگھ نے بھی تو دیو سماجیوں کو اسی قسم کا ہی سرٹیفکیٹ پردان کیا ہے۔ ایسی صورت میں تو پھر کسی بھی دیو سماجی کو اس بارہ میں کسی قسم کی شک و شبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

یہاں پر اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ بھگوان دیو آتما نے جان بوجھ کر کہ ان کی زندگی سے کوئی پھل پیدا نہیں ہوگا۔ دیو سماج کا ڈھونگ کیوں کھڑا کیا؟ اور اب دیو سماج کے لیڈر اس ڈھول کے پول کو کیوں پیٹتے جاتے ہیں؟ اور دیو سماج

کے راگ کیوں الاپتے جاتے ہیں؟۔

میرے خیال میں اگر چند الفاظ میں اس کا جواب دینا ہو۔ تو وُہ جواب محض اپنی واہ واہ حاصل کرنے اور پیٹ پوجا کے لئے روپیہ بٹورنا ہی ہو سکتا ہے۔ اور یہ ڈھونگ چل نہیں سکتا تھا جب تک اپنی ذات کی مہما کے متعلق مختلف قِسم کے گپوڑے گھڑ گھڑ کر عوام میں مشتہر نہ کئے جاتے۔ اور دھرم کے متعلق مُہمل الفاظی چھانٹ کر او mystic باتیں گھڑ گھڑ کر ادھم لوک (نرک) کے ڈراوے اور اُتم لوک (بہشت) کے لالچ دے کر سیدھے سادھے آدمیوں کو اپنے جال میں نہ پھنسایا جاتا۔

اول تو انہوں نے معجزہ کے طور پر اپنی پیدائش کا جو گپوڑا گھڑا ہے۔ وُہ بھی کچھ کم حیرانی میں ڈالنے والی بات نہیں ہے۔ ایک طرف تو آپ خود دیو شاستر پہلا کھنڈ صفحہ ۷۰ و ۹۷ پر یہ فرماتے ہیں کہ "ایک کسان جب کسی کھیت میں گنے بوتا ہے۔ تب وُہ صاف جانتا ہے۔ کہ اس کے گنوں میں سے گیہوں وا جوار چنے کے دانے نہ نکلیں گے۔ اور وُہ کبھی بھی نہیں نکلتے"...... نیچر کے اٹل نیم کو جان کر ہم یہ بشواس کرتے ہیں۔ کہ اپنے باغیچے میں چاہے جتنے گلاب کے پودے لگا دیں پر ان میں سے کسی پودے میں سے بھی چنبیلی وا موتئے کے پھول نہ نکلیں گے۔ اور وُہ کبھی بھی نہیں نکلتے۔ اسی پرکار تمہاری بیری کے برکھش میں جو پھل لگیں گے۔ وُہ کبھی بھی آم کے سے پھل نہ ہوں گے۔ اور تمہارے آم کے برکھش میں جو پھل لگیں گے۔ وُہ کبھی بھی سنگترے وا لیمو کے برکھشوں کے سے پھل نہ ہوں گے۔ تمہاری مرغی جب انڈے دے گی۔ تب ان انڈوں میں

کبھی بھی کوتے کے بچے بن کر نہ نکلیں گے۔

لیکن دوسری طرف ان کی پیدائش کے متعلق نیچر کے اٹل نیم کہیں دُم دبا کر غائب ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ وُہ خود کہتے ہیں کہ ان کے ماتا پتا دادا کسی اور پوروج میں دیو شکتیاں اُتپن نہیں ہوئی تھیں۔ یعنی وُہ دیو آتما نہیں تھے۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ آپ "میرا خاندان اور خاندانی بزرگ" ہوسومہ ٹریکٹ میں صفحہ ۳ پہ اپنے دادا صاحب کی ذات کی نسبت یہ لکھتے ہیں۔ "وُہ دین حقیقی کے علم اور اس کے عقائد سے محروم تھے۔ اور وُہ لوگ کے سخت ترین مضرت رساں اعتقاد کے جال میں پھنس کر آہستہ آہستہ اپنی زندگی کو تباہ کر رہے تھے"۔ جب ان کے پوروجوں اور ماتا پتا کا یہ حال تھا۔ یعنی وُہ دیو آتما نہیں تھے تو تب اُن کے بیج سے اُسی اگنی ہوتری نسل میں ہی جنم لے کر پرمیشور کرتے یہ خود دیو آتما کیسے پیدا ہو گئے؟ کیا ان کی سکھشا کے انوسار نیچر کے اٹل نیموں میں کوئی ایسا سائنس کا اصول پایا جاتا ہے۔ کہ یکدم پرمیشور کر کے بندر سے آدمی بن جائے اور پھر اُس آدمی سے بندر پیدا ہونے لگ جائیں۔ جیسا کہ ان کی ذات کے ساتھ ہُوا۔ یعنی دیو آتما سے جو اولاد پیدا ہُوئی وُہ بھی دیو آتما نہ تھی۔ کیا دوسرے لفظوں میں یہ مثال مُرغی کے انڈے سے کوتے پیدا ہونے کے مشابہ نہیں ہے؟ اگر ہے۔ تو پھر آپ کی نیچر کا اٹل نیم کہاں غائب ہو گیا؟۔

دوم۔ اُن کا یہ دعویٰ کہ اُن سے جُڑ کر ہی کوئی سماتوک شکتیاں پا سکتا ہے۔ یہ بھی ان کا مہا گپوڑا ہے۔ کیونکہ ان کے کتھن کے بموجب کسی بھی دیو سماجی میں سالہا سال اُن کو

اپنے تعلق میں رکھ کر بھی یہ ساتوک شکتیاں ان میں پیدا کر سکیے۔ اور اس پہلو میں کہا جاتے ہوئے اس دُنیا سے رہے ہوئے۔ حالانکہ ان کی پیدائش سے پہلے کئی مہا پرش اپنے پر اپنے آتماؤں میں ساتوک شکتیوں کے اُتپن کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ اور تو اور بشیش بشنش پشوؤں میں بھی یہ ساتوک شکتیاں اُتپن ہو گئی تھیں۔ اور جب ان کی پیدائش سے پہلے ان کے گوروشتری پنڈت سنبدیال سنگھ جی اور اُن کے ماتا اور دیگر پورجوں میں بغیر اُن کی وساطت کے یہ شکتیاں اُتپن ہو گئی تھیں۔ تو پھر اوروں کی صورت میں ایسا کیوں نہیں ہو سکتا۔

اور جب خود ان کی صورت میں اُن سے یہ سوال کیا گیا تھا "جبکہ بنا کسی اوتچ جیون دھاری آتما کی سہائے کے کسی میں کوئی اوتچ پریورتن نہیں آسکتا۔ تو پھر بھگوان دیو آتما میں ایک ماتر دیو جیون کس اوتچ جیون دھاری آتما کی سہائے سے آیا؟" اس کا جواب یہ دیا گیا۔ "اگرچہ نیچر کی وکاس کاری گتی میں منش کا پرکاش پشو جگت سے ہوا ہے۔ لیکن منش کے اندر نیچر کے وکاس کرم میں جن اُنت شیل مانسک شکتیوں کا پرکاش ہوا۔ وُہ اُنت شیل مانسک شکتیاں اُس سے پہلے پشو جگت کے کسی جیو میں موجود نہ تھیں۔ اُسی طرح نیچر کی اُسی وکاس کاری گتی کے سلسلہ میں منش جگت میں سے بھگوان دیو آتما کے ظہور میں جن سچی دیو شکتیوں کا پرکاش ہوا ہے۔ اُن کا اُن سے پہلے کسی انسان میں پرکاش نہیں ہوا تھا۔" (دیکھو آتمک پتن اور جیون اخبار ۱۸ ستمبر ۱۹۲۸ء صفحہ ۵)

اول تو بھگوان دیو آتما کا یہ کہنا قطعی غلط ہے۔ کہ پشو جگت
یکدم اُنت شیل مانسک شکتیوں کو لے کر منش کا پرکاش
ہو گیا۔ کیونکہ بکاس بادیوں کے خیال کے بموجب اس پشو میں
کوئی زمانہ ایسا نہیں تھا۔ کہ پشو جگت سے یکدم jump کر کے
منش پیدا ہو گیا ہو۔ پشوؤں یعنی بندروں کی ایک کلاس میں
آہستہ آہستہ imperceptible تبدیلی آتے آتے لاکھوں اور
کروڑوں سالوں میں موجودہ فرق واقع ہوا ہے۔ جس سے منش
بندروں کی اُس کلاس سے علیحدہ پہچانا جاتا ہے۔ اور یہ بھی
قطعی غلط ہے۔ کہ اُنت شیل مانسک شکتیاں یکدم منش کو
پراپت ہو گئیں۔ بلکہ دماغی طاقتوں کا بھی آہستہ آہستہ وکاس
ہوا ہے۔ جس کا سلسلہ اب تک بھی جاری ہے۔ آج کل بھی تمام
انسان اپنی دماغی طاقتوں کے لحاظ سے سب ایک جیسے نہیں۔
ایک دوسرے سے بہت تفاوت رکھتے ہیں۔ اور اگر دیو بھائی
سنگھ دھرم بل اینڈ کو" کا اس پہلو میں مقابلہ افریقہ کی جنگلی
قوموں سے کیا جائے۔ تو ان پر اپنے گورو کی اس غلطی کا خود
بھید کھل جائے گا۔ کہ جنگلی آدمی انسان ہو کر بھی اُن جیسی
اُنت شیل مانسک شکتیاں نہیں رکھتے بلکہ اس پہلو میں وہ
بندروں کے زیادہ نزدیک ہیں۔

اگر دلیل کے لئے مان بھی لیا جائے۔ کہ دیو گورو صاحب
یکدم دیو شکتیوں کا پرکاش ہو گیا۔ اور منش جگت سے علیحدہ
ہو گئے۔ تو اُن کے دیو آتما بن جانے سے دُنیا کو کیا لابھ۔
ایسا کہ پشوؤں سے منش ایک مختلف "species" کا وجود
۔ اور جیسے کہ کوئی بھی لائق سے لائق منش پروفیسر کسی بھی پشو

کو اپنے کالج میں داخل کر کے اس میں نہ صرف یہ کہ کوئی اَنر
شیل مانسک شکتیاں پیدا نہیں کر سکتا - اور اُسے ایم - اے نہیں
سکتا - بلکہ منشوں کی اور بھی کوئی خاصیت کیا جسمانی کیا ما
اور کیا اخلاقی اس میں پیدا نہیں کر سکتا - اور وُہ پشو کالج
ساری عمر رہ کر بھی پشو کا پشو ہی رہے گا - ویسے ہی اگر بھگو
دیو آتما کو منش ماتر سے ایک مختلف "species" کا دیو شکتیوں سے م
اور دیو جوتی اور دیو تیج کا مالک دیو جیون پراپت وجود مانا جا
یعنی اگر یہ فرض کر لیا جاوے - کہ ان میں اور منش ماتر میں
وہی فرق ہے - جو منش ماتر اور پشوؤں میں پایا جاتا ہے تو
بھی کسی منش کو اپنے ساتھ جوڑ کر یا دیو سماج میں شامل کر
اور ساری عمر دیو سماج میں رکھ کر اپنی دیوت کی کوئی بھی خاصیت
اس میں پیدا نہیں کر سکتے - اگر کر سکتے ہوتے تو پھر تمام د
سماجی دیو آتما بن کر دیو جیون پراپت ہو جاتے - اور امر بن
لیکن ایسا ہُوا نہیں اور نہ ہی دیو آتما خود کسی بھی منش کو ا
دیو کوش میں شریک کرنے کو تیار ہیں - بلکہ ان کا فتوے یہی
کہ تمام دیو سماجی بھی ہمیشہ منش ہی رہیں گے - اور ایک نہ
دن وُہ بھی دھیرے دھیرے گھٹتے پراپت ہو کر قطعی نشٹ
ہو جائیں گے -

دیو سماجی صاحبان اکثر اپنے معبود کی دیو جوتی اور دیو تیج
پراپتی کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں - اگر واقعی دیو جوتی کا دا
پا کر ان کا آتما دیو جوتی ترمان ہو جائے اور دیو تیج کی شکتی
پراپت ہو جائے - تو پھر وُہ دیو جوتی اور دیو تیج اپنے اندر ر
کر دیو آتما نہ بن جائیں - لیکن یہ اوستھا ان کے گورو
ان کے لئے ناممکن رکھی ہے -

اگر یہ صورت حال ہو۔ تو دیو سماج کا ڈھونگ رچنے کا باقی مقصد رہ کیا جاتا ہے؟ جیسا کہ میں نے اوپر کہا ہے۔ محض اپنی واہ واہ حاصل کرنا اور پیٹ پوجا کے لئے روپیہ بٹورنا۔

اگرچہ انہیں کوئی بھی سوسائیٹی نہ صرف یہ کہ بھگوان دیو آتما کو منہ نہیں لگاتی تھی۔ بلکہ انہیں نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھی۔ لیکن دیو سماج میں اپنی پوجا اور بھکتی کرا کر اور اپنی اُستتی کے ستوتر کی گوکھنی رٹوا کر خوب پیٹ بھر کر سیری حاصل کی۔ اور واہ واہ کا سواد لیتے رہے گو جیسے سوادی کھانا سواد لے کر زیادہ کھا جانے سے کئی دفعہ انسان کراہنے لگ جاتا ہے۔ ویسے ہی بھگوان دیو آتما کو بھی اپنی زیادہ بھکتی اور پوجا کھانے سے بدہضمی ہو جاتی رہی۔ اور وُہ اکثر دیو سماج کے بیچاریوں کو کوستے رہے اور بعض دفعہ تو پیٹنا تک شروع کر دیتے تھے۔

لیکن باوجود ان سب باتوں کے دیو سماج کے کرہ میں انہیں خوب واہ واہ حاصل ہوئی۔ اور تو اور ان کے مرنے کے بعد بھی ان کی تھوکنے کی چلمچی اور سونے کے پلنگ اور ان کی قلم دوات کے درشن کرنے سے بھی دیو سماجی صاحبان اپنے آپ کو کرتارتھ اور دھن دھن محسوس کرتے ہیں۔ کیا یہ گوروڈم کا نہائیت تاریک پہلو نہیں ہے؟

نوکری کے زمانہ میں دیو گورو صاحب کو ایک سو پچاس روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی تھی۔ بیوی بچے رکھ کر اور اچھا کھانا اور اچھا پہنا وا پہن کر اور گھوڑا گاڑی رکھ کر وُہ اس میں سے کتنا بچا لیتے ہوں گے۔ لیکن نوکری چھوڑنے کے بعد سنیاس دھارن کر کے اور دیو سماج کا ڈھونگ کھڑا کر کے اوروں کی کمائی سے

خوب ہاتھ رنگے - میں خود سالہا سال تک ایک معقول رقم لینی اپنی تنخواہ میں سے ½ حصہ ماہوار ان کے ذاتی اخراجات کے لئے بھیجتا رہا ہوں - اور اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً معقول رقمیں ان کی بھینٹ دھرتا رہا ہوں - اور سیٹھ نانوں مل صاحب نے تقریباً چالیس ہزار روپیہ نقد اور اس کے علاوہ کچھ جائیداد ان کی سیوا میں بھینٹ دھر دی تھی - اور اس طور پر اوروں سے بھی خاصہ روپیہ اپنی ذاتی اغراض کے لئے بٹورتے رہے - اور سولن کے مکان کے لئے تو خود زوردار اپیلیں کر کے اوروں سے روپیہ اکٹھا کرتے رہے - غرضیکہ شاہانہ زندگی بسر کرنے کے بعد جب وُہ مرے - تو ایک خاص رقم نقد اور بنگلے ٹرسٹ میں چھوڑ گئے - اور ۵۴ ہزار روپیہ تو محض اُن کی مڑھی پر ہی خرچ کیا گیا۔ اب ایسی صورت میں خود بھگوان دیو آتما کی کیا شکل بنتی ہے۔ ان کے کرمچاری اگر ماسک برتی اپنے گذارہ کے لئے لیں - وُہ تو پاپی بنتے ہیں - لیکن وُہ خود اوروں سے اپنی ذات کے لئے بڑی بڑی رقمیں بٹورتے رہیں - تو دیو آتما ہی بنے رہتے ہیں - اور اس سے ان کی صفت میں کچھ فرق نہیں پڑتا - واہ! کیا ادوتیہ سکھشا ہے -

اگر بھگوان دیو آتما خود اوروں سے روپیہ وغیرہ کی بھینٹ نہ لیتے - تو کھاتے کہاں سے - اسی طرح یہ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ اگر دیو سماج کے کرمچاری اور دیگر دیو سماجی اپنے گذارہ کے لئے سماج سے کچھ ماسک برتی نہ لیں - تو کھائیں کہاں سے۔ پیٹ تو سب کا روٹی مانگتا ہے - اور روٹی آسمان سے اُترنے سے رہی - اس کا صحیح جواب وُہ خود پرلوک سے ہی دے

سکتے ہیں۔ ورنہ اور کوئی دیو سماجی کیا دے سکتا ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر اب تک باسکت بھگتی لئے کہ اپنا گزارہ چلا رہے ہیں۔ اور اس طور پر اپنے دھرم بھاؤں کا ناش کر رہے ہیں۔

اب اس پہلو میں کرمچاریوں کا حال سنیئے۔ بھگوان دیو آتما کی عین حیات میں تو ان کی اتنی قدر نہیں ہوتی تھی۔ اگر ان کے علم کے بغیر وہ کہیں اپنی سیوا شششرو شا کرانے لگ جاتے یا دوروں پر موج بہار کی زندگی بسر کرنے لگ جاتے۔ تو اس کا پتہ ملنے پر وہ اُن کی بُری طرح خبر لیتے۔ اور انہیں یہ طعنے دینے لگ جاتے۔ کہ ان کے دورے تو ڈپٹی کمشنر کے دورے ہوتے ہیں۔

اور وہ پروہت بنے ہوئے ہیں۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ اس وبا کو اپنی سماج میں زیادہ پھیلنے سے روکنے کے لئے انہوں نے پروہتائی کے برخلاف مضامین لکھے۔ اور کرمچاریوں کو حکم دیا۔ کہ وہ آئیندہ دیو سماج کے کسی ممبر کے گھر کھانا تک نہ کھایا کریں۔

لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کے کرمچاریوں کے تو پو بارہ ہو گئے۔ کیونکہ بھگوان دیو آتما اپنے سمبندھ میں جو عادت دیو سماجیوں میں پیدا کر گئے تھے۔ اب اسی عادت کا اظہار کرمچاریوں کے سمبندھ میں ہو رہا ہے۔ گو وہ لکھ گئے ہیں۔ کہ اگر کوئی بھی کرمچاری سنمان پرورشن۔ سماندر یا مان وغیرہ کی ادروں سے اُمید تک بھی رکھے۔ تو وہ نیچ ہے۔ لیکن ان کی اس بات کی کون پرواہ کرتا ہے۔ اب تو سب کرمچاری اپنی اپنی جگہ پر نیم دیو آتما بنے ہوئے ہیں۔

مسٹر دھرم پال تو آج کل دیو سماج میں بمنزلہ چھوٹے دیو آتما

کے سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کی خوب سیوا شُشرُوشا ہوتی ہے۔ اور لالہ جانکیداس کو ساوھو ساوھو کہہ کر آسمان پر چڑھایا جا رہا ہے۔ اور بھائی امر سنگھ کے سالانہ جلسہ پر سمان پر درشن نے دیو سماج کے سارے ریکارڈ کو مات کر دیا ہے۔

اور لالہ مرلی دھر اور سردار گورونت سنگھ تو آج کل بمنزلہ فرشتوں کے سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن ایک بیچارے نرمل سنگھ ہیں۔ جو آج کل پاگل خانہ کی ہوا کھا رہے ہیں۔ غرضیکہ اب دیو سماجیوں کے کرمچاریوں کی باگیں کھلی ہوئی ہیں۔ یہ لوگ خوب اپنی واہ واہ حاصل کر کے دھن دھن ہو رہے ہیں۔ اور اس بہانہ سے دھن کے بٹورنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ رہے ہیں۔

اب کرمچاری صاحبان کی دھن بٹورنے کی دو مثالیں پیش کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

یوں تو ایسی مثالیں پیش کرنے کی مجھے کوئی خاص ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ بھگوان دیو آتما خود ہی لکھ گئے ہیں۔ کہ پرچار وبھاگ کے کرمچاری دھن سمپتی بٹورتے اور پیسہ کو مکھ رکھ کر کام کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی "مشتے نمونہ از خروارے" دو مثالیں یہاں پر پیش کی جاتی ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوگا کہ کرمچاری صاحبان کس طرح دیو سماج کو اپنی ذاتی اغراض کے پورا کرنے کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔

اول بھائی امر سنگھ لکھتے ہیں:۔

(۱) ایک سیوک کا برسوں تک وکاس آرتھیوں کے لئے بھوجن تیار کرنے یا ان کے جھوٹے برتن صاف کرنے آدمی کے کاموں میں بہت سیوا کاری ہوتی رہی ہیں۔ اس لئے انہیں جس قدر

دھنیہ دھنیہ کہا جاوے - اسی قدر تھوڑا ہے"۔

(۲) ایک اور سیوکا کے متعلق - "یہ بیچ بیچ میں دیوسماج کے کرمچاریوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے ایک یا دوسرا کپڑا تیار کر...کے سیوا کاری ہوتی رہتی ہیں"۔

(۳) ایک اور سیوکا - "یہ بھی بیچ بیچ میں دیوسماج کے کرمچاریوں کے لئے سیوا کاری ہوتی رہتی ہیں"۔

(۴) ایک سیوک - "ان کے اندر بھی دیوسماج کے کرمچاریوں کے پرتی سنمان اور سیوا کا بھاؤ موجود ہے"۔

(۵) ایک اور سیوک - "جب کبھی کوئی کرمچاری ان کے گاؤں میں پہنچتے ہیں - تب یہ ان کی بہت ہی چاؤ بھاؤ سے سیوا کرتے ہیں"۔

(۶) ایک اور سیوک - "جب کبھی کوئی کرمچاری یا سیوک ان کے مقام میں پہنچتے ہیں - تب ان کی دلی بھاؤں سے سیوا کرتے ہیں"۔

(۷) ایک اور سیوک - "دیوسماج کے کرمچاریوں کے لئے بھی سنمان کا بھاؤ رکھتے ہیں - حسب موقعہ ان کے لئے سیوا کاری ہوکر اپنا سوبھاگ بودھ کرتے ہیں"۔

(۸) ایک اور سیوک - "وہاں ان کے لئے (کرمچاریوں کے لئے) ایک یا دوسرے پہلو میں سیوا کاری ثابت ہوتے رہتے ہیں"۔

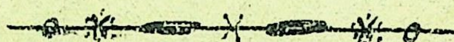
(۹) ایک سیوکا - "دیوسماج اور کرمچاریوں کے سمبندھ میں اچھا شردھا کا بھاؤ رکھتی ہیں"۔

دوم - دیوسماجی ایڈیٹر مسٹر دھرم بل یہ لکھتے ہیں :-

"آپ لوگوں میں بعض جن جو میرے لئے جسمانی لحاظ سے بھی بہت سیوا کاری ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ (کیوں نہیں ایک تو اُن سے حلوہ مانڈا ملتا ہے اور دوسرے یہ استریاں آپ کے میلے کپڑے دھونے اور آپ کا کھانا بنانے اور آپ کو کھلانے میں اپنا چاؤ بھاؤ ظاہر کرتی ہیں۔ اور تیسرے رات کو کئی سیوک آپ کی مٹھی چاپی کرنے میں اپنا سوبھاگ محسوس کرتے ہیں۔ راقم) میری ایک یا دوسری مالی دقت کے دور کرنے میں میرے مددگار بنتے ہیں۔ (اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اور سیوکوں سے اپنی ذاتی اغراض کے لئے روپیہ بٹورنے میں بھی خوب مہارت رکھتے ہیں۔ راقم) میری ایک یا دوسری دنیوی مصیبت یا بعض جنوں کی طرف سے ایک یا دوسرا جھوٹا مقدمہ کھڑا کرنے کی صورت میں اس مصیبت کو حل کرنے میں سہائتا دینے کا باعث بنتے ہیں۔ میرے پریوارک جنوں کے لئے ایک یا دوسرے پہلو میں خدمت گذار ہوئے ہیں۔ یا ان پہلوؤں میں اب سیوا کاری بن رہے ہیں۔" (ایسا کیوں نہ ہو۔ جبکہ خود دیو آتما اور اُن کے پریوارک جنوں کی عزت اور سیوا ہوتی تھی۔ تو آپ کی اور آپ کے پریوارک جنوں کی پوجا اور سیوا کیوں نہ ہو۔ کیا آپ کوئی ایسے ویسے وجود تھوڑے ہی ہیں۔ آپ بھی تو آج کل بمنزلہ ایک چھوٹے دیو آتما کے سمجھے جاتے ہیں۔ گو بھگوان دیو آتما آپ لوگوں کو پروہت بننے اور کسی سے سنمان یا سیوا یا سمادر پانے کی قطعی منع کر گئے ہیں۔ کیونکہ یہ ایک قسم کا سودا یا بیوپار ہے۔ اور اس سے آتما کا ناش ہوتا ہے۔ لیکن آپ کی اور بھائی امر سنگھ کی جانے بلا۔ جب پوجا اور سیوا اوروں سے ملتی ہے۔ تو ملنے

(دو - اس سے آتما چاہے نشٹ ہووے یا کچھ اور - راقم)

اس سے ناظرین خود اچھی طرح جان جائیں گے۔ کہ دیوسماج کو ان کے کرمچاری صاحبان اور خود مسٹر دھرم پل صاحب نے اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنے کے لئے ایک ذریعہ بنا رکھا ہے۔ "من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو" کے مصداق اور سیوکوں کی دلجوئی اس لئے کی جا رہی ہے کہ وہ ان کے جال میں پھنسے رہیں۔ تاکہ اُن سے اُن کی اپنی ذاتی اغراض پوری ہوتی رہیں۔



دیوسماج کے عقائد دلائل کی کسوٹی پر

باب ششم

پہلی فصل:- نیچر کا آڈمبر!

وکاش کا راستہ لگاتار کشمکش کا نہائیت مشکل راستہ ہے

دیوسماج کے اخبار جیون تت مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء میں

مذکورہ بالا سُرخی سے ایک مضمون صفحہ ۳ پر چھپا ہے۔ جس میں سے چند اقتباس دے کر یہاں پر ہم اس کے لیکھک سے اس وشہ میں اپنے شنشے نوارن کرنے کی غرض سے کچھ سوال کرنا چاہتے ہیں

جیون تت میں سے اقتباس

"........ کس طور پر نیچر کے لاکھوں برسوں کے سنگرام سے پانی کے جیودھاریوں سے رینگنے والے پشوؤں کا اور رینگنے والے پشوؤں سے دودھ پلانے والے پشوؤں کا۔ اور اُن کی ایک شاخ سے آخر کار منش کا وکاش ہوا ہے..... منش جس وقت اس پرتھوی پر ظاہر ہوا اُس وقت پرتھوی چاروں طرف درندہ جانوروں سے بھری ہوئی تھی۔ اور منش کو اُن سے نہ صرف اپنی رکھشا کے لئے بلکہ اپنی نسل کی دنوں دن ترقی کے لئے بھی بہت سخت سنگرام اور مشکلات میں سے گزرنا پڑا ہے۔

.... میرے سامنے بھگوان دیو آتما کی روشنی میں یہ تت ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ وکاش کا راستہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت مشکلات اور سنگرام کا راستہ ہے۔

منش آتما کے بکاش کے سلسلہ میں نیچر نے جو بھگوان دیو آتما کو پرگٹ کیا ہے۔ وُہ بھی نیچر کے لاکھوں برسوں کے سنگرام کا نتیجہ ہے....." (ان میں اور آگے بھی چند الفاظ کو ہم نے جلی کر دیا ہے)

ہمارے سوالات

(۱) کیا آپ کے خیال میں نیچر کوئی سچ مچ کا زندہ Personified وجود ہے۔ جو لاکھوں برسوں سے انتھک سنگرام کر کے جیودھاریوں کو پرگٹ کر رہی ہے؟ اگر ایسا ہی ہے۔ تو کیا آپ کرپا کر کے اس

کی ہستی اور اس کی کریاؤں کے متعلق کوئی ثبوت۔ مشاہدہ اور تجربہ کی بنا پر بہم پہنچا ئیں گے؟۔

(۲) نیچر کے لاکھوں برسوں کے سنگرام سے آپ کی کیا مراد ہے؟ ایشور وادی تو مانتے ہیں۔ کہ اس دُنیا میں ایشور کی اپار لیلا سے ہی سب وجودوں کی اُتپتی ہو رہی ہے۔ مگر آپ فرماتے ہیں۔ کہ ایشور نہیں بلکہ "نیچر" ہی ایک ایسا وجود ہے۔ کہ جو سنگرام کر کے سب قسم کے وجودوں کو پرگٹ کر رہی ہے۔ کیا آپ کرپا کر کے اُس کا بھی کوئی ثبوت۔ مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ ظاہر فرمائیں گے؟ کیا آپ اس کو کہیں گے کہ وُہ چند عالم آدمیوں کے سامنے ظاہر ہو کر ایک "رینگنے والا پشو" بنا کر دکھلا دے یا اُس کے ہاتھ میں گلاب کے پیڑ کی ایک سُوکھی ہُوئی شاخ دیتے ہیں۔ اور وُہ اُسے اپنے سنگرام سے ہرا بھرا کر کے دکھلا دے یا ہماری بند گھڑی کو چلا دے یا اسی قسم کا کوئی اور کرشمہ کر کے دکھلا دے۔

(۳) آپ لکھتے ہیں۔ "منش جس وقت اس پرتھوی پر ظاہر ہُوا۔ کیا آپ کے خیال میں کوئی زمانہ ایسا تھا۔ کہ جب منش پہلے اس پرتھوی پر موجود نہیں تھا۔ مگر یکدم دودھ پلانے والے پشوؤں کی ایک شاخ سے jump کر کے ظاہر ہو گیا۔ یعنی ایک معیّن وقت پر ایک جُدا انوکھا وجود ظاہر ہو گیا۔ اور سب وجودوں سے الگ پہچانا گیا۔ کیا آپ کوئی حد بندی کی لکیر کھینچ کر دکھلا سکتے ہیں۔ کہ جب دودھ پلانے والے پشوؤں کی ایک شاخ میں سے منش کا ظہور ہُوا۔ پھر کیا منش پہلے پہل واحد حالت میں مرد یا عورت کی شکل میں ظاہر ہُوا تھا۔ یا ایک جوڑا یا کئی جوڑے

یکدم ظاہر ہو گئے تھے۔ اور پہلے پہل پرتھوی کے کس حصہ پر ان کا ظہور ہوا؟ تبت کے پہاڑوں میں یا کہیں اور؟ اور کیا نیچر اب بھی کوئی "منش" دودھ پلانے والے پشوؤں کی ایک شاخ سے پیدا کر سکتی ہے یا پہلے پہل پیدا کر کے اب ہمت ہار کر سنگرام سے تھک کر چپ بیٹھ گئی ہے؟

(۴) آپ لکھتے ہیں۔ کہ "وکاش کا راستہ کوئی آسان راستہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت مشکلات اور سنگرام کا راستہ ہے"۔ کیا آپ کرپا کر کے ظاہر فرمائیں گے؟ کہ آپ کے خیال کے بموجب بناش پتھ گامیوں مثلاً سانپ۔ بچھو۔ شیر۔ چیتے اور بدمعاش سے بدمعاش منش اور راہزنوں کو ظاہر کرنے کا راستہ کوئی مشکلات اور سنگرام کا راستہ نہیں ہے۔ بلکہ بہت آرام دہ اور آسانی کا راستہ ہے؟ اس کا جواب آپ مثبت میں تو دے نہیں سکتے۔ کیونکہ اوپر آپ قبول فرما چکے ہیں۔ کہ نیچر نے لاکھوں برسوں کے سنگرام سے پانی کے جیودھاریوں (جن میں سب قسم کے ہنسک جیو مگرمچھ وغیرہ شامل ہیں) سے رینگنے والے پشوؤں (جن میں سانپ بس کھاپر بچھو وغیرہ شامل ہیں) کا اور رینگنے والے پشوؤں سے دودھ پلانے والے پشوؤں کا (جن میں شیر چیتے۔ بھیڑیے اور دوسرے سب ہنسک پشو شامل ہیں) کا وکاش ہوا ہے۔ یعنی ان سب کو ظاہر کرنے میں بھی نیچر نے لاکھوں برس سنگرام کیا (کیا لفظ سنگرام سے آپ کی مراد "درد" ہے یا کچھ اور؟)

اگر اس کا جواب آپ نفی میں دیں۔ تو پھر ایسی صورت میں وکاش کا راستہ اور بناش کا راستہ اور ان دونوں کے بارے میں نیچر کے سنگراموں میں فرق کیا رہ جاتا ہے۔ اگر آپ فرمائیں۔ کوئی

فرق نہیں۔ تو کیا پھر آپ کے سامنے بھگوان دیو آتما کی روشنی میں یہ تنت ظاہر ہونا کہ وکاش کا راستہ کوئی آسان راستہ نہیں وغیرہ۔ ایک ڈھکوسلا نہیں ہے ؟۔

(۵) آپ تحریر فرماتے ہیں۔ "منش آتما کے وکاش کے سلسلہ میں نیچر نے بھگوان دیو آتما کو پرگٹ کیا ہے۔ وہ بھی نیچر کے لاکھوں برسوں کے سنگرام کا نتیجہ ہے"۔

جب آپ خود قبول فرما چکے ہیں کہ سب قسم کے جیو دھاریوں کو پرگٹ کرنے میں بھی نیچر کو لاکھوں برس سنگرام کرنا پڑا ہے۔ تو پھر اُن کو اور ایک خاص وجود کو پرگٹ کرنے کے سنگرام میں نیچر کی کیا بشیشتا قائم ہوتی ہے۔ جس کا آپ اس قدر فخریہ ذکر کرتے ہیں۔ اور نیچر کے گن گاتے ہیں۔

جب منش آتما کے بکاش کے سلسلہ میں نیچر نے بھگوان دیو آتما کو لاکھوں برسوں کے سنگرام کے بعد پرگٹ کیا ہے۔ تو پھر کیا اسی بکاش کے نیم کے رُو سے بھگوان دیو آتما کے بکاش کے سلسلہ میں وہ اُن سے کوئی اور بڑھیا وجود بھی کبھی پرگٹ کرے گی ؟ یا یہاں تک پہنچ کر نیچر کا بکاش کا سلسلہ بند ہو چکا ہے ؟ اور نیچر سنگرام کرتے کرتے ہمت ہار کر چپ بیٹھ گئی ہے۔ اور آئندہ کچھ ہاتھ پاؤں ہلانا نہیں چاہتی ؟

(۶) آگے چل کر آپ لکھتے ہیں "جو سیوک سیوا کا مشکلات میں سے گزرنے کی ہمت اور طاقت نہیں رکھتے۔ وہ دیو سماج کی اُنہی کے مقصد کو پورا نہیں کر سکتے۔ اور خود اپنے جیون میں بھی کوئی اُنتی لابھ نہیں کر سکتے"۔ اب یہاں نیچر کا سنگرام کہاں اُڑ گیا۔ حقیقت میں پُرشارتھ اور ستیہ بات بھی یہی ہے۔ کہ جو آپ نے

ظاہر کردی ہے۔ کہ ہر پہلو میں اُنتی کرنے کے راستہ میں ہر ایک وجود کا اپنا ہی پرشارتھ کا کام آتا ہے نہ کہ نیچر کا سنگرام (آریہ گزٹ لاہور ۲۷ اگست ۳۲ء)

دوسری فصل: دیوسماج کے کرتاؤں دھرتاؤں سے ایک سوال

ایک دن ایک دیوسماجی سے اثناء گفتگو میں میں نے سوال کیا کہ آج کل دیوسماج کے کل ممبروں کی تعداد کتنی ہے۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ ۳۹۵ جب میں نے حیرانی سے پھر پوچھا۔ کہ اس قدر کم تعداد۔ تو اُس نے جواب دیا۔ کہ میں چند دن ہوئے دیوسماج کی پرتی ندھی سبھا کے اجلاس میں شامل تھا۔ تو تب ایک ممبر کے سوال کے جواب میں ایک کرمچاری نے جواب دیا۔ کہ اس وقت دیوسماج کے کل ممبروں کی تعداد ۳۹۵ ہے۔ اور اُس میں سب کرمچاری ممبر شامل ہیں۔ اس پر میں نے پھر اُس سے سوال کیا کہ بھلا یہ تو بتاؤ۔ کہ آج کل اُن کی اوستھا کیا ہے؟ تو اُس کے جواب میں اُس نے کہا۔ کہ صاحب! آج کل بہت بُرا حال ہے۔ پہلے جو دیوسماج میں بھلائی کا کچھ کام جاری تھا۔ وُہ اب قطعی بند ہو چکا ہے۔ اور اب اس کی رفتار نیچے کی طرف ہے۔ اور اس کو اب سارے دیوسماجی خود بھی محسوس کر رہے ہیں۔

اس کو سن کر میرے اندر کئی قسم کے وچار اُٹھنے شروع ہوئے۔ کہ صرف ۳۹۵ ممبر۔ اور اُن کی اوستھا بھی کچھ بہتر نہ ہو۔ اور ساتھ ہی اس کے ہر سال لوگوں سے ہزارہا روپیہ دان اکٹھا ہونا۔ اور ہر سال تقریباً ایک لاکھ روپیہ اس کام کے لئے خرچ

ہو جانا - اس پر میرے اندر اس بارے میں زیادہ تحقیقات کرنے کا خیال پیدا ہوُا - مگر سوائے دیو سماج کے اخبار "جیون تت" کی گذشتہ سال کی جلد کے اور کوئی ریکارڈ مجھے نہیں ملا - میں نے اُسے کھول کر اُس کی مختلف سرخیوں کو پڑھنا شروع کیا - تو مجھے دیو سماج کے اُس ممبر کی بات سچ معلوم ہوُئی - اور معلوم ہوُا کہ نہ صرف کرمچاری اپنے ہی قلم سے اپنے آپ کو بلکہ کُل سیوکوں کو بہت ادنیٰ اور گھٹیا درجہ کا وجود ظاہر کر رہے ہیں - بلکہ خود بانی دیو سماج بھی فرما رہے ہیں - کہ دیو سماج کو گیرا لگا ہوُا ہے - اور جس کا سبب یہ ہے - کہ دیو سماج کے کرمچاری اب اوچیہ جیون کی پراپتی کے لئے کوئی انوراگ نہیں رکھتے - اُن کے لیکھوں میں سے چند اقتباس میں اُن کے اپنے ہی الفاظ میں نیچے درج کرتا ہوں :-

(۱) جیون تت مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۶ء صفحہ ۱ پر ایک کرمچاری پوجنیہ بھگوان کی سیوا میں لکھتے ہیں :-

"سخت افسوس ہے - کہ ہم لوگ ایک طرف بہت البودھی ہیں - اور دوسری طرف حضور کے ساتھ جیسا سمبندھ ہونا چاہئے وُہ سمبندھ بھی نہیں ہے . . . . . . اوہ ! کیا میری اور کیا میرے ساتھیوں کی یہ اوستھا کس قدر افسوسناک ہے" - آگے چل کر لکھتے ہیں :-

"بھگوان ! میں بہت ادنیٰ ہو کر یہ ضرور چاہتا ہوں . . . . آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو - اور سولن میں حضور کا نواس کرنا حضور کی صحت کے لئے انوکول ہو - حضور کے ارد گرد جو جن ہیں - وُہ حضور کے لئے بخوبی سیوا کاری ہوں - اور وُہ آپ کو اپنی انوچت کریوں سے تکلیف دینے کا باعث نہ بنیں"۔

میرا نوٹ :- اس میں چند الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے۔
اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ یہ کرمچاری صاحب اپنے آپ کو اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو بہت ادنیٰ بہت ابودھی اور انوچیت گتیاں اپنے پوجنیہ بھگوان کے سمبندھ میں کرنے والے ظاہر فرماتے ہیں۔ جب اُن کا اپنے دیو آتما کے سمبندھ میں یہ حال ہے تو دوسروں کے سمبندھ میں اُن کے جو کچھ اعمال ہوں گے ۔ وُہ ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔

جیون تت مودھ ۴ مئی ۱۹۲۶ء صفحہ ۱ پر ایک کرمچاری پوجنیہ بھگوان کی سیوا میں لکھتے ہیں :-

"آپ اس برودھ اوستھا میں جو اتنا شریرک کشٹ پا رہے ہیں - اس کا بہت بڑا گناہ آپ کے مخالفوں کے سوائے ہم لوگوں پر بھی ہے - کہ جنہوں نے اپنی ناواجب اور کئی صورتوں میں نہائت شرمناک کرتگھنتا موالک کریاؤں سے آپ کے لاثانی بودھوں سے مشرف آتما پر طرح طرح کے خوفناک آگھات پہنچا کر اور آپ کے ستیہ اور شبھ انوراگی آتما پر سخت سے سخت صدمات لگا کر آپ کو مختلف طرح سے روگی بنا دیا ہے"

میرا نوٹ - اس میں بھی چند الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے - یہاں پر دیو سماج کے کرمچاری خود اپنے پوجنیہ بھگوان کے سمبندھ میں خوفناک آگھات اور سخت سے سخت صدمات لگانے والے گناہ آلودہ اور نہائت شرمناک کرتگھنتا موالک کریائیں کرنے والے ظاہر کرتے ہیں - جب ان کا اپنے پوجنیہ دیو کے سمبندھ میں یہ حال ہے - تو اوروں کے سمبندھ میں اُن کا کیا حال ہو گا وُہ ناظرین خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(۳) جیون تت مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۲۶ء صفحہ ۴ پیرا ۵ میں لکھا ہے :-

"...... اور جن سے جیون میں حیرت انگیز اوتج پریورتن ہو گیا اور جو ان کے بڑے فیضیافتہ ہیں۔ اور ان کے اپنے کہلاتے ہیں۔ اُن کے ہاتھوں سے بھی دیو آتما کو اُن کی ناقابلیت اور ابودھتا اور اُن کی نیچتاؤں سے اس نصف صدی سے لمبے عرصہ میں قریباً ہر روز ہی جس طرح تڑپنا اور بلبلانا پڑا ہے۔ اور انیک بار بن پانی مچھلی کی طرح تڑپنا پڑا ہے۔ اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ ہی نہیں لگایا جا سکتا۔

میرا نوٹ :- چند الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے۔ ایک طرف تو حیرت انگیز اوتج پریورتن کا ڈھنڈورا اور دوسری طرف اپنی ابودھتا۔ ناقابلیت اور نیچتاؤں سے اپنے پوجیہ دیو کو تڑپانا۔ اب اسے پڑھ کر کون نہیں کہہ اُٹھے گا۔ کہ قربان جائیے اس حیرت انگیز اوتج پریورتن کے۔ اور اس سے اگر دُنیا کو معاف رکھا جائے تو بہتر ہو۔

(۴) جیون تت مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۲۶ء صفحہ ۲ پر خود ستری دیو گورو اپنے کرمچاریوں کو جو سرٹیفکیٹ پردان کرتے ہیں۔ وُہ یہ ہے :-

(۱) "اس وبھاگ (پرچار وبھاگ) کے بہت سے کرمچاریوں میں یا تو آتمک پر وپکار بسنتک ساتوک بھاؤ بالکل نہیں ہے یا برائے نام ہے"۔

(۲) "ایسے جن اپنے آتمک ہت یعنی ستیہ موکھش اور اوچیہ جیون کی پراپتی کے لئے کوئی انوراگ نہیں رکھتے"۔

(۳) "اُنہیں دیو آتما کے ساتھ جن کئی اونچ بھاؤں کے ذریعہ سچا آتمک جوگ کر کے ان کے دیویہ بھاؤں کے حاصل کرنے اور اپنے اپنے آتماؤں میں بہتری لانے کی ضرورت ہے - ان سادھنوں کو پورا کرنے کی وُہ یوگیتا نہیں رکھتے -

(۴) "ان میں سے کتنے ہی جن دھن - سمپتی اور سنتان انوراگ اور کتنے ہی جن کئی قسم کے اور نیچ انوراگوں کے داس ہیں - اور ان کی غلامی کے باعث یا تو اُن کے دلوں میں ساتوک یا اونچ بھاؤ اُتپن ہی نہیں ہو سکتے - یا کسی انش میں اُتپن ہونے پر اُنت نہیں ہوتے ....."

(۶) ان میں سے جو جن دھن انوراگ - سنتان انوراگ وغیرہ میں مبتلا ہیں - وُہ دوسروں کو ان نیچ انوراگوں سے نہیں نکال سکتے ....."

(۷) ان میں سے کئی جن روپیہ اور جائیداد کا پیدا کرنا اپنا مکھیہ لکھش سمجھتے ہیں - اور پرچار سمبندھی کام کو روکھے جھونکے کی چیز سمجھتے ہیں"

(۸) "ان میں سے کئی جن پیسے کو مکھیہ رکھ کر کام کرتے ہیں"

میرا نوٹ :- چند الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے - یہ سرٹیفکیٹ خود شری دیو گورو بھگوان اپنے کرمچاریوں کو دیتے ہیں - کہ وُہ دھن سمپتی سنتان انوراگ اور کئی نیچ انوراگوں کے غلام ہیں اور پیسے کے لئے کام کرتے ہیں - اب ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں - کہ جب خود کرمچاریوں کا یہ حال ہو - تو پھر دوسرے معمولی ممبروں کا جو حال ہوگا - وُہ ناگفتہ بہ کہا جا سکتا ہے - یا کچھ اور -

(۵) جیون تت مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۲۶ء صفحہ ۳ پر ایک جن "درس" دیو سماج کے سیوکوں کو یہ سرٹیفکیٹ پردان کرتے ہیں "سیوک ول سے نویدن" (۱۴) "ہم میں سے کثرت سے ایسے جن موجود ہیں۔ کہ جو اگرچہ موٹے موٹے دس پاپوں سے بچ چکے ہیں اُن کے کتنے ہی متھیا وشواس دُور ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کے اندر اپنے آتما۔ اس کے ہتن۔ اس کے ناش اور اس کی کشل اور اس کے وکاش آدی کا جو بودھ پیدا ہونا چاہئے۔ وُہ پیدا نہیں ہُوا۔ اور اپنے آتم ہت کی طرف سے بہت اداسین دیکھے جاتے ہیں"۔

(۱۵) "ہم میں سے کثرت سے جن دس موٹے پاپوں سے بچ کر بھی صرف نیچ انوراگوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں"۔

(۱۶) "ہم میں سے کثرت سے ایسے جن ہیں۔ کہ جو یا تو پرسپر کے سمبندھ میں بہت اُداسین ہیں۔ اور ایک دوسرے کی بھلائی سے مطلق لاپرواہ ہیں اور یا اس سے بڑھ کر کتنے ہی اپنے بھیتر کے نیچ کو شوق کے کارن ایک دوسرے سے پھٹے ہُوئے ہیں۔ ایک دوسرے کو گھرنا کرتے ہیں ....."

میرا نوٹ:۔ چند الفاظ کو جلی میں نے کر دیا ہے۔ اس سے ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ ایک دیو سماج کے ممبر "درس" دوسرے دیو سماج کے سیوکوں کو کیا کچھ سرٹیفکیٹ دے رہے ہیں یعنی وُہ سب ایک دوسرے سے پھٹے ہُوئے ہیں۔ واہ! کیسا عجیب اور انوکھی حیرت انگیز تبدیلیاں ہیں۔

دیو سماجیوں سے میرا سوال

اب جبکہ اُن کے ممبروں کی کل تعداد اس قدر قلیل ہے۔ کہ

گزشتہ برتی ندھی سبھا کے اجلاس پر ۳۹۸ بتلائی گئی - اور جو کچھ دیو سماج کے ممبروں کا یعنی خود کرمیاریوں اور سیوکوں کا کیریکٹر ہے اُس کے متعلق خود کرمیاری اور شری دیو گورو بھگوان ظاہر کرنے کے لئے مجبور ہو گئے ہیں۔ کہ وہ ابھی تک بہت منیچ - ادنیٰ اور دھن اور استھان کے داس یعنی غلام ہیں - اور اوروں کا اُپکار کا کام تو کہیں رہا بلکہ سب آپس میں ایک دوسرے سے چھٹے ہوئے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے نفرت کرتے ہیں۔ دیو سماج کو قائم ہوئے تقریباً چالیس سال گزر چکے ہیں۔ مگر اس تمام عرصہ میں صرف ۳۹۸ ممبر بنانا ایک حیرت کی بات ہے۔ ممکن ہے۔ کہ اس سے پہلے ممبر زیادہ ہوں۔ مگر اب دیو سماج کو کیریکٹر الگ جانے سے یہ تعداد گھٹ کر ۳۹۸ رہ گئی ہو۔ اب جبکہ اُن کے اپنے الفاظ میں دیو سماج کے کرمیاریوں اور ممبروں کی یہ حالت ہو۔ تو تب قدرتی طور پر اس دیش کے باسیوں کو دیو سماج کے کرتاؤں دھرتاؤں سے یہ واجبی سوال کرنے کا حق ہو جاتا ہے۔ کہ اس قسم کی فطرت رکھنے والے قلیل ممبروں کو پیدا کرنے کے لئے (یعنی ۴۰ سال کے اندر کل ۳۹۸ ممبر یعنی تقریباً دس ممبر سالانہ پیدا کرنا) تقریباً ایک لاکھ روپیہ سالانہ کا خرچ کیا جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟ - اور کیا یہ اوروں کی جیبوں پر ایک ناجائز اور بے جا بوجھ نہیں ہے؟ اور لوگوں سے دان مانگی ہوئی اس قدر گراں رقم کو ہر سال برباد کر دینا اور اس کے عوض میں اس قسم کے انسان پیدا کرنا۔ پبلک فنڈس کو برباد کرنا نہیں ہے؟ اُمید ہے۔ کہ دیو سماجی صاحب اس کا کوئی معقول جواب دیں گے۔

(آریہ گزٹ ۱۱ ستمبر ۱۹۲۶ء)

تیسری فصل: نیچر کی آڑ میں دیو گورو بھگوان کا ڈم

نیچر نے بھانڈا پھوڑ دیا !!

"جیون تت" مورخہ ۲۰ جون ۱۹۲۷ء کے اشو میں بھگوان دیو آتما کے اتی مولیہ وان بچن کے ہیڈنگ سے جو لیکھ شائع ہوا ہے۔ نیچر نے اسے پڑھ کر جو دوہائی دی ہے۔ اُسے ناظرین بہت دلچسپی سے مطالعہ کریں گے۔

بھگوان دیو آتما کا بچن

(۱) دو کسی بھی منشیہ کی طاقت میں نہیں۔ کہ وہ نیچر کی کسی ستیہ بات کو جھوٹ ثابت کر سکے"!

نیچر کی دوہائی

بھگوان! میں ادب سے آپ کی سیوا میں بنتی کرتی ہوں۔ کہ آپ کا یہ اتی مولیہ وان بچن ستیہ پر مبنی نہیں ہے۔ کیونکہ میں ہر روز اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہوں۔ کہ کروڑوں منشیہ پرتی صورت کچہریوں۔ دفتروں۔ دوکانوں اور دوسرے ہر قسم کے بیوپار میں جھوٹ کو ستیہ بات ثابت کر رہے ہیں۔ اور میں نربل ان کا منہ تاکتی رہ جاتی ہوں۔ اور وہ ہاتھ پر سرسوں جما کر دکھا رہے ہیں۔ اور جھوٹ کو ستیہ اور ستیہ کو جھوٹ ثابت کر کے دکھا رہے ہیں۔ کیا آپ کو خود اس بات کا علم نہیں؟ اگر ہے۔ تو پھر آپ نے یہ کیا لکھ مارا۔ اگر اس بچن سے مُراد آپ کی کچھ اور ہو۔ تو کرپا کر کے آپ مجھے سمجھا دیں۔

بھگوان دیو آتما کا بچن

(۲) "نیچر اپنے وکاس کرم میں متھیا کو اتی گھرنت روپ میں دیکھتی ہے - اور اسے نشٹ کرتی ہے - اس لئے جو لوگ اس کھوٹے سکہ (متھیا) کا ویوہار کرتے ہیں - آخر کار اُن کا دیوالیہ ہونا ضروری ہے"۔

نیچر کی دوہائی

"بھگوان! آپ کے خیال کے بموجب میں اس بشو میں زندہ جیتی جاگتی موجود ہوں - آپ نے بغیر مجھ سے دریافت کئے میری ہی ذات کے متعلق اس قسم کا بچار اپنی طرف سے گھڑ کر میرے نام سے شائع کر دیا - کیا آپ کے لئے یہ مناسب ہے؟ اگر میں اپنے وکاس کرم میں متھیا کو اتی گھرنت روپ میں دیکھتی ہوتی - تو دُنیا کی حالت آج کچھ اور کی اور ہوتی - اور میرے کروڑوں بیٹے آج کچہریوں میں اپنے مختلف مقدمات میں جھوٹ کا بیوہار نہ کرتے ہوتے اور ایسا کرنے کے کارن صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہوتے - مگر ایسا ہے نہیں - بلکہ وُہ مزے سے جیتے ہیں - اور میں نے اُن کو جینے کا حق دیا ہُوا ہے - اور دوم آپ کا یہ کہنا - کہ اس کھوٹے سکہ کے بیوہار کرنے والوں کا آخر کار دیوالیہ ہونا ضروری ہے - آپ کا ایسا لکھنا بھی ستیہ پر مبنی نہیں ہے - مثلاً ایک زمانہ تھا - کہ آپ ایشور کو مانتے تھے - اور اسے اپنے جیون داتا روپ میں اپلبدھ کرتے تھے - اور اُسے "پرم جننی" "پرم دیالو" اور "پرم کرپالو" مان کر اُس کی اُستتی اور اُس سے پرارتھنا کرتے تھے - اور اس کے نام سے مختلف قسم کی سکشا دیتے تھے - مگر اب آپ ایشور کو نہ صرف یہ کہ مانتے ہی نہیں ہیں - بلکہ اُسے مہا بھیانک

اور ہانی کارک روپ میں ظاہر کرتے ہیں۔ آپ کی یہ ہردو آپس میں متضاد یا آپس ستیہ نہیں ہوسکتیں۔ اُن میں سے اگر پہلی بات ستیہ ہے۔ تو دوسری ضرور متھیا۔ اور اگر دوسری بات ستیہ ہے۔ تو پہلی ضرور متھیا۔ پھر آپ ہی فرمائیے۔ کہ کیا آپ ان دونوں حالتوں میں سے ایک نہ ایک حالت میں اس کھوٹے سکہ (متھیا) کا ویوہار نہیں کرتے رہے ہیں یا نہیں کر رہے ہیں۔

اگر یہ درست ہو۔ تو پھر میں آپ سے ایک سوال پوچھتی ہوں کہ کیا آپ اپنے ذاتی تجربہ سے یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کا کبھی دیوالہ نکالا ہے؟ یا کیا آپ کا آخر کار دیوالیہ ہونا ضروری ہے اور کب؟

بھگوان دیو آتما کا بچن

(۳) "اپنے تئیں وُہ کچھ پرگٹ کرنے کی کبھی اکانکھشا نہ کرو۔ جو کچھ تم حقیقت میں نہیں ہو"۔

نیچر کی دوہائی

"خود را فضیحت دیگراں را نصیحت" اسی کا نام ہے۔ اور تو اور آپ خود مجھے وُہ کچھ پرگٹ کر رہے ہیں۔ جو کچھ کہ میں حقیقت میں نہیں ہوں۔ اور میری ذات کے متعلق وُہ کچھ سکشا دے رہے ہیں۔ کہ جس کا میرے فرشتوں کو بھی علم نہیں۔ مثلاً آپ کے خیال میں تو میں آپ کی ہر حالت میں) جے چاہتی ہوں۔ اور نہ آپ کے مخالفوں اور دشمنوں کے گلے گھونٹتی پھرتی ہوں۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ آپ کے مخالف اور دشمن باپ کے عوض میں اس کے بیٹے کو دریا میں ڈبو کر صفحۂ ہستی سے مٹاتی پھرتی ہوں۔ اوہ! میری ذات کو کس قدر بدنام کرنے والی آپ کی سکھشا

جس سے تو یہ ہی بھلی - ایک طرف تو آپ مجھے قاتل کے روپ میں ظاہر کر کے مجرم قرار دیں - کہ جس سے میں پھانسی پر چڑھائی جاؤں - اور دوسری طرف آپ میری مہماں کے گن ورنن کریں - کیا کوئی بھی سمجھدار منشیہ میری ذات کے متعلق آپ کے اس قسم کے سلوک کو کسی اچھے روپ میں دیکھ سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں - پھر کیا آپ مجھے وُہ کچھ پرگٹ نہیں کر رہے - کہ جو کچھ میں حقیقت میں نہیں ہوں -

بھگوان دیو آتما کا بچن

(۴) " منش ماتر کے اوچ وکاس کرم میں آہستہ آہستہ ہر ایک پرکار کی کپٹتا اور مکاری کا نیچر کے دوارا کچلے جانا ضروری ہے "۔

نیچر کی دوہائی

بھگوان ! میں اپنی ذات کے متعلق آپ کے اس قسم کے گمراہ کن speculations سے بہت تنگ آ گئی ہوں - اول تو آپ نے جب سے ایشور کو چھوڑا ہے - اور میرا آسرا لیا ہے - تب سے آپ نے میری ہستی اور میرے اعمال کے متعلق بہت غلط خیالات اپنے دماغ میں جما رکھے ہیں - اور میرے اٹل قوانین کے متعلق مکمل گیانی اپنے آپ کو سمجھ کر انہیں الفاظ میں ظاہر کر رہے ہیں - جب تک آپ میرے وجود کے متعلق کوئی ثبوت پیش نہ کریں - تب تک آپ کا ایسا کہنا کہ میں کسی کو کچلے ڈالتی ہوں - اور کسی کے گلے گھونٹتی پھرتی ہوں - مجھ پر ایک مثبیا اتہام ہے - کہ جس کے میں مستحق نہیں ہوں - کیا آپ میرے برخلاف کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں ؟ کہ میں نے ہی اپنے ہاتھ سے آج تک فلاں فلاں مکار یا کپٹی کو کچل ڈالا ہے - جب تک آپ ایسا کوئی ثبوت پیش نہ کریں - تب تک آپ کا

اس قِسم کا دعویٰ میری ذات کے متعلق کوئی بھی سمجھدار انسان درست نہیں سمجھیگا - باقی رہا اس بشو میں کسی کا مرنا یا جینا - کسی کا دُکھ بھوگنا یا سکھ بھوگنا وغیرہ وغیرہ - سو جیسے اس بشو میں بُرے وجود مر رہے ہیں - ویسے ہی اچھے بھی - جیسے بُرے سکھ یا دُکھ بھوگ رہے ہیں - ویسے ہی اچھے بھی - چنانچہ "جیون تت" مورخہ ۱۲ جون ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۲ پر آپ کی اپنی ہی ذات کے متعلق مفصلہ ذیل الفاظ درج ہیں :-

"اُن کے اور مخالف وکیل کے توہین آمیز حملوں سے بھگوان دیو آتما اپنے دیو بودھی ہردے پر سخت آگھات کھاکر کے ایک ایک بار بلبلا اُٹھتے ہیں - اور ایک ایک بار ایسے اسہہ ہارد ک کشٹ ہیں سے گزرتے ہیں - کہ جس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا بھی مشکل ہے"!

اگر میں واقعی کپٹتا اور مکاری کی دشمن ہوں - اور اُسے کچل ڈالنا چاہتی ہوں - تو پھر یہ بہت ہی حیرانی کی بات ہے - کہ میں اُسے پھیلنے کیوں دیتی ہوں؟ اور آج تک اس دنیا میں وُہ جاری کیوں ہے؟ اور اس کے شروع ہوتے ہی میں ان ہردو کو کُچل کیوں نہیں ڈالتی؟ اور آپ کے اس قِسم کے اسہہ ہارد ک کشٹ کیوں؟

بھگوان دیو آتما کا بچن

(۵) "ستیہ اور شبھ کا ساتھ دیتے ہُوئے تمہارے راستہ میں جو جو رکاوٹ آوے - تم اُس کا ہمت کے ساتھ مقابلہ کرو - تم یدی ستیہ اور شُبھ کے لئے سچے رہوگے - تو نیچر کے وکاس کاری وبھاگ کی سہائیتا پاکر تمہارا اپنے جیون کے مارگ میں کامیاب ہونا ضروری ہے"

نیچر کی دوہائی

بھگوان! یہ بھی آپ کے من کی کلپنا ہے۔ ورنہ جو کچھ میں ہوں۔ میں اپنے آپ کو اچھی طرح جانتی ہوں۔ جیسا کہ اوپر میں نے عرض کیا ہے۔ نہ تو میں ستیہ اور شبھ کا ساتھ دینے والوں کی سہائیتا کر رہی ہوں۔ اور نہ تو اس کے برخلاف والوں کو کچل رہی ہوں۔ جب آپ ایشور کو مانتے تھے۔ کہ جیسے اب آپ نہائیت ہانی کارک وجود ثابت کر رہے ہیں۔ تو کیا تب بھی آپ اس متھیا اور ہانی کارک وشواس کے کارن ستیہ اور شبھ کے ساتھی تھے۔ اگر کہیں نہیں (کیونکہ سوائے اس کے آپ کچھ کہہ ہی نہیں سکتے) تو پھر بناش کاری وبھاگ نے آپ کو آپ کے موجودہ جیون کے مارگ میں بڑھنے کیسے دیا۔

بھگوان دیو آتما کا بچن

(۶) ''کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ شاریرک مقابلہ آپڑنے پر کوئی سُجا کھا منش کبھی کسی اندھے منش سے نہیں ڈرتا۔ کیونکہ وُہ جانتا ہے۔ کہ جہاں ایک طرف وُہ اس اندھے منش کو اچھی طرح پیٹ سکتا ہے۔ وہاں دوسری طرف اپنے آپ کو اُس کی مار سے بچا سکتا ہے۔ اسی طرح تم میں سے جو جن میری دیو جوتی میں کسی ستیہ بات کو دیکھ وہ اپلبدھ کر سکتے ہیں۔ انہیں اندھکار گرست لوگوں کے سامنے اس کو پرگٹ کرنے میں و اُن کا مقابلہ کرنے میں ذرا بھی بھے بھیت نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ وُہ ہزار جھوٹی باتیں بنا کر بھی ستیہ کو مٹا نہیں کر سکتے۔''

نیچر کی دوہائی

بھگوان! آپ کی اندھے اور سُجا کھے منش کی (Analogy -)

درست نہیں ہے۔ جہاں یہ ستیہ ہے۔ کہ سُجاکھا منش اندھے کو پیٹ رہا ہے۔ وہاں کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ کبھی اندھا منش سجاکھے کو پیٹ دیتا ہے؟۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ جان سے بھی مار ڈالتا ہے۔ "اندھے کا جھٹا" تو ایک عام ضرب المثل ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے فرض کر لیا ہے۔ کہ آپ اپنی دیوجوتی میں جو کچھ دیکھتے اور اپلبدھ کرتے ہیں۔ وُہ ہمیشہ ستیہ ہوتا ہے۔ کیونکہ میں ہر روز صاف دیکھ رہی ہوں۔ کہ آپ اپنے خیالات میں ہمیشہ بدل رہے ہیں۔ یعنی آج آپ جس بات کو جائز قرار دیتے ہیں۔ کل اُسی کو ناجائز قرار دے دیتے ہیں۔ مثلاً پہلے آپ گوشت کا استعمال بیماری کی صورت میں اپنے لئے اور اپنے شِشوں کے لئے جائز قرار دیتے تھے۔ اور آپ خود اور آپ کے شِشّ نر اور ناری ان حالات میں استعمال کرتے رہے۔ مگر بعدہٗ اس کا استعمال جائز قرار نہیں رکھا۔

اب آپ ہی فرمائیے۔ کہ ان ہر دو حالات میں آپ کی دیوجوتی نے آپ کی دُرست رہنمائی کی؟ اگر نہیں۔ تو اوروں کی درست رہنمائی کیا خاک کر سکتی ہے؟ اور اس کے علاوہ آپ دیو سماج کی سکھشا کو ہمیشہ بدلتے رہے ہیں۔ یعنی اگر میں آپ کی آج کی سکھشا کو بیس سال پہلے کی سکھشا سے مقابلہ کروں۔ تو مجھے دونوں سکھشاؤں میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ تب میں یہ دیکھ کر بھی کس طرح کہوں۔ کہ ہمیشہ اور ہر حال میں آپ کی دیوجوتی آپ کو اور آپ کے شِشوں کو ستیہ ہی دکھاتی و اپلبدھ کراتی ہے۔ باقی رہا۔ "بجے بھیت نہ ہونا" اس کی بھی آپ نے ایک ہی کہی۔ کیا آپ خود کبھی بجے بھیت نہیں ہوئے؟

کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ سزا کے ڈر سے بچنے کے لئے آپ نے سوامی دیانند جی کے برخلاف لکھی ہوئی پُستک۔

"Swami Dayanand in the light of Truth"

کو سرکار میں ضبط کرا دینا مناسب سمجھا۔

تو پھر کیا آپ کا یہ بچن بھی "خود را فضیحت و دیگراں را نصیحت" کے مصداق نہیں ہے۔ کاش! کہ آپ میرے نام سے بے پیہ کی ہانک کر سنسار میں میری کھلی نہ اُڑواتے۔ اور میرے نام کو بٹہ نہ لگواتے۔

بھگوان دیو آتما کا بچن

(۷) "یدی کوئی ستیہ تم پر پرگٹ ہو۔ تو تم نربھے ہو کر جگت میں اس کی گھوشنا کرو۔"

نیچر کا شکریہ

بھگوان! میں آپ کا بہت بہت دھنیاواد کرتی ہوں۔ کہ آپ کے اس بچن سے متاثر ہو کر میں نے اپنے دل کے بھاؤں کو کہ جنہیں میں ستیہ سمجھتی ہوں۔ آپ تک پہنچانے کی جرأت کی ہے۔

(دی آریہ گزٹ لاہور ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء)

چوتھی فصل :- دیوسماجیوں کی ترک دیا (علم منطق)

ایک بھدر جن نے مجھے دیو سماج کا اخبار "آتمک بتن اور جیون" مورخہ ۴ فروری ۱۹۲۸ء پڑھنے کو دیا۔ اس میں صفحہ ۲ پر "دیو شاستر میں سے مخصوص مضمون "دنیا کے جھوٹے مذاہب کے پیرووں کی طرف سے اپنے مذہبی عقیدوں کی تائید میں علم منطق کے خلاف دلیلیں" پڑھ کر دیوسماجیوں کی دی ہوئی

کسوٹی کے انوسار اُن کی ترک ودیا کو پڑتالنے کا خیال پیدا ہُوا۔
اس مضمون میں ترک ودیا بشارد (علم منطق کا ماہر) جس سے اغلباً مُراد ویدشاستر کے رچنا کرتا سے ہے۔ کے منہ سے یہ کہلایا گیا ہے۔ کہ عیسائیوں۔ سناتن دھرمیوں۔ مسلمانوں۔ بودھ مت والیوں جینیوں۔ سکھوں۔ آریہ سماجیوں اور براہم سماجیوں کے یہ سدھانت کہ ان کے مت ضرور سچے ہیں۔ کیونکہ ان سب متوں کے لاکھوں اور کروڑوں پیرو اپنے اپنے مت کو ستیہ مانتے ہیں۔ اور ان بشواسیوں میں سینکڑوں گریجوایٹ اور انیہ لاکھوں اور ہزاروں پڑھے لکھے جن شامل ہیں۔ پورنتہ (بالکل) مِتھیا ہیں۔ اور ان سب کے پورنتہ متھیا ہونے کی دلیل یہ دی گئی ہے:۔
"کوئی دھرم مت اس لئے ستیہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اُسے اس یا اُس تعداد کے گریجوایٹ یا اور پڑھے لکھے لوگ ستیہ مانتے ہیں۔ کیونکہ وُہ تب ہی ستیہ ہو سکتا ہے۔ اور ستیہ مانا جاسکتا ہے۔ کہ جب وُہ اس کی کسوٹی کے انوسار ستیہ ثابت ہو۔ کہ جو ستیہ نیچر نے ستیہ گیان کی پراپتی کے لئے رکھی ہے۔ اس لئے جبکہ کسی دھرم مت یا کسی بات کا ستیہ یا متھیا ہونا نیچر کی قبول کی ہُوئی کسوٹی کے انوسار پریکشا (امتحان) کرنے پر ہی ثابت ہو سکتا ہے۔ تب اس کسوٹی کو چھوڑ کر اتنے یا اُتنے گریجوایٹ یا اتنے یا اُتنے پڑھے لوگوں کی تعداد کو ہیتو (باعث) بنا کر کسی دھرم مت کو ستیہ ماننا ترک ودھی (منطق) کے پورنتہ برودھ اور اس لئے پورنتہ متھیا سدھانت ہے"
اس لیکھ کے لیکھک نے یہ ظاہر نہیں کیا۔ کہ نیچر کی قبول

کی ہُوئی وُہ کسوٹی گیا ہے۔ کہ جس کے انوسار پریکشا (امتحان) کرکے پرکھا جا سکے۔ کہ صرف دیو شاستر میں دئیے ہُوئے دیو سماجیوں کے سدھانت ہی پورنتہ ستیہ ہیں۔ اور دوسرے تمام مذاہب کے سدھانت، پورنتہ متھیا۔

دیو سماجیوں کا اپنے من مانے مت کو پورنتہ ستیہ بتلانا اور دوسرے تمام مذاہب کو جھوٹا یہ ان کی پرلے درجہ کی شوخانہ دلیری ہے۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ دیو سماجی صاحبان اپنے آپ کو اس قانون کی زد سے بھی بالاتر سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ جو گورنمنٹ نے تھوڑا عرصہ ہُوا توہین مذاہب کے نام سے صادر کیا تھا۔ ورنہ وُہ دُنیا کے اور مذاہب کو جھوٹا بتلا کر اُن کی دل آزاری کرنے کی جرأت ہرگز نہ کر سکتے۔

اس جگہ میں دیو سماجیوں کے اپنے چند سدھانتوں کی پڑتال کرکے دیو سماجی صاحبان سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ وُہ اپنی فرضی ستیہ نیچر کی قبول کی ہُوئی کسی بھی کسوٹی کے انوسار پریکشا کرکے انہیں پبلک میں ستیہ ثابت کریں۔

(۱) دیو سماجی صاحبان اپنے گورو کی پوجا کے سدھانت کے وشواسی ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ اگر ان کا گورو کہیں کسی اور مقام پر سینکڑوں اور ہزاروں کوس کے فاصلہ پر دُور کیوں نہ رہتا ہو۔ اگر اُن کی تصویر اپنے سنمکھ رکھ کر اور وشواس بھاؤ سے بھر کر اُس کی پُوجا کی جائے۔ تو ان کی دیو جوتی اور دیو تیج کی کرنیں اُن سے نکل کر ایسے سادھک کے ہردے میں پرویش کریں گی۔ اور ان کے دیو پربھاؤں کو پا کر ایسے جن اوتم جیون کا دان پائیں گے۔

میرے خیال میں دیو سماجی صاحبان کا یہ سدھانت اُسی طرح پورنتہ متھیا ہے۔ جس طرح کہ کسی علم ریاضی کے بیچ بیچ کے ایم۔ اے پروفیسر صاحب کا یہ دعویٰ کہ اگر وُہ شملہ میں رہتے ہوں۔ اور لاہور کے تمام کالجوں کے طالب علم اُنہیں بیچ بیچ کا وجود اور ریاضی کا پروفیسر وشواس کر کے اور اس کی تصویر کو سامنے رکھ کر اُس کی سچی پُوجا کریں۔ تو اس طریقہ سے ان کی علم ریاضی کی جوتی اور تیج اُن سے نکل کر ان سب طالب علموں میں پرویش کرے گا۔ اور وُہ علم ریاضی کے ماہر بن جائیں گے۔ پورنتہ متھیا ہے۔

کیا دیو سماجی صاحبان میں سے کوئی صاحب اپنی فرضی ستیہ نیچر کی کسی بھی کسوٹی سے لائق سائنسدان چند پروفیسروں کے سامنے اپنے اس عقیدہ کو ستیہ ثابت کر کے دکھلائیں گے۔ یعنی وُہ اپنی سماج کے شردھالوؤں اور ممبروں میں سے ہر ایک طبقہ کے چند آدمیوں کو چن کر انہیں اپنے کسی ہال میں جمع کر کے ہر ایک کو ایک ایک چھبی (تصویر) دیو گورو بھگوان کی مہیا کر دیں۔ اور ہماری طرف سے آتما کے متعلق پرشنوں کی چھپی ہُوئی ایک ایک کاپی بھی ان کے حوالے کر دیں۔ اور اُن سے کہہ دیں۔ کہ وُہ اپنے دلی شدھ بھاوؤں سے اپنے گورو کی پوجا کریں۔ اور ان پرشنوں کے حل کرنے کے واسطے ان کی جوتی کا دان مانگیں۔ اور اس جوتی کے مطابق ان پرشنوں کا جواب لکھ دیں۔

ان اُتر پتروں کی پریکشا سے ہی پتہ لگ جائے گا۔ کہ آیا انہیں اپنے گورو کی پُوجا سے کچھ روشنی کا دان ملتا بھی ہے یا

یہ اُن کی اپنی ہی ذہنیت کا عکس ہوتا ہے کہ جسے وُہ غلطی سے اپنے گورو سے منسوب کرتے ہیں۔ کیونکہ ہر ایک سادھک کے جوابات صاف صاف گواہی دیں گے۔ کہ آیا اُن میں اُن کے گورو کے vibrations کا کچھ ہاتھ ہے بھی یا نہیں؟ کیونکہ پہلی صورت میں سب کے جوابات یکساں اور اُن کی سکشا کے مطابق ہونے چاہئیں۔ ورنہ دوسری صورت میں یہ سدھ ہوگا۔ کہ اُن کی پوجا کا سدھانت پورنتہ منفیا ہے۔

(۲) دیو سماجی صاحبان کا سدھانت ہے۔ کہ جو جن جیووُں کا ودھ کرتے ہیں۔ اُن کے بازوؤں کی نرمان کاری شکتی ان کی ہر ایک کریا کے ساتھ کم ہوتی جاتی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے والوں کی زبان کی اور وبھچاریوں کی مخصوص اندریوں کی نرمان کاری شکتی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اس دُنیا سے مرنے اور پرلوک میں جنم لے چکنے کے بعد ایسے جنوں کے بازو۔ زبان اور مخصوص اندریاں (نر اور مادہ دونوں کی) ندارد ہوں گی۔ اور اس کے علاوہ پاپی جن پرلوک میں مہا کلیش اور دُکھ پائیں گے۔

اب کیا دیو سماجی صاحبان اپنے اس من گھڑت سدھانت کا ثبوت اپنی فرضی ستیہ نیچر کی کسی بھی کسوٹی کے انوسار بہم پہنچا ئیں گے۔ اس دُنیا میں تو ہمارا روزمرہ کا تجربہ اُن کے اس سدھانت کے قطعی برخلاف ہے۔ یعنی یہ کہیں بھی نہیں دیکھا جاتا کہ اس دُنیا میں جیسے جی قصائیوں کے بازوان کی ہر ایک ایسی کریا کے ساتھ جھڑتے جاتے ہیں۔ اور جھڑتے جھڑتے دن بدن کم ہوتے جاتے ہیں۔ بلکہ اس کے اُلٹ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اُن کے بازوؤں کی قوت اُن کے اس قسم کے فعل سے ورزش

کے دوارا بڑھ جاتی ہے ۔ اور ان کے بازو مضبوط ہو جاتے ہیں ۔ اور مرتے وقت بھی صحیح سلامت ہوتے ہیں ۔ اور صرف اس قسم کے افعال کے سبب کچھ حصہ جھڑا ہوا نظر نہیں آتا ۔

کیا ہم اُن کے اس سدھانت سے یہ نتیجہ نکالیں ۔ کہ اس دنیا میں ان کی فرضی ستیہ نیچر کے اصول کچھ اور ہیں ۔ اور یہ لوگ ہیں کچھ اور ۔ اور مرنے کے بعد یکدم ایسی تبدیلی واقعہ ہو جاتی ہے کہ ایسے آدمیوں کے بازو ۔ زبان اور اندریاں کم ہو جاتی ہیں جو کہ اس دنیا میں مرتے دم تک صحیح سلامت تھے ۔

دیوسماجی صاحبان کی نظروں میں اور سب مذاہب جھوٹے ہیں ۔ چاہے اُن میں لاکھوں ۔ کروڑوں گریجویٹ اور پڑھے لکھے جن شامل کیوں نہ ہوں ۔ اور اُن کا مذہب اُن کی فرضی ستیہ نیچر نے سچا قرار دے رکھا ہے ۔ چاہے اُن کے ممبروں کی تعداد بالکل محدود ہی کیوں نہ ہو (کیونکہ ۔ ۴۰ سال کام کرنے کے بعد اُن کی سماج کے کل ممبروں کی تعداد چند ماہ پیچھے ۳۹۸ بتلائی گئی تھی) اور ساری سوسائیٹی میں اگر ہمارا علم غلطی پر نہیں ہے ۔ تو صرف ایک ہی ایم ۔ اے صاحب ہیں ۔

کیا دیوسماجی صاحبان اپنی فرضی ستیہ نیچر کا وُہ فرضی اور mysterious پیمانہ پیش کریں گے ۔ کہ جس کے رُو سے ماپ کر صحیح اندازہ لگایا جا سکے ۔ کہ صرف وُہ اس دُنیا میں سچے ہیں اور دوسرے مذاہب جھوٹے ۔ (آریہ گزٹ لاہور ۲۱ مارچ ۱۹۲۶ء)

پانچویں فصل دیوسماج میں اعلیٰ رُوحانی اور مفید تبدیلیاں

آریہ گزٹ مورخہ ۷ ار دسمبر ۱۹۲۷ء میں "دیوگرو بھگوان کا

ایک اور لڑکا دیو سماج سے الگ ہو گیا" کی سُرخی سے ایک مختصر سا نوٹ چھپا تھا۔ جس میں یہ تحریر تھا۔ "اس سے پہلے دیوگورو بھگوان کی دیو سماج کی تعلیم کو اپنے حسب حال نہ پاکر آپ کے تین لڑکے پنڈت شانتی نرائن۔ پنڈت پر بھلدیو اور پنڈت دیوانند جی اگنی ہوتری چھوڑ چکے ہیں۔ اب خبر ملی ہے۔ کہ اُن کا چوتھا لڑکا پنڈت کانتی نرائن صاحب بھی دیو سماج سے الگ ہو گئے ہیں "کیوں الگ ہوئے ہیں؟ اس کا ابھی پتہ نہیں۔ لیکن بوڑھے دیوگورو بھگوان کو اس ایک لڑکے پر بڑا بھاری بھروسہ تھا۔ اور اس بردھ اوستھا میں اُن کی آخری آس بھی ٹوٹ گئی . . . . . . "

اس نوٹ کو پڑھ کر دیو سماج کے اخبار "آتمک اتھان ادہ جیون" کے ایڈیٹر صاحب بہت چراغ پا ہوئے۔ اور اپنی عادت کے موافق بجائے کوئی درست جواب دینے کے کہ آیا پنڈت کانتی نرائن صاحب دیو سماج سے الگ ہوئے ہیں یا نہیں۔ اُلٹا ایڈیٹر آریہ گزٹ کو کوسنے پر اُتر آئے۔ چنانچہ وُہ اپنے اخبار مورخہ ۳ر جنوری ۱۹۲۸ء میں اس نوٹ کا حوالہ دیتے ہوئے آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کو ان شبدوں میں یاد فرماتے ہیں۔

"اُلٹی نظر کی خوفناک آتمک بیماری ہمارے مہربان آریہ گزٹ کے ایڈیٹر میں خصوصیت سے زیادہ ہے۔ کہ جس کے کارن اُسے دیو سماج کی سچی روحانی تعلیم ناقص یا غلط۔ روحانی اعلےٰ اور مفید تبدیلیاں بُری۔ اور آریہ سماج کی جھوٹی تعلیم سچی اور بُری باتیں اچھی نظر آتی ہیں . . . ." نہ صرف یہاں تک بلکہ آگے چل کر ایڈیٹر آریہ گزٹ کی ذات پر اور آریہ سماج پر

دل کھول کر حملے کئے گئے ہیں۔ کیوں نہ کریں۔ یہ بات تو اُنہیں جنم گھٹی میں ہی دیو سماج سے ملی ہے۔

اب بجائے اس کے کہ دیو سماجی ایڈیٹر صاحب میرے اس نوٹ کا کوئی صحیح جواب دیتے۔ اُلٹا آریہ سماج کو صلواتیں سُنانے لگ گئے ہیں۔ یہ انہوں نے فرض کر لیا ہے۔ کہ ایڈیٹر آریہ گزٹ کو آریہ سماج کی بُری باتیں اچھی نظر آتی ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ آریہ سماج میں یہ اخلاقی جرأت موجود ہے۔ کہ جب کبھی کوئی خرابی کسی کو نظر آ جاتی ہے۔ تو وُہ اُسے طشت از بام کرنے سے نہیں چُوکتے۔

باقی رہا دیو سماج میں رُوحانی۔ اعلیٰ اور مفید تبدیلیاں سو یہ دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کی فضول ڈینگ ہے۔ کیونکہ اُن کے اپنے اخبار میں دیو سماج کے ممبروں کی عملی زندگی کے متعلق جو کچھ ریمارکس شائع ہوتے رہتے ہیں۔ وُہ اس بات کی تصدیق نہیں کرتے۔ مثلاً اُن کے اخبار مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۲۸ء میں بخشی رتن چند جوہر جہاں ایک طرف اپنی "ایوگیتا اور بے بسی" کا اظہار فرماتے ہیں۔ وہاں دوسری طرف لکھتے ہیں۔ کہ ابھی تک دیوگورو بھگوان کو کوئی یوگیہ جن پراپت نہیں ہُوئے۔ کہ جو اس کے کام کو اچھی طرح سنبھال سکیں۔

اسی طرح سٹر بیان جانکیداس جی لکھتے ہیں۔ "جو کام کرنے والے چارج میں ہیں۔ وُہ بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ حضور انہیں ہوش میں لاتے رہتے ہیں۔ وُہ پھر سو جاتے ہیں۔ حضور پھر اُنہیں جگاتے ہیں۔ غرضیکہ لگاتار دن رات وُہ کام کہ جس کا بوجھ حضور پر نہیں پڑنا چاہئے تھا۔ وُہ حضور پر پڑتا رہتا ہے۔ اس

پرکار اور وبھاگوں کے کام کا بوجھ حضور پر رہتا ہے۔ لوگ اپنا کام کرتے ہیں۔ اور حضور سے رہا جاتا نہیں۔ اس لئے حضور کا جسم پسا جا رہا ہے۔ ہم لوگوں کے لئے یہ کس قدر شوچنیہ اور شرمناک بات ہے۔ (ان حروف کو جلی قلم میں ہم نے کر دیا ہے)

اس کے بعد خود ایڈیٹر صاحب شرمیان، دھرم بل جی تحریر فرماتے ہیں:-

"حضور کو آج کل سماج کی مختلف اُلجھنوں۔ مقدمات اور ہنیتاؤں کے لئے جو زیادہ فکر اور تکلیف رہتی ہے۔ اس کا نظارہ سامنے آ کر دل پر چوٹ لگاتا رہتا ہے۔ اور یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ میں حضور کی ان تکالیف کو کم کرنے کے لئے کیا کروں۔ افسوس اپنا آپ مختلف پہلوؤں میں بہت ایوگیہ ہے۔ اس لئے جو تھوڑا سا بھاؤ پیدا بھی ہوتا ہے۔ وُہ بھی ٹھیک طرح پورا نہیں کر سکتا"۔

اب کیا ہم دیو سماجی ایڈیٹر صاحب سے دریافت کر سکتے ہیں۔ کہ آیا روحانی۔ اعلیٰ اور مفید تبدیلیاں اسی کا نام ہے۔ جبکہ وُہ خود اور اُن کے دوسرے ساتھی کر بچار ہی اپنی اوستھا کو "ایوگیہ"۔ "شوچنیہ" اور "شرمناک" ظاہر کرتے ہیں۔ تو پھر اعلیٰ تبدیلیوں کی ڈینگ مارنا جز نہیں کہاں تک ان کے لئے درست ہے۔ (آریہ گزٹ لاہور ۷ اپریل ۱۹۲۸ء)

چھٹی فصل: دیو سماج کی نادر سکشا کی پڑتال

دیو سماج کے اخبار "آتمک تین اور جیون" مورخہ ۳ اپریل ۱۹۲۸ء میں بھگوان دیو آتما کے اُس اُپدیش کا خلاصہ کہ جو انہوں نے

فیروزپور میں ۱۳ مارچ ۱۹۲۵ء کو دیا تھا - چھپا ہے - اُس میں ظاہر کیا گیا ہے - کہ اس دُنیا کے ہر ملک کے انسانوں میں مختلف قسم کا جھوٹ پھیلا ہُوا ہے - اور جھوٹ پر مبنی مختلف طرح کا برتاؤ یا بیوپار ہو رہا ہے - اور یہ کہ ایسی بُری فطرت رکھنے والے جھوٹے دھوکا باز - مکار - جعلساز - ٹھگ - ظالم - منتقم - پاپی یا دُراچاری یا اپرادھی انسانوں میں انسانی دُنیا میں کوئی بھی گورنمنٹ بہتر تبدیلی نہیں لا سکتی - اور نہ ہی کوئی کہلانے والے گرو درحقیقت جھوٹے دیوتا یا دیوی یا کسی ایسے دیوتا کے کہلانے والے اوتار یا ان کے کوئی بشواسی یا پجاری یا بھگت یا کوئی کہلانے والے یوگی یا گیانی یا رشی یا مُنی یا ہادی یا پیغمبر یا نبی یا پیر و گورو یا سدھ یا بدھ یا تیرتھنکر وغیرہ کوئی بہتر تبدیلی لا سکتے ہیں - صرف دیو آتما ہی اپنی دیو شکتیوں کے ذریعہ ایسے انسانوں میں اس بہتر یا اعلیٰ تبدیلی کو لا سکتے ہیں - کہ جس کی اُنہیں سخت ضرورت ہے - انہیں چھوڑ کر کسی مذہب یا ملت یا سمپردائے یا اس کے کہلانے والے کسی اپاسیہ دیو یا اس کے کسی شکشک یا ہادی یا بانی سے جیسے یہ سچا اور نہایت ضروری مقصد پہلے پورا نہیں ہُوا تھا - ویسے ہی اُن کے ذریعہ کبھی آئندہ بھی پورا نہیں ہو سکتا؛"

مذکورہ بالا اقتباس میں بھگوان دیو آتما نے جو دعویٰ دُنیا کے سامنے پیش کیا ہے - اُس کے غور سے پاٹھ کرنے سے جو نتائج اخذ ہو سکتے ہیں - وُہ یہ ہیں:-

(۱) اس دُنیا کے ہر ملک کے انسانوں میں مختلف قسم کا جھوٹ پھیلا ہُوا ہے - اور تمام انسان جھوٹے مکار - دُراچاری

اور اپرادھی وغیرہ ہیں۔

(۲) ایسی بُری فطرت رکھنے والے انسانوں میں نہ ہی کوئی گورنمنٹ اور نہ ہی کوئی اور کسی فرقہ یا مذہب کا ہادی۔ پیغمبر یا گورو وغیرہ کوئی بہتر تبدیلی لا سکتا ہے۔ اور نہ ہی آئندہ کبھی لا سکیگا۔

(۳) صرف دیو آتما ہی اپنی دیو شکتیوں کے ذریعے ایسے انسانوں میں بہتر تبدیلی لا سکتے ہیں۔

یہ اس قسم کے دعوے ہیں۔ کہ جن کی صداقت کو کوئی بھی سمجھدار اور ہوشیار انسان قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اول تو ان کی ستیہ نیچر نے تمام قسم کی بہتر تبدیلی لانے کی کنجی اُن کے سپرد قطعی طور پر نہیں کر دی۔ ورنہ اُن کی پیدائش سے پہلے جو کچھ بھی انسانوں میں بہتر تبدیلی آئی۔ اور انسان اُن کے کہنے کے بموجب بندروں کی ایک نسل سے ترقی کرتے کرتے انسانیت کے درجہ تک پہنچا۔ ایسا کبھی نہ ہو سکتا۔

دوئم۔ کیا کوئی بھی دیو سماجی صاحب بھگوان دیو آتما کے اس دعوے کی صداقت میں کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔ جس سے ثابت ہو جائے۔ کہ دُنیا کی ابتدا سے آج تک جتنے بھی انسان چاہے اس دیش میں اور چاہے کسی اور دیش میں ہو گزرے ہیں۔ اور اب موجود ہیں۔ وُہ تو سب جھوٹے دُراچاری اور اپرادھی تھے۔ اور ہیں۔ اور اُن میں کسی قسم کی کوئی بہتر تبدیلی کسی گورنمنٹ کے ذریعہ یا کسی اور طرح سے نہیں آئی تھی۔ نہیں آ سکتی تھی۔ اور نہ ہی آ سکتی ہے مگر اس سخت ضرورت کو صرف دیو آتما ہی پُورا کر رہے ہیں۔ کیا وُہ کرپا کر کے اپنی ساری سماج میں سے ایک بھی

ایسا آدمی پیش کر سکتے ہیں۔ جو دُنیا کے اور سب انسانوں کے مقابلہ میں یکتا اور لاثانی زندگی رکھتا ہو۔

جہاں تک ہمارا علم ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ وہاں تک تو یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ دیو سماج کے کرمچاریوں کو خود بھگوان دیو آتما نیچ انوراگی۔ دھن سمپتی کے داس اور سنتان انوراگ میں پھنسے ہوئے ظاہر فرماتے ہیں۔ اور خود کرمچاری اپنی بازی پر اور ممبروں کو نیچ اور پتت ظاہر کرتے ہیں۔ اور دیگر سیوک خود اپنے پتروں میں اپنے آپ کو پشاچ روپ دھاری۔ آتمک انگ اور بل ہین منیچ اور شونیہ اور شوچینیہ اوستھا رکھنے والا ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ اگر خود بھگوان دیو آتما اور کرمچاریوں اور سیوکوں کے یہ بھاؤ سچے ہوں۔ تو پھر کیا ہم اس سے صرف یہی نتیجہ نہیں نکال سکتے۔ کہ وہ اپنی انترک اوستھا کے لحاظ سے بہت ملین۔ شونیہ اور شوچینیہ اوستھا رکھتے ہیں۔ اگر اُن کی یہ بات ستیہ نیچر کی کسی کسوٹی سے مشاہدہ اور تجربہ کے ذریعہ صرف کسی ایک دیو سماجی کی صورت میں ہی ستیہ ثابت ہو جائے۔ تو پھر کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ دُنیا کا تمام سمجھدار طبقہ بھگوان دیو آتما کا کیوں نہ پیرو بن جائے؟

حقیقت حال یہ ہے۔ کہ جب تک اپنی عظمت اور لاثانی پن کے گُن گا کر۔ اور اپنی کریاؤں کے گرو کلپناؤں کے خول چڑھا کر انہیں (mysterious) شکل دے کر اور مہمل شبد ان کے ساتھ لگا کر ایک دیوار اپنے پیروؤں کے سامنے کھڑی نہ کی جائے۔ تب تک کام چلتا نہیں۔ اور نہ ہی جادو اُن پر ہو سکتا ہے۔ جس کا ثبوت آگے چل کر اُن کی یہ تحریر

دیتی ہے۔

"کیا تم اپنے بھیتر یا آپس میں مل کر کبھی یہ سوال کرتے ہو۔ کہ یہ کیونکر معلوم ہو۔ کہ تم نیچر کے اس لاثانی ظہور دیو آتما کو اپنی بیوی سے بڑا جانتے ہو۔ اپنی دولت اور جائداد سے بڑا جانتے ہو۔ اپنی عزت اور شہرت کے سکھ سے بڑا جانتے ہو۔ وغیرہ اور اگر وُہ تمہارے ان سب سمبندھیوں اور تمہاری سب دولت اور جائداد سے واقعی ہی بڑھ کر ہیں تو تم اپنے آتمک سب پرکار کے بھلے کے لئے حسب ضرورت کہاں تک ان تعلقات اور اپنی دولت یا جائداد کو تیاگ یا سمرپن کرنے کا ثبوت دے سکتے ہو؟ ورنہ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ تم مختلف نیچ سکھوں کے غلام ہو کر اپنے ان ہی سکھوں کے چند روزہ تعلقات اور سامانوں کو ہی دیو آتما سے بڑھیا جانتے ہو۔ اور ایسی حالت رکھ کر کیا تم اس جھوٹ سے سدا پتت رہ کر اپنے آپ کو پتت نہیں کرتے"؟

آخر کار بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ جب تک پہلے مہمل الفاظی اور (mysterious) طریقہ سے اپنے شردھالو پیروؤں کے دل اور دماغ پر قفل نہ لگائے جائیں۔ تب تک کس طرح ان کا آتمک وغیرہ سب پرکار کا بھلا ہو سکتا ہے۔ اور کس طرح وُہ اپنی بیوی۔ دولت اور جائداد کو تیاگ یا سمرپن کرنے کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ (آریہ گزٹ لاہور ۲۱ اپریل ۱۹۲۸ء)

ساتویں فصل دیو سماج میں حیرت انگیز تبدیلیوں کا اڈمبر

آریہ گزٹ مورخہ یکم ستمبر ۱۹۲۷ء میں دکھلایا گیا تھا۔ کہ دیو سماج

کی کل تعداد ممبروں کی ان کے پرتی ندھی کے ایک اجلاس میں ۳۹۸ بتلائی گئی تھی - اور اُن کی جو کچھ آتمک اوستھا ہے - وُہ ناگفتہ بہ ہے - اور تو اور خود کرمچاری صاحبان کو جیون تت مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۲۶ء میں خود شری دیوگورو بھگوان نے یہ سرٹیفکیٹ پردان کیا - کہ "ان میں پر اُپکار بشیک ساتوک سبھاؤ بالکل نہیں ہے یا برائے نام ہے" "ایسے جن اپنے آتمک ہت یعنی ستیہ موکھش اور اُوچ جیون کی پراپتی کے لئے کوئی انوراگ نہیں رکھتے" "اُن میں سے کتنے ہی جن دھن سمپتی اور سنتان انوراگ اور کتنے ہی جن کئی قسم کے اور نیچ انوراگوں کے داس ہیں" "اُن میں سے کئی جن روپیہ اور جائداد کا پیدا کرنا اپنا مکھیہ لکھش سمجھتے ہیں" - وغیرہ -

اور اس کے علاوہ یہ بھی ظاہر کیا گیا تھا - کہ دوسرے ممبروں کو ایک کرمچاری صاحب کیا سرٹیفکیٹ دیتے ہیں - جب خود کرمچاری صاحبان نیچ انوراگی ہیں - تو دوسرے عام ممبروں کا اندازہ خود ہی ایک سمجھدار شخص لگا سکتا ہے -

باوجود اس قسم کی اُن کی اپنی تحریر کے مطابق دیوسماج کے کرمچاریوں کی نیچ زندگی ہونے کے وُہ آئے دن لوگوں کے سامنے یہ نظارہ پیش کرکے کہ دیوسماج میں حیرت انگیز تبدیلیاں آرہی ہیں - اُن کی آنکھوں میں دھول ڈال کر نیک دل آدمیوں کے کیسہ سے پیسہ بٹورا جا رہا ہے - اور اُن کی گاڑھی کمائی کو ایسے نیچ انوراگی جن پیدا کرنے میں لگایا جا رہا ہے -

آج ہم پھر یہاں پر دیوسماج کے اخبار "دو آتمک تین اور جیون" مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۲۸ء صفحہ ۹ کے حوالہ سے دیو آتما

کے دیو پربھاؤں کے کام کے دو نظارے ناظرین کے پیش کرتے ہیں :-

(۱) ایک سیوک لکھتے ہیں۔ بج کے سادھنوں میں دیو ستوتر دیو آرتی اور کسی مہا سمبندھی بھجن گان کے بھجن پوجنیہ دیو شاستر کھنڈ ۲ ۔ اور "دیو آتما" کے سوائے اور کوئی اُپاسیہ دیو نہیں ہے ۔ میں سے پاٹھ کرتا ہوں۔ آپ کے دیو روپ کی مہما اور اُس کے مقابل میں اپنا مہا پشاچ روپ وشیش روپ سے سامنے آتا رہا ہے ۔

واہ! کیا حیرت انگیز تبدیلی اسی کا نام ہے؟ اگرچہ ہمیں علم نہیں۔ کہ آپ کب سے سیوک ہیں۔ مگر اس سے یہ تو پختہ طور پر واضح ہے۔ کہ آپ بقول خود ابھی تک پشاچ روپ دھاری ہیں۔ کیا ہم حیرت انگیز تبدیلی سے صرف حقہ چھوڑ دینا یا جُوا چھوڑ دینا مُراد سمجھیں اور اور پہلوؤں میں بے شک پشاچ روپ دھاری رہیں۔

(۲) مفصل سے ایک مانیہ سیوک لکھتے ہیں :- "جس قدر میں بھگوان دیو آتما کے دیو روپ کا بغور مطالعہ کرتا ہوں ۔۔۔۔ تو آتما کے وشیہ میں نہ صرف جیوتی پاتا ہوں۔ بلکہ آتما کیلئے ادتیج آہار پاتا ہوں اپنا آتما انگ ہین ۔ بل ہین ۔ بودھ ہین ۔ کٹھور اور ملین نظر آتا ہے ۔ پروپکار سیوا ۔ کرتویہ پالن اور بادھتا اور نیائے آدی ادتیج ساتوک بھاؤں سے خالی اور شونیہ نظر آتا ہے ۔ نہ اپنے بھیتر سچی سنزدھا ۔ نہ سچی کرتگیتا اور نہ ہی آتمک میل کو دھو کر اپنے آپ کو نرمل کرنے کی سچی آکانکھیا نظر آتی ہے ۔ شاریرک سکھ اور آرام ۔ مانسک شانتی ۔ دُنیوی مان و عزت ۔ اختیار اور اقتدار کی واسنائیں اپنے آتما کو حرکت میں لاکر

ترپتی پاتی - اور نہ ترپتی ملنے کی صورت میں گھاٹا محسوس کرتی ہیں - اور ارد گرد چاروں طرف اسی قسم کی دُنیا سے گھرے رہ کر اعلیٰ طاقتوں اور بھاؤ کے نشوونما کرنے کی ضرورت ہی محسوس ہونے میں نہیں آتی"۔

بے شک صاحب! آپ صرف حقہ و جُوآ وغیرہ چھوڑ کر اور آتما کے لحاظ سے تمام اونچ بھاؤں سے خالی اور نشونیہ رہ کر حیرت انگیز تبدیلیوں کی ڈینگ مارتے رہیں - مگر سچائی بہت پربل ہے - اور ظاہر ہو ہی جاتی ہے - کہ اندرونی طور پر دیو سماجیوں میں کس قسم کی لہریں چلتی رہتی ہیں - اور ان کی انترک اوستھا کس قسم کی ہے - جس کے ثبوت میں "مُشتے نمونہ از خروارے" اوپر کے دو نظارے اُن کے اپنے الفاظ میں ہم نے ناظرین کے سامنے پیش کئے ہیں -

کیا ہم دیو سماجی صاحبان سے یہ سوال کرنے کی جُرأت کر سکتے ہیں - کہ کیا یہ مندرجہ بالا باتیں صحیح ہیں یا کہ نہیں؟ کیا ہم نے بھی اب اُڑتی چڑیا کی خبر سُنا دی ہے - یا کہ آپ کے اپنے ہاتھوں سے کھینچی ہوئی فوٹو آپ کے سامنے رکھ دی ہے؟

ایڈیٹر "آتمک جیون اور جیون" نے ۳ را پریل کے پرچہ میں آریہ گزٹ کے ایڈیٹر کی ہم پر ایک اور "تازہ مہربانی" کے عنوان سے جو سبھیتا کا نمونہ دکھایا ہے - ہم اُسے یہاں نقل کر کے اخبار کو گندہ نہیں کرنا چاہتے - ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے - کہ اس کے اندر سوائے چھوکرا پن کے اور کچھ دکھائی ہی نہیں دیتا - کیا بھلا شری دیو گورو بھگوان جی کے دُکھ کی خبر سُن کر اظہار ہمدردی بھی کوئی گناہ ہے؟ کاش! کہ آپ آریہ گزٹ

کا وہ نوٹ اور اپنا گندگی سے بھرا ہوا آرٹیکل ایک بار سنتری دیو گورو بھگوان کے گوش گزار کر دیتے۔

ایڈیٹر صاحب! ذرا مندرجہ بالا سرٹیفکیٹوں کو اس نوٹ کے ساتھ ایک بار ملا کر تو پڑھئے۔ کیا بھلا اُڑتی چڑیا کوئی غلط خبر لائی تھی؟ آریہ گزٹ نے تو یہی کچھ لکھا تھا نہ کہ اُڑتی چڑیا خبر لائی ہے۔ کہ دو سیوک آپس میں سڑک کے کنارے کھڑے ہوئے غم کی صورت بنا کر آہستہ آہستہ باتیں کر رہے تھے۔ کہ سنتری دیو گورو بھگوان جی کا سریر کیسا سُندر اور سڈول تھا۔ آج وُہ کیا سے کیا ہو گیا ہے۔ ہائے رنج وغم نے اُن کی حالت ہی کچھ اور کر دی ہے۔ اب تو آدھے بھی نہیں رہے۔ اب دراصل اُن کے ہردے میں شانتی نہیں رہی۔ اپنے جیون میں ہی اپنے ہاتھوں لگائے ہوئے ورکش کا پائمال ہونا کوئی کم دکھدائیک نہیں ہے۔ بیٹی اور بیٹے (بلکہ بیٹوں) کا اُن پر وشواس نہ رہنا۔ ایک بڑے بیٹے کا موت کے چنگل میں پھنس جانا انہیں نسندیہ اس وردھ اوستھا میں اندر ہی اندر گھن کی طرح کھا رہا ہے۔ آج ان کے سیوکوں کا ان کے ہی برخلاف پراپیگنڈا شروع کر دینا صاف طور پر انہیں اُن کی کامیابی کا نقشہ دکھاتا ہے۔ جو باتیں ان کے کئی سیوک اندر اندر کر رہے ہیں۔ اگر اُن سب کا نقشہ بیچ بیچ سنتری دیو گورو جی کے سامنے آ جائے۔ تو پھر ان کے کومل ہردیہ پر کیسی چوٹ لگے۔ ہم پرماتما سے پرارتھنا کرتے ہیں۔ کہ شیگھر ہی اپنے بھولے بھٹکے پُتر کو اپنائے۔ کیونکہ وُہ بھولے بھٹکے ہوؤں کو راہِ راست پر چلانے والا ہے۔

اب کہئے۔ اس میں کونسی بات نے آپ کو ناراض کر دیا۔ کیا سچ مچ وہ پہلے سے دُبلے نہیں ہو گئے؟ کیا آپ بالکل ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ آریہ گزٹ میں ہی آپ کے سارے پول کھُلیں؟ ہم تو سمجھتے ہیں۔ کہ علاقاں را اشارہ کافی است۔ ویسے تو آپ کی رگ رگ سے واقف یہاں موجود ہیں۔ مگر ہم ذاتیات پر نہ جا کر آپ کے سدھانتوں کے پول کا سلسلہ شروع کرنا چاہتے ہیں۔ (آریہ گزٹ لاہور ۲۸ اپریل ۱۹۲۸ء)

آٹھویں فصل: دیو سماج کے اخبار "آتمک جیون" کے ایڈیٹر صاحب کے نام ایک کھُلی چٹھی

جناب من! آپ نے اپنے اخبار مورخہ ۲۱ فروری کے پرچہ میں ترک وِدّیا بشارد (علم منطق کا ماہر) کی طرف سے شائع کیا تھا۔ کہ دُنیا کے تمام موٹے موٹے مذاہب کا یہ دعویٰ کہ چونکہ ان سب متوں کے لاکھوں اور کروڑوں پیرو اپنے اپنے مت کو ستیہ مانتے ہیں۔ اور ان وشواسیوں میں سینکڑوں گریجویٹ اور انیہ لاکھوں اور ہزاروں پڑھے لکھے جن شامل ہیں۔ پورنتہ متھیا ہے۔ کیونکہ کسی بات کا ستیہ یا متھیا ہونا نیچر کی قبول کی ہوئی کسوٹی کے انوسار پریکشا (امتحان) کرنے پر ہی ثابت ہو سکتا ہے۔

اس پر آریہ گزٹ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۲۸ء میں آپ کی سیوا میں آپ کی اپنی ہی سکشا کے متعلق دو سوالات کئے گئے تھے۔ اور آپ سے اپیل کی گئی تھی۔ کہ کیا آپ کر پا کر کے

انہیں نیچر کی قبول کی ہوئی کسی بھی کسوٹی کے انوسار پریکشا کر کے پبلک میں ستیہ ثابت کریں گے؟

یہ ایک اصولی بحث تھی۔ جس کا صحیح جواب دے کر آپ خود بھی تسلی پا سکتے تھے۔ اور میرے منہ پر خاموشی کی مہر ثبت کر سکتے تھے۔ یا اُن کی غلطی کو قبول کر لیتے۔ مگر بجائے کوئی معقول جواب دینے کے اپنی حسب عادت کج بحثی اور لفاظی پر اُتر آئے اور میرے بیان کو قطعی من گھڑت۔ جھوٹا۔ شرارت اور بیوقوفی پر مبنی قرار دے کر مجھے گھمنڈی۔ آتمک اندھکار سے بھرا ہوا۔ اور اس لئے سچائی کو آتمک آنکھوں سے نہ دیکھنے کے لائق اور ایک پرانی مثل دہرا کر "نہ پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل" اور صرف اپنے گھمنڈ بھاؤ سے منطقی بن بیٹھنے والے وغیرہ اس قسم کے نفرت آمیز ناموں سے یاد فرما کر اپنے اور اپنے سماجک بھائیوں کے لئے دلخوش کن مصالحہ اور دل لگی کا سامان پیدا کر دیا۔

جناب من! میں نے کبھی بھی ترک ودیا بشارد (علم منطق کا ماہر) ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہاں اگر آپ یہ کہیں۔ کہ میں آپ کی ترک ودیا میں شک کیوں لایا۔ اور ایسا کر کے آپ کی عدالت سے مجرم قرار دئے جانے اور اس لئے آپ کی طرف سے مذکورہ بالا سب قسم کے نفرت آمیز سلوک کا مستحق ہوں۔ تو یہ ایک اور بات ہے۔ آپ سب بے شک ترک ودّیا بشارد رہیں۔ اس سے مجھے کوئی غرض نہیں۔ مگر جہاں تک میرے دو سوالات کا تعلق ہے۔ وُہ معاملہ وہیں کا وہیں ہے۔ اور آپ نے اپنی نیچر کی قبول کی ہوئی کسوٹی کے انوسار پریکشا کے دوارا

کوئی بھی ثبوت اور شہادت نہیں دی۔ بلکہ ادھر اُدھر کی آئیں بائیں شائیں کر کے پبلک کو گمراہ کرنے اور ٹالنے کی کوشش کی ہے۔

جناب من۔ میں آپ کی سیوا میں ادب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ ٹھنڈے دل سے میرے پہلے سوال کے الفاظ کا اپنے دئے ہُوئے الفاظ کے ساتھ ایک بار مقابلہ کریں۔ اور اچھی طرح سے ظاہر فرمائیں۔ کہ ان ہر دو بیانات میں سپرٹ کے لحاظ سے کہاں فرق ہے؟۔

آپ نے یہ واضح کرنے کے لئے کہ کس قسم کا جن "دیو آتما" سے پرارتھنا کر سکتا ہے۔ ۹ سطروں سے زیادہ بیان لکھ دیا ہے۔ اور میں نے ایسے جن کے مطلب کو دو سادہ الفاظ میں ادا کر دیا تھا۔ یعنی دیو سماج کے "شردھالو اور ممبر" کیونکہ یہی لوگ ہی ان کی پوجا کے ادھیکاری ہو سکتے ہیں۔ نہ کہ کوئی اور۔ آپ نے لکھا ہے۔ "ایسے جن صدق دلی سے ان کی دیو جوتی کے لئے پرارتھی ہوں" اور میں نے لکھا ہے۔ کہ "وشواس بھاؤ سے بھر کر اُن کی پوجا کی جائے"

اب آپ ہی فرمائیے۔ کہ ان ہر دو فقروں کی سپرٹ میں کیا فرق ہے؟ اور پھر کیا بھگوان دیو آتما کے پُوجاری جن اپنے اپنے استھانوں میں پوجا کے وقت ان کی چھبی کو سنمکھ نہیں رکھتے۔ اور اس پر پھول اور ہار نہیں چڑھاتے؟

جناب من! آپ نے میرے پہلے سوال کے بارے میں بھگوان دیو آتما کی سچی سکشا یہ ظاہر فرمائی ہے۔ "اگر کوئی جن آتمک جیون کی ایسی منزل پر پہنچا ہُوا ہو۔ کہ جس میں وُہ صدق دلی سے اپنے

کسی تیج انوراگ یا اپنی کسی تیج گھرنا کے سمبندھ میں اپنی کسی چنتنا یا اپنی کسی کریا کو اُس کے پرکرت یا بُرے یا ہانی کارک روپ میں دیکھنے کا اچھک ہو - اور وُہ یہ جانتا بھی ہو - کہ اُن کی دیو جوتی کو پاکر ہی وُہ اپنی کسی پتن کاری چنتنا یا کریا کو پتن کاری یا ہانی کارک روپ میں دیکھ سکتا ہے۔ تب اگر وُہ بھگوان دیو آتما کے دیو روپ کے ساتھ سچا یوگ کر سکے نہ کہ اُن کی چھبی کی دُھوپ دیپ - نیوید - پھول - پھل آدی کے دوارا کسی سناتنی دیوتا کی سی پوجا کر کے - اور وُہ اُن کی دیو جوتی کے لئے صدق دل سے پرارتھی ہو - تو جسم کے لحاظ سے چاہے وُہ شخص بھگوان دیو آتما سے سینکڑوں میل کی دوری پر بھی ہو - پھر بھی اس تک بھگوان دیو آتما کی دیو جوتی اور اُن کے دیو تیج کی کرنیں ایتھر کے ذریعہ اُسی طرح پہنچیں گی جس طرح سے سورج سے اس کی روشنی اور تاب کی کرنیں کروڑوں میل سے ہماری پرتھوی پر پہنچتی ہیں"۔

گستاخی معاف! آپ کی یہ سکشا بھی اسی طرح پورنتہ متھیا ہے۔ جس طرح کسی علم ریاضی کے ایم - اے صاحب کا یہ دعوٰی کہ اُن کا کوئی شاگرد اُن سے سینکڑوں میل دُور رہ کر - اور اُن کی پوجا کے ذریعہ ان کے ساتھ سچا یوگ کر کے ایتھر کے ذریعہ اُن کی علم ریاضی کی کرنیں حاصل کر سکتا ہے - پورنتہ متھیا ہے۔

اس کے علاوہ آپ کا دیو آتما کو سورج کے ساتھ تشبیہہ دینا بھی قطعی غلط اور خلاف واقعہ ہے - کیونکہ جو کچھ سورج ہے - وُہ آپ کے دیو آتما نہیں - اور جو کچھ دیو آتما ہیں - وُہ سورج

نہیں۔ اس لئے اس قسم کی صرف غلط پرچہ لگا دینے سے کام نہیں چل سکتا۔

کیا آپ مہاشیہ گالی گلوچ پر اتر آنے کے اپنی اس سکشا کا ثبوت اپنی ستیہ نیچر کی قبول کی ہوئی کسی بھی کسوٹی سے پریکشا کے دوارا عام پبلک میں دے کر اسے ستیہ ثابت کریں گے؟ اس بارے میں آپ کی ترک ودیا صرف یہی ایک مطالبہ کرتی ہے کہ تجربہ کی بنا پر نیچر کی کسی کسوٹی سے ستیہ ثابت کریں۔ ادھر ادھر کی باتیں بنا کر۔ اور آئیں بائیں شائیں کر کے ٹال دینے کی کوشش نہ کریں۔

جناب من! میرے دوسرے اس سوال کے متعلق دو کیا دیوسماجی صاحبان اپنی ستیہ نیچر کی کسی بھی کسوٹی کے انوسار اپنے اس من گھڑت سدھانت کا ثبوت بہم پہنچائیں گے۔ کہ جو جن جیوؤں کا ودھ کرتے ہیں۔ ان کے بازوؤں کی نرمان کاری شکتی ان کی ہر ایک کریا کے ساتھ کم ہوتی جاتی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے والوں کی زبان کی اور وبھچاریوں کی مخصوص اندریوں کی نرمان کاری شکتی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اس دنیا سے مرنے اور یہ لوگ میں جنم لے چکنے کے بعد ایسے جنوں کے بازو۔ زبان اور مخصوص اندریاں (نر اور ناری دونوں کی) ندارد ہوں گی۔ اور اس کے علاوہ پاپی جن پرلوگ میں مہا کلیش اور دکھ پائیں گے"۔ یہی ایک لمبا ایڈیشن جڑ دیا ہے۔ اور فضول بے معنی بحث میں پڑ کر اور لفاظ چھانٹ کر اپنا اور اوروں کا وقت ضائع کیا ہے۔ اور مجھ پہ بھی گالی گلوچ کی بوچھاڑ ڈال دی ہے۔

یہاں پر سوال فقط اتنا تھا۔ کہ آپ اپنے اس سدھانت کو عام پبلک میں اپنی ستیہ نیچر کی کسی بھی کسوٹی سے پریکشا کرنے پر ستیہ ثابت کریں۔ ورنہ قبول کر لیں۔ کہ آپ کا مت بھی پورنتہ مِتھیا ہے۔ اگر آپ کے آتما دیوتا میں اتنی جرأت ہے۔ تو آپ اپنے ان ہر دو سدھانتوں کو عام پبلک میں ٹھیک ثابت کریں۔ ورنہ ان کے پورنتہ مِتھیا ہونے کے قائل ہوں۔

اس کے علاوہ آپ نے مجھے چند نہائیت ہی بیہودہ اور تہذیب سے گرے ہوئے فرضی سوالات کئے ہیں۔ جو کہ ہتک عزت کی حد تک پہنچتے ہیں۔ اور ان کا یہاں پر دُہرانا اور تفصیل وار ان کا جواب دینا میں پبلک کے لئے مضر اور مخربِ اخلاق سمجھتا ہوں۔ ہاں یہاں پر میں آپ سے آپ کی اپنی ہی دی ہوئی کسوٹی کے انوسار ایک سچا سوال کرتا ہوں۔ اگر آپ کے آتما دیوتا میں اخلاقی جرأت ہوئی۔ تو آپ اس کا صحیح صحیح جواب دے کر مشکور کریں گے۔

آپ اپنی اخبار میں لکھتے ہیں۔ "اس دنیا میں بھی کتنے ہی انسانی بچے جب اپنی اپنی بچہ دانی سے باہر آتے ہیں۔ تب اُن میں سے کسی کی آنکھیں ندارد ہوتی ہیں۔ اور وہ پیدائش سے ہی اندھے ہوتے ہیں۔ کوئی پیدائش سے ہی لنگڑے ہوتے ہیں۔ کوئی پیدائش سے ہی لولے ہوتے ہیں۔ کوئی پیدائش سے ہی اپنے حواسوں وغیرہ یا اپنی مانسک شکتیوں کے لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔" وغیرہ۔

اسی طرح جس جس جیونی شکتی میں نرمان کاری شکتی نسبتاً جتنی زیادہ کمزور ہوتی ہے۔ اُسی نسبت سے اُس کے

بناٹے ہوئے بچے بھی کمزور حالت میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور علاوہ اور اسباب کے اس کمزوری کی وجہ سے بھی کتنے ہی بچے کسی عورت کے رحم میں ہی مر جاتے ہیں۔ کوئی پیدا ہونے پر تھوڑی دیر کے بعد مر جاتے ہیں۔ کوئی کئی ہفتوں اور کوئی کئی مہینوں اور کوئی کئی سالوں کے اندر ہی مر جاتے ہیں۔ اور اس طور سے اکال مرتیو کو پراپت ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ جیوتی شکتی کی نرمان کاری شکتی کے اُن نقصوں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کہ جو اُسے عورت اور مرد کے دونوں سیلوں کی ناقص حالت سے حاصل ہوتے ہیں"۔ (ان لفظوں کو جلی میں نے کر دیا ہے)

آپ کی اس سکشا کے بموجب آپ پر ہمارا یہ سچا سوال ہے کہ:-

کیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ آپ کی سماج میں کوئی جن ایسا ہے۔ کہ جس نے یکے بعد دیگرے ایک سے زیادہ شادیاں کی ہوں۔ اور ان شادیوں سے ان کے ایک درجن یا اس سے کچھ زیادہ بچے پیدا ہوئے ہوں۔ اور ان بچوں میں سے کوئی لنگڑا لولا پیدا ہوا ہو۔ اور اپنے گزارہ کے لئے بھی لاچار ہو۔ اور کوئی ماں کے رحم سے ہی مردہ پیدا ہوا ہو۔ اور کوئی پیدا ہونے پر تھوڑی دیر کے بعد اور کوئی کئی ہفتوں اور کوئی کئی سالوں کے اندر ہی مر گیا ہو۔ اور اس طور سے اکال مرتیو کو پراپت ہوئے ہوں۔ اگر اس کا جواب ہاں میں ہو۔ تو کیا آپ کرپا کر کے بتلائیں گے۔ کہ یہ سب تباہی اُن میں کس کی جیوتی شکتی کی نرمان کاری شکتی کے نقصوں کی وجہ سے برپا ہوئی۔ اور

اُن کی یہ نرمان کاری شکتی کس کے پاپ کرم کے کارن گھٹی۔ اور اگلے جنم میں ان کی اس نرمان شکتی کے ناقص ہونے سے انہیں کیا سزا ملے گی؟ (آریہ گزٹ لاہور ۱۹ار مئی ۱۹۲۸ء)

نویں فصل: دیوسماج کی شکشا کی پڑتال۔ سدھانت درپن کا فوٹو

دیوسماجی صاحبان ہمیشہ اس بات کی ڈینگ مارا کرتے ہیں۔ کہ اُن کا مذہب سائنس پر مبنی ہے۔ اس لئے وہی صرف سچا مذہب ہے۔ اور دُنیا کے اور تمام مذاہب مصنوعی ہیں۔ ہم ان کی ایسی کہلانے والی سکشا جو ان کی کتاب موسومہ "سدھانت درپن" میں ظاہر کی گئی ہے کی پڑتال سائنس کی روشنی میں کرنا چاہتے ہیں۔ اور دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اس کسوٹی پر کیسی کچھ ثابت ہوتی ہے؟ پہلے ہم اس کتاب میں سے اقتباس دیں گے۔ اور پھر اُن کی پڑتال کریں گے۔

"پہلا ادھیائے" "نیچر کے سمبندھ میں"

(۱) سب پرکار کے ستھول اور سوکھشم جڑ پدارتھوں اور سب پرکار کی اجیوت اور جیوت آکرشن اور وکرشن کاری شکتیوں سے وششٹ اور چھوٹے بڑے اگنت اجیوت اور جیوت استتوں سے بھرپور جو ایک اور پورن استت ہے اُسی کا نام پرکرتی و نیچر ہے"۔

"یہی ایک ماتر نیچر ستیہ ہے۔ اس نیچر کے بھن واس سے اتیت اور کوئی استت ستیہ نہیں"۔

(۲) "یہی ایک نیچر سدا سے ہے - اور سدا رہتی ہے - اس لئے یہ نیچر نتیہ واسو کیھو ہے"

(۳) "یہی ایک نیچر اپنی شکتیوں سے اپنے اندر کے سب پدارتھ کے اجیوت اور جیوت استھتوں میں پریورتن اُتپن کرتی ہے - اور اس پریورتن کے ساتھ آپ بھی پریورتت ہوتی ہے"

اوپر کے اقتباس کو ناظرین ذرا غور سے ملاحظہ فرمائیں - اس سے پتہ لگ جائیگا - کہ :-

(۱) اس گرنتھ کے رچنا کرتا نے اپنی کلپنا شکتی کے گھوڑے دوڑا کر اور اُنہیں لفظی شکل دے کر نیچر کے مفہوم کے متعلق انسانی نریت کے سامنے ایک گورکھ دھندا کھڑا کر کے اُن کے دماغوں کو چکر میں ڈال دیا ہے - جو کچھ نیچر کی تعریف کی گئی ہے - اس کے رد سے تو صاف ظاہر ہے - کہ اس وشو میں جو کچھ بھی ہے - اس کے مجموعہ کا نام نیچر ہے - یعنی یہ ایک مہمل شبد (Abstract word) ہے - اور اس کی اپنی حقیقی ہستی (Concrete existence) کچھ بھی نہیں - پھر اس کے ایک، یا پورن وجود ہونے کے کیا معنی؟ جبکہ اس کی اپنی کوئی ہستی ہی نہیں - اور وُہ صرف اور ہستیوں اور ان کی خاصیتوں کے مجموعہ کا نام ہے - اگر کسی انسانی وجود کو سنمکھ لا کر کہ جیسے وُہ اپنے مختلف انگوں اور ان کی مختلف کریاؤں کے مجموعہ کا نام ہے - ویسے ہی نیچر بھی تمام جیوت اور اجیوت اور ان کی مختلف شکتیوں سے وششٹ ایک اور پورن وجود ہے - یہ تعریف گھڑی گئی ہے - تو یہ تشبیہ بھی یہاں پر ٹھیک صادق نہیں آتی - کیونکہ انسانی وجود کے تمام انگوں میں جس قسم کی یگانگت اور میل پایا جاتا ہے -

وُہ اس وشو کے تمام وجودوں میں نہیں پایا جاتا ۔ یعنی جب ہمارے کسی ایک انگ میں پیڑا ہوتی ہے ۔ تو اس کو ہمارا سارا وجود محسوس کرتا ہے ۔ مگر کیا نیچر کے کسی ایک انگ میں یعنی کسی ایک انسان یا حیوان یا برکھش یا جڑ پدارتھ کو آسٹریلیا میں جب کسی قسم کی پیڑا ہو رہی ہو ۔ تو اُسے ہم یہاں پر محسوس کر سکتے ہیں ۔ کیا کوئی بھی محسوس کر کے یہ بتلا سکتا ہے ۔ کہ اتنی تعداد میں فلاں فلاں انسان بمبئی یا کسی اور شہر میں تپدق سے بیمار ہیں ۔ اور دُکھ پا رہے ہیں ؟ ۔ ہرگز نہیں ۔

اس کے علاوہ اس گرنتھ کے رچیتا کو نیچر کے ایک اور پورن استت ہونے کے متعلق دماغی احساس کس طرح پیدا ہُوا ۔ جبکہ ابھی تک ہماری علمیت کسی بھی وجود کی پورن ماہیت معلوم کرنے سے قاصر ہے ۔ یعنی اس بارے میں ہمارا گیان ابھی تک نسبتی ہے ۔ تو پھر اس ساری کائنات کے پورن پن کی ماہیت کا علم کہاں سے ہو گیا ۔ اور اس کا بھید ان پر کہاں سے کھل گیا ۔ کیا کوئی بھی دیو سماجی صاحب اس پر روشنی ڈالیں گے ؟

(۲) و (۳) ان میں یہ ظاہر کیا گیا ہے ۔ کہ "وہی ایک نیچر سدا سے ہے ۔ اور سدا رہتی ہے ۔ اس لئے یہ نیچر نتیہ و سویمبھو ہے"۔ اور "وہی ایک نیچر اپنی شکتیوں سے سب پرکار کے جیوت اور اجیوت استتوں میں پریورتن اُتپن کرتی ہے"۔

کیا ہم آپ سے اس قدر دریافت کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں ۔ کہ آپ کی اس سکشا اور ایشور وادیوں کی سکشا میں

کیا فرق رہ جاتا ہے۔ آپ جس طرح نیچر کو ستیہ۔ نتیہ اور سویمبھو اور اپنی شکتیوں سے سب پرکار کے اچیوتن اور جیوتن استھتوں میں پریورتن اُتپن کرنے والی مانتے ہیں۔ اسی طرح ایشور وادی اُس مہان پربھو کو ستیہ۔ نتیہ اور سویمبھو اور اپنی شکتی سے اس وشو میں سب پرکار کی تبدیلیاں اُتپن کرنے والا مانتے ہیں۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ آیا اس پہلو میں آپ سچے ہیں یا وُہ؟

اس بارے میں آپ نے اُنہیں چیلنج دیا تھا۔ کہ وُہ آپ کے چیلنج میں دی ہوئی کسوٹی کے انوسار ایشور کی ہستی کا ثبوت دیں۔ کیا اب آپ خود بھی اپنے اس چیلنج کی کسوٹی کے انوسار اپنی ستیہ نیچر کی ان صفات کا ثبوت دینے کو تیار ہیں۔ جبکہ یہی ایک نیچر اپنی شکتیوں سے اچیوتن اور جیوتن استھتوں میں پریورتن اُتپن کرتی ہے۔ تو کیا وُہ اپنی کسی بھی شکتی سے ہماری بند گھڑی کو چلا سکتی ہے۔ یا ہماری چلتی ہوئی گھڑی کو بند کر سکتی ہے۔ جبکہ وُہ ہماری پرتھوی کا اس قدر بڑا گولا بنا سکتی ہے۔ تو کیا وُہ مٹی کی گولی بنا کر دکھا سکتی ہے۔ یا اسی قسم کا کوئی اور ثبوت آپ کی ستیہ نیچر پیش کر سکتی ہے۔ کیا کوئی بھی دیو سماجی صاحب تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعہ اس قسم کا کوئی ثبوت بہم پہنچائیں گے؟ ورنہ کیا وُہ یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔ کہ اُن کا مذہب پورنتہ متھیا ہے۔ کیونکہ متھیا وشواسوں پر مبنی ہے؟

اس کے علاوہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ اس پریورتن کے ساتھ نیچر خود بھی پریورتت ہو جاتی ہے۔ نیچر کے پریورتن سے آپ

کی کیا مُراد ہے؟ جہاں تک ہم نے آپ کے لٹریچر کا مطالعہ کیا ہے۔ اُس سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ نیچر میں پریورتن دو حالتوں سے خالی نہیں۔ ایک کا نام وکاس کاری پریورتن رکھتے ہیں۔ اور دوسری کا وناش کاری پریورتن۔ کیا نیچر کے اپنے وجود کا پریورتن بھی ان دو حالتوں سے خالی نہیں۔ اگر اس کے کسی انگ میں وناش کاری پریورتن جاری ہو جائے۔ جیسا کہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ تو اس طرح وناش ہوتے ہوتے اور انگ ہین ہوتے ہوتے کیا وُہ ایک دن پورنتہ نشٹ (extinct) نہیں ہو سکتی؟ اگر ہو سکتی ہے۔ تو اس کے نتیہ ہونے کے کیا معنی؟ کیا کوئی دیو سماجی صاحب اس امر پر روشنی ڈالیں گے؟

"سدھانت درپن" میں سے اقتباس

(۴) "یہی ایک نیچر اپنے اونچ پریورتن کے دوارا اپنے کسی ایک دوسرے وبھاگ کو وکست کرتی ہے۔ اور اس کے نانا استتوں کو اُن کی یوگیتا کے انوسار دھیرے دھیرے ادھک سے ادھک سریشٹ۔ سُندر۔ ہتکر اور شکتی شالی بناتی ہے۔ اور اس کے اس وکاس کاریہ میں اس کے جس جس اچیوت وچیوت جگت کا جو جو استت سہائیک نہیں بنتا نہیں بن سکتا۔ اُسے پتت کرتی ہے۔ اور پتت کرتے کرتے اُس کے اپنے ___ روپ اور گنوں کے بچار سے اُسے پورنتہ نشٹ کر دیتی ہے۔"

اس اقتباس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس گرنتھ کے رچنا کرتا نیچر کو Personify کرکے اور اُسے حقیقی وجود تسلیم کرکے اسے سمجھ بوجھ کی طاقتوں سے مشرف مانتے ہیں۔ یعنی قبول کرتے

ہیں۔ کیونکہ وُہ فرماتے ہیں۔ کہ یہی ایک نیچر اپنے اُدتپتی پریورتن کے دوارا اپنے کسی ایک وُ دوسرے وبھاگ کو وکست کرتی ہے اور اس سے نانا وجودوں کو سرشٹ۔ سُندر۔ ہتکر اور شکتی شالی بناتی ہے۔ اور جو جو اجیوت وجیوت استت اس کے اس وکاس کاریہ میں سہائیک نہیں بنتا۔ نہیں بن سکتا اُسے پتت کرتی ہے۔ اور پتت کرتے کرتے اُسے پورنتہ نشٹ کر دیتی ہے۔

اب اگر ان کا یہ سدھانت ستیہ ہو۔ اور نیچر بیج کا کوئی حقیقی وجود رکھتی ہو۔ اور اس میں سمجھ بُوجھ اور Design کی شکتی موجود ہو۔ کیونکہ اگر اس میں سمجھ بوجھ کی طاقت نہ ہوتی۔ اور اس کے سنمکھ کوئی مقصد نہ ہوتا۔ تو پھر اُس کا اپنے اُدتپتی پریورتن کے دوارا کسی وبھاگ کو وکست کرنا اور کسی کو نشٹ کرنا کے کچھ معنی ہی نہیں رہتے۔ کیونکہ کسی وبھاگ یا استت کو وُہ اُدتپتی۔ سُندر۔ ہتکر اور شکتی شالی اور کسی وبھاگ یا استت کو نشٹ تب ہی کر سکتی ہے۔ جبکہ اُسے پتہ ہو۔ کہ فلاں وبھاگ یا استت اس کے وکاس کاریہ میں کا ساتھ دے رہا ہے۔ اور فلاں وبھاگ یا استت نہیں دے رہا۔ اور وُہ اپنے ساتھ دینے والے وبھاگ کو سُندر۔ ہتکر اور شکتی شالی اور ساتھ نہ دینے والے وبھاگ کو پتت کرتے کرتے پورنتہ نشٹ تب ہی کر سکتی ہے۔ جبکہ اُدتپتی پریورتن کا مقصد اس کے سنمکھ ہو۔ تو یہاں پر اس سدھانت کے برخلاف پرشن کا پیدا ہوتی ہے۔ کہ جب نیچر سدا سے یعنی نتیہ ہے۔ اور سدا سے اُس کا یہ کاریہ جاری ہے۔ یعنی وُہ لا انتہا زمانہ

سے اپنے ساتھ دینے والے اور بھاگ کو سُندر - ہت کر اور شکتی شالی اور اپنا ساتھ نہ دینے والے وجودوں کو پورنتہ نشٹ کردیتی ہے - تو اس کا یہ عمل ایک لاانتہا دُور کے زمانہ سے مکمل ہوچکا ہوتا - یعنی پورنتہ کو پہنچ چکا ہوتا - اور آج کل کم ازکم انسانی دُنیا میں اوتچ پریورتن دھاری وجود یعنی دیوتا آتما ہی دیوتا آتما نظر آتے - اور اس کا ساتھ نہ دینے والے وجود نشٹ ہوگئے ہوتے - اور آج ایک بھی کسی قسم کا کوئی درندہ جانور اور بُرا وجود نظر نہ آتا - مگر خود ان کے اپنے خیال کے بموجب ایسا ہے نہیں - مگر اس کے اُلٹ دنیا دوسرے قسم کے وجودوں سے زیادہ تر بھری ہُوئی ہے - کیا وُہ کرپا کرکے بتلائیں گے - کہ ایسا اس وقت تک کیوں نہیں ہُوا - یا آئندہ کب تک ہونے کی اُمید ہے؟

ہم ان کے اس من گھڑت سدھانت کی تردید میں دعوٰی سے کہتے ہیں - کہ اُن کا یہ سدھانت پورنتہ متھیا ہے - یعنی نیچر حقیقت میں کوئی ہستی نہیں رکھتی - بلکہ ایک مہمل شبد ہے - جبکہ اس کا اپنا وجود ہی کچھ نہیں - تو پھر اس میں Design اور Intelligency کے کیا معنے؟

اچھے یا بُرے وجود یہ ہردو نسبتی الفاظ ہیں - اور ان کا نام کرن کرتا انسان ہی ہے نہ کہ کوئی اور وجود - یعنی جس قوم یا انسان کو جس قسم کے وجود سے فائدہ پہنچا - اُسے اُس نے اچھا خیال کر لیا اور اُس کے اُلٹ خراب - اور چونکہ مختلف انسانوں کے نقطۂ خیال اور نقطۂ نگاہ اور نفع اور نقصان ایک دوسرے سے مختلف ہیں - اس لئے اچھے اور بُرے لفظوں

کے مفہوم اور استعمال میں بھی بہت بھن بھید پایا جاتا ہے - ایک قوم یا ایک شخص جس کسی وجود اور اس کے اعمال کو اپنے لئے مفید اور اچھا سمجھتا ہے - دوسری قوم یا دوسرا شخص اُسے اپنے لیئے خراب سمجھتا ہے - پھر کیا یہ سچ نہیں - کہ اس بشو میں ایسے کہلا سنے والے اچھے اور بُرے وجود پہلو بہ پہلو چلتے ہوئے اور سکھ اور دکھ - زندگی اور موت بھوگتے ہوئے دیکھے جاتے ہیں - ہاں کسی بھی وجود کا زندہ رہنا یا نشٹ ہونا اُس کے باہر کے موافق یا غیر موافق نواحی حالات پر منحصر کرتا ہے -

اگر اچھے کو موافق نواحی حالات میسر ہو جائیں گے - تو وہ جئے گا - اور آرام سے جئے گا - اور اگر غیر موافق نواحی حالات مل جائیں - تو ختم ہو جائے گا - اسی طرح ایسے کہلانے والے بُرے وجودوں کا حال ہے - یعنی نیچر میں اچھے اور بُرے کی کوئی تمیز نہیں - کیا گائے اور بکری اچھے وجود نہیں ہیں؟ لیکن جب تک اُن کو مار کر اُن کا گوشت کھانے والے وجود موجود رہیں گے - تب تک اُن کا ختم ہوتے جانا ایک لازمی امر ہے - اور اگر یہی سلسلہ جاری رہے - تو ممکن ہے - کہ کوئی دن ایسا آوے - کہ اُن کی نسل کا قطعی خاتمہ ہو جائے -

کیا کوئی بھی دیو سماجی صاحب اپنے اس من گھڑت اور کلپنا پر مبنی سدھانت کو اپنی ستیہ نیچر کی قبول کی ہوئی کسی بھی کسوٹی کے دوارا پرتیکشا نمہ کے ستیہ ثابت کریں گے؟

اس کے علاوہ اُن کی ستیہ نیچر اُن کے اپنے خیال کے بموجب ایک انجان اور ان گرڈھ بجھ ہی پرتیت ہوتی ہے - کیونکہ وہ

تیسرے سدھانت میں خود فرما چکے ہیں۔ کہ :-

دیوی ایک نیچر اپنی شکتیوں سے اپنے اُنتر کے سب پرکار کے اجیوت اور جیوت استتوں میں پریورتن اُتپن کرتی ہے "

جب خود نیچر ہی اپنی شکتیوں سے سب قسم کے وجودوں میں پریورتن پیدا کرتی ہے۔ یعنی جب اُن کے اپنے خیال کے بموجب ٹھیک یہ مثال کہ "دُکرے کرا وے آپ ہی آپ (نیچر) کسی وجود کے کچھ نہیں ہاتھ" اس پر (نیچر پر) صادق آتی ہے۔ تو پھر کسی بھی وبھاگ یا استت کو اس کے سزا اور جزا دینے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ یعنی وُہ خود ہی پہلے اور وجودوں کو اپنی شکتیوں سے ایسا تبدیل کرے۔ کہ وُہ اُس کے وکاس کاری نیم کا ساتھ نہ دے سکیں۔ اور بعدہٗ ان کو ایسا کرنے کے لئے ڈنشٹ کرتی پھرے۔ کیا اُس کا ایسا کرنا انصاف میں داخل ہے؟ کیا کوئی دیوسماجی صاحب اس نقطہ پر بھی روشنی ڈال کر مشکور فرمائیں گے؟ (آریہ گزٹ لاہور ۲۲ مئی و ۲۶ جون ۱۹۲۷ء)

دسویں فصل : دیوسماج میں گورو ڈم کا پرچار

ان دنوں دیوسماج میں گوروڈم کا پرچار زوروں پر ہے۔ گوروڈم سے جو قباحتیں اس دُنیا میں آ رہی ہیں۔ وُہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ اب دیوسماج کے ممبروں میں سے بھی بہت سی تعداد ان خرابیوں کو محسوس کر کے دیوسماج سے کنارہ کش ہو گئی ہے۔ یعنی جب سے دیوسماج میں گوروڈم پر مبنی ان کے نئے کریڈ "دوموُل واکیہ" کی رچنا ہوئی ہے۔ اور اپنے پرتگیا پتر کی شکل میں دیوسماج

کی ممبری کے لئے ایک شرط قرار دیا گیا ہے - تب سے دیو سماج کے بہت سے سمجھدار ممبر اس سے جُدا ہو چکے ہیں - اور تب سے اس کی تعداد بہت کم ہو چکی ہے - چنانچہ گذشتہ سال ان کے کل ممبران کی تعداد ۳۹۰ کے قریب بتلائی جاتی تھی - اس کمی کو اب دیو سماج کے کرتا دھرتا بھی بہت بڑے طور پر محسوس کرنے لگے ہیں اور یہی کارن ہے - کہ انھوں نے اس وقت اُن بہت سے جُدا شدہ ممبروں کی دلائل کو در پردہ رکھ کر اپنی صفائی میں ایک لمبا چوڑا مضمون اس وشئے پر اپنے اخبار "دو آتما - بتن اور جیون" مورخہ ۲۶ جون ۱۹۲۸ء میں چھاپ کر پبلک کے سامنے پیش کیا ہے - جس میں یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی گئی ہے - کہ چونکہ ایک لمبے عرصے سے دیو سماج میں گورو تت کا پرکاش اور پرچار جاری ہو چکا تھا - اس لئے وُہ تمام سیوک جو اس "وسول واکیہ" کے ساتھ "ایک ماتر دیو آتما ہی سچے دیوتا اور ستیہ دیو ہیں - وُہ دیو جوتی اور دیو تیج کے سورج ہیں وہی ایک ماتر ستیہ دھرم کے شکشک ہیں - اور وہی ادھیکاری منش آتماؤں کے سروانگ کلیان کرتا ہیں" اتفاق نہ کر سکے اور پرتگیا پتر پر دستخط نہ کر کے دیو سماج سے جُدا ہو چکے ہیں - وُہ غلطی پر ہیں -

اس وقت گورو ڈم کے مضمون پر بحث کرنا ہمارا مقصد نہیں - بلکہ اُن کے اس مضمون سے مفصلہ ذیل اقتباس دے کر اسے معرض بحث میں لانا مقصود ہے -

"اس وشئے میں بھگوان دیو آتما "مجھ میں دیو جیون کا وکاس" حصہ اول کے صفحہ ۱۱۴ پر اس پرکار فرماتے ہیں" :-

"ایشور سمبندھی کلپت وشواسوں کا اگرچہ مجھ پر برسوں تک ادھیکار رہا۔ لیکن پھر بھی ایک طرف اپنے آتما میں اوچ جیون کی اوچ شکتیوں کو پاکر اور دوسری طرف انیہ آتماؤں کے بھیتر اپنی اپنی شکتیوں کے دوارا آشچریہ پریورتن دیکھ کر مجھے یہ صاف طور سے معلوم ہوا ہے۔ کہ میرے بھگتی بھاجن ایشور بھی بنا کسی اوچ جیون دھاری آتما کی سہائتے کے آپ کسی آتما میں (جس میں یہ جیون نہیں) کوئی اوچ پریورتن نہیں لا سکتے۔ اور نہ اُسے کسی ایسے اوچ جیون بشیک کسی ستیہ کی شکشا دے سکتے ہیں!"

اگر واقعی ان کا یہ سدھانت ستیہ ہو۔ تو کیا وہ ہمیں کرپا کرکے اس بارے میں ہمارے مفصلہ ذیل دو سوالوں کا جواب دے کر مشکور فرمائیں گے۔

(۱) جب ایشور بھی بنا کسی اوچ جیون دھاری آتما کی سہائتے کے آپ کسی آتما میں (جس میں یہ جیون نہیں) کوئی اوچ پریورتن نہیں لا سکتے۔ اور نہ اُسے کسی اوچ جیون بشیک کسی ستیہ کی شکشا دے سکتے ہیں۔ تو یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ ایشور تو کسی آتما میں کہ جس میں یہ جیون نہیں۔ کوئی اوچ پریورتن نہیں لا سکتے۔ مگر کیا خود بھگوان دیو آتما کسی آتما میں کہ جس میں یہ جیون نہیں۔ کوئی اوچ پریورتن لا سکتے ہیں؟ اور اُسے اوچ جیون وشیک کسی ستیہ کی شکشا دے سکتے ہیں؟

اگر اُن کا جواب نفی میں ہو۔ تو پھر اس صورت میں ان کی اپنی Importance کو کیوں تسلیم کیا جائے؟ اور اگر ان کا

جواب مثبت میں ہو۔ تو پھر اس بارہ میں یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے ذریعہ اس قسم کے اوتچ پریورتن کا ظہور اُن کی اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد میں کیوں نہ ہُوا؟

(۲) جبکہ بنا کسی اوتچ جیون دھاری آتما کی سہائے کے کسی آتما میں کوئی اوتچ پریورتن نہیں آ سکتا۔ تو پھر خود بھگوان دیو آتما میں ایک ماتر دیو جیون کس اوتچ جیون دھاری آتما کی سہائے سے آیا؟۔ اگر اس کا جواب نفی میں ہو۔ یعنی اگر وُہ یہ کہیں۔ کہ اس ایک ماتر دیو جیون میں وُہ بغیر کسی اوتچ دھاری آتما کی سہائے کے خود بخود ڈھل گئے ہیں۔ تو اس صورت میں ان کا یہ سدھانت ہی غلط ٹھہرتا ہے۔ کیونکہ اگر وُہ بغیر کسی کی سہائیتا کے ڈھل سکتے ہیں۔ تو اور جن بھی اس طریقہ سے کیوں نہیں ڈھل سکتے؟

اور اگر وُہ کہیں۔ کہ فلاں گورو یا ہادی کی سہائیتا سے انہیں دیو جیون پراپت ہُوا۔ تو پھر اس صورت میں اُن کے اس گورو یا ہادی کو ان کی نسبت زیادہ بڑھیا وجود قبول کرنا پڑے گا۔ جس سے اُن کے لاثانی پن میں فرق آ جائے گا۔ اور یہ "مول واکیہ" اُن کے اس گورو یا ہادی کی ذات کے ساتھ صادق آئے گا نہ کہ اُن کی اپنی ذات کے ساتھ۔ اور یہ سلسلہ نہ صرف یہاں پر ختم ہو جائے گا۔ بلکہ ایسے اوتچ پریورتن لانے والے گورووں کا سلسلہ لا انتہا حد تک چلا جائے گا۔

(آریہ گزٹ لاہور ۴ر اگست ۱۹۲۸ء)

گیارھویں فصل: دیو سماج میں گالی گلوچ کے ہنر کا وکاس!

بھگوان! یہ مجھے معلوم ہے۔ کہ آپ میرے ستیہ روپ کو جان کر اور مجھ میں اور میرے دوارا اپنے استتو کو پرکاش کرنے اور اپنے استتو کو ایک ماتر میرے پورن آشرت دیکھنے اور اپلبدھ کرنے کے یوگیہ ہو گئے ہیں۔ اور آپ میرے سمبندھ میں اپنے ہردے کے گہرے اُچھواس سے بھر کر ایک ایک بار یہ بس یہ پکار اُٹھتے ہیں۔ کہ :-

"دیو نیچر کے بنا میں کچھ بھی نہیں"

میں جہاں ایک طرف اپنے سمبندھ میں آپ کے اس شردھا بھاؤ کو دیکھ کر ہرش سے بھر جاتی ہوں۔ کہ اس دُنیا میں آخر کوئی میری بھی اُستتی کرنے والا جن موجود ہے۔ وہاں دوسری طرف مجھے آپ کی آشرت دیو سماج میں غیروں کے سمبندھ میں گالی گلوچ کے ہُنر کا وکاس دیکھ کر بہت دکھ اور کلیش ہوتا ہے اور یہی کارن ہے۔ کہ میں اس بارہ میں آپ کو یہ دو باتیں لکھنے کے لئے مجبور ہُوئی ہوں۔ تاکہ کسی طرح اس وشو میں گالی گلوچ کا سلسلہ بند ہو سکے۔

بھگوان! میں عرصہ دراز سے دیکھ رہی ہوں۔ کہ دیو سماج میں دُنیا کے اور تمام مذاہب کی توہین کر کے اُن کے پیروؤں کے سوالوں کو نظر انداز کر کے گالی گلوچ دینا ایک آرٹ بن چکا ہے۔ اور اس آرٹ کی لگاتار پریکٹس میں رت رہ کر دیو سماجیو

میں اس کا غیر معمولی طور پر وکاس ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ غیر مذاہب کے لوگ آپ کے اُردو اخبار کو منہ پھٹ اخبار اور آپ کے سماج کو "گالی گلوچ سماج" کے نام سے پکارنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ یہی نہیں۔ بلکہ گورنمنٹ کو بھی پبلک امن قائم رکھنے کے لئے دیو سماج کو تنبیہ کرنے کی ضرورت پڑتی ہے اور ایک وقت آپ کی سماج میں اس قسم کے دُکھدائی ہُنر کی انتہائی حد کو دیکھ کر میں بھی بلبلا اُٹھتی ہوں۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے اور بلاپ کرنے لگ جاتی ہوں۔

بھگوان! کچھ عرصہ سے دیو سماج کے اخبار "آتمک پتن اور جیون" اور "آریہ گزٹ" میں جو کنٹروورسی (Controversy) آپ کے دو سدھانتوں کے برخلاف جاری ہے۔ اُسے میں دلی توجہ اور غور سے پڑھتی رہی ہوں۔ اور اس میں بھی میں دیو سماج کے رویہ کو دیکھ کر بہت کشٹ محسوس کرتی رہی ہوں میں بہت حیران ہوں۔ کہ منطق کے رُو سے جو کسوٹی آپ نے میرے نام سے اور سب مذاہب کو ماپنے اور پرکھنے کے لئے پیش کی ہے۔ اُسی کسوٹی سے آپ خود یا آپ کے پیرو اپنے سدھانتوں کو پریکشا کے دوارا پبلک میں ستیہ ثابت کرنے سے کیوں گریز کرتے ہیں؟ اور لفاظی چھانٹ کر اور گالی گلوچ دے کر زبردستی اوروں کو دبا دینا کیوں چاہتے ہیں؟

معاملہ بالکل سیدھا سادہ اور صاف تھا۔ مگر دیو سماج نے (mysteriousness) شکل دے کر اسے کچھ کا کچھ اور پیچیدہ بنا دیا ہے اور لفاظی کے اس قدر غول اس کے گرد چڑھا دیئے ہیں۔ تا کہ کوئی آسانی سے اصل معاملہ کو بھانپ ہی نہ سکے۔

دیو سماج کے اخبار مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں ترک ودّیا بشارد (علم منطق کا ماہر) کی طرف سے شائع کیا گیا تھا۔ کہ دُنیا کے تمام موٹے موٹے مذاہب کا یہ دعوےٰ کہ چونکہ ان سب متوں کے لاکھوں اور کروڑوں پیرو اپنے اپنے مت کو ستیہ مانتے ہیں۔ اور ان وشواسیوں میں سینکڑوں گریجوایٹ اور انیہ لاکھوں اور ہزاروں پڑھے لکھے جن شامل ہیں۔ پورنتہ متھیا ہے۔ کیونکہ کسی بات کا ستیہ یا متھیا ہونا میری قبول کی ہوئی کسوٹی کے انوسار پریکشا کرنے پر ہی ہو سکتا ہے۔

اس پر آریہ گزٹ مورخہ ۱۳ر مارچ ۱۹۲۸ء میں دیو سماج کی سیوا میں اُن کے اپنے دو سدھانتوں کے متعلق سوالات کئے گئے تھے۔ اور ان سے اپیل کی گئی تھی۔ کہ کیا وُہ کرپا کر کے انہیں میری قبول کی ہوئی کسی بھی کسوٹی کے انوسار پریکشا کر کے پبلک میں ستیہ ثابت کریں گے۔ وُہ دو سدھانت مختصراً یہ ہیں :—

(۱) اگر کوئی ادھیکاری جن آپ کے دیو روپ کے ساتھ سچا یوگ کر کے آپ کی دیو جیوتی کے لئے صدقدل سے پرارتھی ہو تو جسم کے لحاظ سے چاہے وُہ شخص سینکڑوں میل کی دوری پر بھی ہو۔ پھر بھی اُس تک آپ کی دیو جیوتی کی کرنیں ایتھر کے ذریعہ اسی طرح پہنچیں گی۔ جس طرح سے سورج سے اس کی روشنی کی کرنیں کروڑوں میل سے ہماری پرتھوی پر پہنچتی ہیں۔

(۲) جو جن جیوؤں کا بدھ کرتے ہیں۔ اُن کے پانڈوں کی نرمان کاری شکتی اُن کی ہر ایک ایسی کریا کے ساتھ کم ہوتی جاتی ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنے والوں کی زبان کی اور وبھچاریو

کی مخصوص اندریوں کی نرمان کاری شکتی کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اس دُنیا سے مرنے اور پرلوک میں جنم لے چکنے کے بعد ایسے جنوں کے بازو۔ زبان اور مخصوص اندریاں (نر اور مادہ دونو کی) ندارد ہوں گی۔ اور اس کے علاوہ پاپی جن پرلوک میں مہان کلیش اور دُکھ پائیں گے۔

بھگوان آپ کی ترک ودّیا (علم منطق) کا صرف یہی ایک تقاضا تھا۔ کہ جب تک کسی سدھانت کو بھی تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر میری قبول کی ہوئی کسی بھی کسوٹی سے ستیہ ثابت نہ کیا جائے۔ تب تک وُہ سدھانت نہیں ہوسکتا آپ کے اسی تقاضا کے بموجب دیو سماج کو چیلنج دیا گیا تھا۔ کہ وُہ عام پبلک میں ان ہردو سدھانتوں کا ثبوت پیش کرے۔ چاہئے تو یہ تھا۔ کہ آپ کے پیراؤں میں سے کوئی لائق جن چھاتی نکال کر پبلک میں اپنے ان ہردو سدھانتوں کی بابت ثابت کرتے۔ کہ واقعی آپ سے سینکڑوں میل کی دوری پر سے بھی آپ کی دیو جیوتی اور دیو تیج کی کرنیں نکل کر ایتھر کے ذریعہ پرارتھی کے ہردیہ تک پہنچتی ہیں۔ اور اُن میں کوئی ہتکر تبدیلی لاتی ہیں۔ اور واقعی قصائیوں کے بازو اور جھوٹوں کی زبانیں اور وبھچاریوں کی اندریاں پرلوک میں ندارد ہوں گی۔ مگر بجائے اس کے کہ میری قبول کی ہوئی کسوٹی سے پریکشا کے دوارا ثبوت پیش کرتے۔ اُلٹا دیو سماجی صاحبان بھراغ پا ہو گئے۔ اور اپنی حسب عادت کچھ بھتی اشد الفاظی پر اُتر آئے۔ اور گالی گلوچ دے کر اپنا دل ٹھنڈا کیا۔

بھگوان! کیا یہ آپ کے پیروؤں کی شان کے شایاں

تھا۔ کہ وُہ بجائے میری قبول کی ہُوئی کسوٹی کے دوارا ثبوت پیش کرنے کے آئیں بائیں شائیں کر کے اور لفاظی چھانٹ کر اور لمبے اُپدیش دے کر گالی گلوتج پہ اُتر آئیں۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ ایسی بحث . . . . میں اگر دیو سماجی لیکھک صاحبان اپنی بزدلی سے تنگ کر اپنا صحیح صحیح نام اور پتہ بتانے کی ہمت نہ کریں۔ تو وُہ سب ٹھیک اور درست ہے۔ مگر دوسری طرف کے لیکھک اپنا نام در پردہ رکھنے کے لئے ضرور گردن زدنی ہیں۔ کیا بھگوان! آپ کے دربار میں انصاف کا تقاضا یہی چاہتا ہے؟

بھگوان! چونکہ دیو سماجی صاحبان اپنی اس کج بحثی میں سب کچھ میرے اور میرے سچے نیموں کے آدھار پر لکھ رہے ہیں۔ اس لئے میں آپ کے دربار میں یہ دوہائی پہنچانے کے لئے مجبور ہُوئی ہوں۔ کہ وُہ ایسا کرنے میں قطعی غلطی پر ہیں اور میری ذات کو خواہ مخواہ بدنام کر رہے ہیں۔ کیونکہ میں نے نہ صرف کسی بھی دیو سماجی کے لئے۔ بلکہ خود آپ کی ذات کے لئے بھی آپ کے ان من گھڑت اور فرضی ہر دو سدھانتوں کا ثابت کرنا ناممکن رکھا ہے۔

بھگوان! اس دوہائی کی بنا پر کیا آپ اپنے پیروؤں کو حکم دیں گے۔ کہ یا تو وُہ اوروں کے چیلنج کا تجربہ کی بنا دپر کوئی ثبوت پیش کیا کریں۔ اور دوسروں کے سوالات کا جواب دینے کے بعد ہی دوسروں پر سوال کرنے کی سوچا کریں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں۔ کہ دوسرے اتنے بھولے ہیں۔ کہ اپنے اصل سوالوں کا آپ سے جواب طلب کئے بغیر ہی چُپ

کرکے بیٹھ جائیں گے؟ بہتر یہی ہوگا۔ کہ آپ ان سوالات کا جواب اگلے ہی پرچے میں شائع کروادیں۔ اور جواب دینے سے پہلے سوالات کو "آریہ گزٹ" کی پُرانی فائل سے ایک بار پھر پڑھ لیں۔ کیونکہ آپ کے اخبار میں اکثر "دو سوال گندم جواب چینا" والا معاملہ ہی رہتا ہے۔ (آریہ گزٹ لاہور ۱۹۲۸ء)

بارھویں فصل: دیو سماج سِکھشا درپن

دیو سماجی اور ایک سوامی میں بات چیت

سوامی۔ (دیو سماجی سے) کیا آپ کسی پستک کو ایک ماتر ستیہ دھرم کے مہا گوڑھ تتوں کا پرکاشک مانتے ہیں؟

دیو سماجی۔ جی ہاں! دیو سماجی لوگ دیو آتما کی رچی ہوئی نرالی پستک دیو شاستر کو جس کی ہم لوگ پوجا کرتے ہیں۔ اور پھولوں کے ہار اس پر چڑھاتے ہیں۔ اور اس لئے اسے پوجنیہ دیو شاستر کے نام سے بلاتے ہیں۔ ایسی پستک مانتے ہیں۔

سوامی۔ دیو شاستر (دوسرا ایڈیشن) کے صفحہ ۲۲۲ پر جو یہ درج ہے۔ کہ مفصلہ ذیل پرتی کول گھٹناؤں کے اپستھت ہونے پرنتُو آتما مرتیو کو پراپت ہو کر نشٹ ہو جاتا ہے۔

(۱) شریر بہت آگ میں پورنتہ بھسم ہو جانے سے۔

(۲) شریر بہت کسی مٹی آدی کے ایسے ڈھیر کے نیچے بہت دیر تک دبے رہنے سے۔ کہ جہاں شریر کے لئے سواس لینا اسمبھو ہو چکا ہو۔

(۳) بہت اونچائی سے گر کر شریر کی جیونی کریا کے ہٹ جات

بند ہو جانے سے - اٹھوا بجلی کے گرنے اور شریر کے ہٹھات چھن بھن ہو جانے سے۔

(۴) بارود و توپ کے گولے آدمی کے دوارا شریر کے ہٹھات ٹکڑے ٹکڑے ہو کر دُور تک تر بتر ہو جانے سے۔

(۵) بھُرن پات ہو جانے پر اٹھوا شاریرک پورن گھٹن کے ملنے پر جنم لیتے ہی دا اس کے تھوڑے دنوں کے انتر دیہہ تیاگ کرنے پر بھی آتما نشٹ ہو جاتا ہے۔

کیا آپ اس سکشا کو ستیہ مانتے ہیں؟

دیو سماجی - جی ہاں! جب ہم لوگ پوجنیہ دیو شاستر کو ایک ماتر ستیہ دھرم کے مہا گوڑھ تتوں کا پرکاشک مانتے ہیں۔ تو پھر ہم لوگ اس کی سکشا کو پورنتہ ستیہ ہونے کے سوائے اور کچھ مان ہی نہیں سکتے۔

سوامی - جبکہ آپ لوگ یہ مانتے ہیں۔ کہ اس وِشو میں جڑ اور شکتی روپانتر بدلتی ہے۔ مگر ان ہر دو کی مقدار ہمیشہ جُوں کی تُوں رہتی ہے۔ تو پھر نش آتما جو کہ آپ کی اصطلاح میں انسان کی سنگھٹت جیونی شکتی کا دوسرا نام ہے۔ نشٹ کس طرح ہو جاتا ہے؟

دیو سماجی - معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ابھی تک ہمارے دیو گورو جی کی بانی سے پُورے طور پر واقف نہیں ہیں۔ ورنہ آپ ایسا سوال ہرگز نہ کرتے۔ مہاشے جی۔ یہاں پر بھی تو نشٹ آتما کے نشٹ ہو جانے سے ہم لوگ یہی مطلب لیتے ہیں۔ کہ اس کا روپ بدل جاتا ہے۔ نہ یہ کہ وُہ کہیں گم یا غائب ہو جاتا ہے۔

سوامی۔ کیا اس سے آپ کی یہ مُراد ہے۔ کہ نشٹ ہونے کے بعد منش آتما کسی اور جونی میں چلا جاتا ہے؟۔

دیو سماجی۔ آواگون یا جونیوں کو ہم لوگ نہیں مانتے۔ اور نہ مان سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ بات ہمارے گورو کی وگیان مولک سکشا کے وِرودھ ہے۔ مگر اتنا ستیہ ہے۔ کہ منش آتما کی جیونی شکتی کسی جڑ شکتی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

سوامی۔ اس سے آپ کی کیا مُراد ہے؟ کہ منش آتما کسی جڑ شکتی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

دیو سماجی۔ شکتی کئی پرکار کی ہے۔ منش کی سنگٹھت جیونی شکتی کا نام آتما ہے۔ یہ آتما اب آتما نہیں رہا۔ بلکہ کسی جڑ شکتی میں مل گیا۔

سوامی۔ ابھی تک میرا شنکا نوارن نہیں ہُوا۔ ایک طرف تو آپ مانتے ہیں۔ کہ جڑ اور شکتی میں اکاٹ سمبندھ ہے اور جڑ بغیر شکتی کے نہیں رہ سکتا۔ اور شکتی بغیر جڑ کے نہیں رہ سکتی۔ پھر ایسی صورت میں آتما اپنے ستھول جڑ شریر سے جُدا کیسے ہو جاتا ہے؟ اگر شکتی کسی بدھی سے جڑ سے جُدا ہو سکتی ہے۔ تو پھر ایسی صورت میں جڑ اور شکتی کا اکاٹ سمبندھ کا نیم ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اس کے علاوہ اگر آپ کی بات کو ستیہ بھی مان لیا جائے۔ تو اس پرشنکا پیدا ہوتی ہے کہ منش کے شریر سے آتما جُدا ہو کر کس جڑ پدارتھ میں گھُس جاتا ہے۔ کیونکہ آپ کے اس سدھانت کے بموجب جیونی شکتی کا کسی نہ کسی جڑ پدارتھ میں رہنا ضروری ہے۔

دیو سماجی۔ کچھ دیر سوچ کر کہا۔ کہ منش کی آتما نشٹ

ہونے کے بعد کسی جڑ پدارتھ میں چلی جاتی ہے۔

سوامی ۔ معاف کرنا ۔ میں آپ کی سمع خراشی کر رہا ہوں۔ چونکہ ابھی تک اس بارہ میں میرا شنکا نوارن نہیں ہوا ۔ اس لئے مجھے بار بار آپ سے دریافت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیا اس سے آپ کی مُراد یہ ہے ۔ کہ منش آتما نشٹ ہونے کے بعد کسی اینٹ ۔ روڑے ۔ پتھر یا کسی دھات کے ٹکڑہ میں چلی گئی؟

دیو سماجی ۔ جی ہاں ان پدارتھوں میں سے کسی ایک میں چلی گئی ۔

سوامی ۔ اگر آپ کا یہ جواب ستیہ ہو ۔ تو جب آتما منش کے شریر سے نکل کر کسی اور پدارتھ میں جا سکتی ہے ۔ تو اس سے تو آواگون کا مسئلہ سدھ ہو جاتا ہے ۔ مگر آپ تو اُسے مانتے نہیں ۔ اور اس کے علاوہ آپ کی کتاب "چار مہا تت" میں درج ہے ۔ کہ "نیچر کے اٹل نیم انوسار جیسے مُرغی کے انڈے سے کبھی مور و کبوتر کا بچہ نہیں بن سکتا ۔ اور منش استری کے گربھاشے سے کسی طوطے ۔ گائے یا گھوڑے کا بچہ اُتپن نہیں ہو سکتا اور آم کے برکھش سے جیسے کبھی خربوزے و تربوز کے پھل پیدا ہو نہیں سکتے ۔ ویسے ہی منش کے شریر سے سوائے منش کے آکار کے اور وہ بھی اُسی کے سدرش آکار کے اور کسی پرکار کے پشو و برکھش آدمی کا شریر بن نہیں سکتا ۔ کیونکہ ایسا ہونا نیچر کے نیم کے ہی بلکل برخلاف ہے" ۔

اب جبکہ آپ کی سکشا یہ ہے ۔ کہ منش آتما منش کا ہی آکار بنا سکتی ہے ۔ اور کسی چیز کا آکار نہیں بنا سکتی ۔ تو اس نے کسی

جڑ پدارتھ کا آکار کیسے بنا لیا؟ اگر آپ کہیں۔ کہ منش آتما کے نشٹ ہونے کے بعد کسی جڑ پدارتھ کا نیا آکار نہیں گھڑا۔ بلکہ پہلے سے موجود کسی اینٹ پتھر یا دھات کے ٹکڑے میں گھس گئی تو اس پر یہ سوال ہوتا ہے۔ کہ اس اینٹ پتھر یا دھات کے ٹکڑے میں اسکی ضرورت ہی کیا تھی کیا پہلے اینٹ وغیرہ پرکار کی جڑ شکتی ورتمان نہیں تھی؟ اگر ورتمان تھی۔ تو پھر منش آتما کے اُس میں گھسنے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ اور منش آتما نے اُس میں گھس کر کیا زیادتی یا تبدیلی پیدا کر دی۔ اور اس کے علاوہ اگر منش آتما کسی پتھر وغیرہ میں گھس سکتی ہے۔ تو کسی پشو و برکش میں کیوں نہیں گھس سکتی؟

دیو سماجی جی۔ ذرا جھنجھلا کر اور یہ کہہ کر اپنی جان چھڑائی۔ کہ سوامی جی! آپ تو کھڑ گیانی معلوم ہوتے ہیں۔ آپ کچھ بات بھی رکھ کر ہمارے گورو کی گوڑھ تتوں سے بھرپور سوکشم سکشا کو خاک سمجھ سکتے ہیں۔ تو میں بھی آپ کو اپنے گورو سے دریافت کر کے دوبارہ ملنے پر پھر بتلا سکوں گا۔

اتنے کہنے کے ساتھ ہی جلدی جلدی چل دئے۔

(دیہ گزٹ لاہور ۱۹ اکتوبر ۱۹۲۵ء)

کثرت ازدواج - گوشت خوری

باب ہفتم

پہلی فصل :- دیو سماجیوں سے ایک سوال - کیا اُن کے معبود ایک بیوی کے جیتے جی دوسری بیوی کرنے کی اجازت دے گئے ہیں

تعصب اور تنگدلی کے باعث مجلسی زندگی میں جو آئے دن مصیبتیں اور تباہ کاریاں ظہور میں آتی رہتی ہیں - وُہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہیں - بہت سے مذاہب والے بھی ان کے پھندے میں گرفتار ہیں - جس سے ایک مذہب والا اپنے سے غیر مذاہب والوں کے ساتھ بے انصافی کرنے سے کبھی نہیں ٹلتا - یہاں پر میں دیو سماجی صاحبان کی طرف سے ایک اس قسم کا واقعہ مثال کے طور پر پیش کرتا ہوں -

دیو سماج نے اپنے اُردو اخبار کے خاص نمبر مورخہ ۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء

میں "مختلف فرقوں کے کہلانے والے معبودوں نے اپنے وشواسیوں کو جس جس قسم کی نہایت مجرمانہ اور گناہ آلودہ تعلیم دی ہے۔ اُس تعلیم کے کچھ نمونے" کی سنسنی خیز سرخی دے کر مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ آریہ سماجیوں اور برہم سماجیوں کے معبودوں اور اُن مذاہب کی مقدس کتابوں کو اپنی فطرت کے خاصہ کے موافق کیونکہ وُہ اپنے سے باہر اور سب مذاہب والوں کو گالی گلوچ دینے کے ہُنر میں خوب مشاق ہو چکے ہیں۔ بہت بُری طرح کوسا ہے۔ اور اُن سب کو نیچا دکھانے اور اپنے آپ کو اوچھے پد سنفت ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس سرخی کے نیچے اور سب باتوں کو چھوڑ کر اس موقع پر میں جس ہیڈنگ پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ وُہ یہ ہے:-

"ایک بیوی یا خاوند کے جیتے جی دوسری بیوی یا خاوند کرنے کی تعلیم"

اس میں آپ قرآن کے خدا کی تعلیم کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ وُہ دو دو۔ تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ آریہ سماج کے ایشور کی تعلیم کے بارہ میں نیوگ کی تعلیم کے متعلق لکھتے ہیں۔ اور براہم سماج کے ایشور کی تعلیم کے متعلق راجہ رام موہن رائے صاحب کی انگریزی تصانیف جلد اول - ایڈیشن اول - صفحہ ۳۶۵ و ۳۶۶ کے حوالہ سے یہ لکھتے ہیں۔ کہ:-

"جب کسی شخص کی بیوی بانجھ ہو۔ یا اُس سے صرف لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہوں۔ یا وُہ روگی اور دائم المریض وغیرہ ہو۔ تب خاص شرائط کی بناء پر مرد دوسری شادی کر سکتا ہے"

افسوس تو اس بات کا ہے۔ کہ دیو سماجی صاحبان اور سب ہادیانِ دین اور اُن کے معبودوں کی سِکشا پر کھلی اُڑا سنے اور طعنہ زنی کے پیرایہ میں اُنہیں پبلک کے سامنے پیش کر کے نیچا دکھانے میں اپنے آپ کو حق بجانب سمجھتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی غیر مذاہب والا یا اُن سے مختلف خیالات رکھنے والا ان پر جائز نکتہ چینی بھی کرے۔ اور اُن کے معبود کی تعلیم کے معقیاپن کو پبلک کے سامنے ظاہر کرے۔ تو وہ سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ اور آپے سے باہر ہو کر گالی گلوچ دینے اور بدزبانی کرنے سے نہیں ٹلتے۔

کیا میں دیو سماجی صاحبان سے یہ سوال کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں۔ کہ اُن کے معبود بھی دیو سماجیوں کو ایک بیوی کے جیتے جی دوسری بیوی کرنے کی محض اس شرط پر کہ وہ ایک خاصی رقم بطور فنڈ دیو سماج کے خزانہ میں جمع کرا دیں۔ اجازت دے گئے ہیں؟۔

اگر یہ سچ ہو۔ جیسا کہ یہ ضرور سچ ہے۔ کیونکہ جب اُن کے معبود نے اس کا رواج دیو سماج میں جاری کیا۔ تو میں اُن دنوں دیو سماج میں شامل تھا۔ اور میں نے اس لغویات کی مخالفت کی تھی۔ اس موقع پر جو خط و کتابت میرے اور دیو سماج کے درمیان ہوئی۔ اور دیو گورو صاحب کی طرف سے مجھے ڈانٹ بتلائی گئی۔ وہ میں دیو سماجیوں سے اس سوال کا جواب ملنے پر شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ تاکہ پبلک کو حقیقت کا پتہ لگ سکے۔

کیا یہ شرمناک بات نہیں ہے۔ کہ جو بات اُن میں خود اُن سب مذاہب کی نسبت بھی بدتر حالت میں موجود ہو۔

اس کے لئے ان سب کی کھلی اُڑانا اور پبلک کو گمراہ کر کے اُن سے بدظن کرنا اور خود اپنے منہ میاں مٹھو بن بیٹھنا۔ کیونکہ اس معاملہ میں اکثر مذاہب والوں نے کچھ خاص شرائط قائم کی ہیں۔ مگر یہاں یہ شرائط کچھ نہیں۔ محض ان کے خزانہ میں روپیہ جمع کرا دینا کافی سمجھا گیا ہے۔ کیا دیو سماجیوں کا یہ وطیرہ اس بات کے مصداق نہیں ہے۔ کہ اُن کو اوروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آتا ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا؟

اس بارہ میں جب میں نے دیو سماج میں مخالف آواز اٹھائی تو کئی دیو سماجی اور ایک معزز پرچارک بھی میرے ساتھ متفق ہو گئے۔ کہ "ایک بیوی کے جیتے جی دوسری بیوی کسی بھی صورت میں نہیں کرنی چاہئے"۔ چنانچہ جب دیو گورو صاحب کو اس کا پتہ لگا۔ تو انہوں نے اُس پرچارک کو بلوا کر ڈانٹا۔ جھاڑا! اور کہا۔ کہ دیکھو۔ جب کوئی دیو سماج کا ممبر شراب پی لیتا ہے یا گوشت کھا لیتا ہے۔ تو کیا ہم اُس کو ہمیشہ کے لئے اپنے دربار سے فیض پانے سے بہشت۔ شتود کر دیتے ہیں؟ ویسے ہی اگر ایک آدمی ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر لے۔ تو اُسے ہم ہمیشہ کے لئے اپنے فیض سے کس طرح محروم کر سکتے ہیں؟

اُس پرچارک نے جب دیو گورو صاحب کی ان دلائل کا میرے سامنے ذکر کیا۔ اور انہیں جائز ٹھہرایا۔ تو میں نے اُن سے عرض کیا۔ کہ جو تشبیہ گورو صاحب نے دی ہے۔ وہ ہرگز ہرگز درست نہیں ہے۔ کیونکہ:۔

(۱) دیو سماج کا جو ممبر ایک دفعہ شراب پی لیتا ہے۔ یا گوشت

کھا لیتا ہے۔ وُہ دیو سماج کا ممبر نہیں رہ سکتا۔ اگر وُہ ہمیشہ کے لئے آئندہ شراب پینے اور گوشت کھانے سے توبہ نہ کر دے یا ڈنڈ بھگت کہ ان ہر دو اشیاء کا کھان پان جاری رکھے۔ مگر یہاں حالت دِگرگوں ہے۔ کیونکہ یہاں پر وُہ دوسری بیوی کو آئندہ کے لئے طلاق نہیں دیتا۔ بلکہ ہمیشہ اپنی پہلی بیوی کے سامنے اُسے گلے لگائے رکھتا ہے۔ تب آپ ہی بتلائیے کہ آیا ایسی صورت میں دیوگورو صاحب کی یہ تشبیہ درست سمجھی جاسکتی ہے؟ میرے خیال میں ہرگز نہیں۔

(۲) اگر بیوی بھی اپنے خاوند کے جیتے جی کسی جذبہ یا خیال سے متحرک ہو کر کسی دوسرے مرد کے ساتھ شادی کر کے دوسرے خاوند کو اپنے گھر میں لا رکھے۔ اور اُس کے ساتھ پہلے خاوند کے سامنے رہے سہے۔ تو کیا آپ اُس عورت کو وہی حق دینے کے لئے تیار ہیں؟ جو مرد کی صورت میں آپ اُسے دیتے ہیں۔

بجائے اس کے کہ وُہ کرمچاری صاحب مجھے کوئی جواب باصواب دیتے۔ اُلٹا مجھے اوشبد اسی اور اشر دھا وان کہہ کر مجھ سے ناراض ہو کر اور منہ بنا کر چلتے بنے۔

یہ ہے تعصب اور تنگدلی کی نشانی۔ جس کی پرورش دیو سماج میں خاص طور پر ہو رہی ہے۔ دیر کاش لاہور ۱۰ مارچ ۱۹۳۵ء

دوسری فصل:۔ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے

دیو سماج کے اُردو اخبار کے ۱۱ دسمبر ۱۹۳۴ء کے پرچہ میں یہ توہین آمیز اور دل آزار سرخی دے کر دو مختلف فرقوں سے کہلاتے

والے معبودوں نے اپنے وشواسیوں کو جس جس قسم کی نہائیت مجرمانہ اور نہائیت گناہ آلودہ تعلیم دی ہے۔ اُس تعلیم کے کچھ نمونے" اس کی آڑ میں مسلمانوں۔ سکھوں۔ عیسائیوں۔ آریہ سماجیوں اور برہم سماجیوں کو بُری طرح کوسا گیا۔ اور اُن سب کو پبلک کی نظروں میں ذلیل کرنے کی کوشش کی گئی۔

گو میرا ان سب مذاہب سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن جب میں نے ان کی اس دل آزار سُرخی کے نیچے یہ پڑھا۔ کہ "وہ ان کے معبودوں نے مسلمانوں۔ آریہ سماجیوں اور برہم سماجیوں کو ایک بیوی یا خاوند کے جیتے جی دوسری بیوی یا خاوند کرنے کی تعلیم دی ہے" تو میں حیران وششدر رہ گیا۔ کیونکہ میں ایک لمبے عرصہ تک دیو سماج میں شامل رہا ہوں۔ اور یہ بات مجھے ذاتی طور پر اچھی طرح معلوم تھی۔ کہ "وہ اُن کے معبود بھی ایک بیوی کے جیتے جی دوسری بیوی کرنے کی اجازت دے گئے ہیں" میں اس بناء پر "پرکاش" اخبار مورخہ ۱۰ر مارچ ۱۹۳۵ء کے ذریعہ دیو سماجی صاحبان سے یہ سوال کر بیٹھا۔ کہ "کیا اُن کے معبود بھی ایک بیوی کے جیتے جی دوسری بیوی کرنے کی محض اس شرط پر کہ وُہ خاصی رقم بطور دنڈ دیو سماج کے خزانہ میں جمع کرا دیں۔ اجازت دے گئے ہیں؟"

جیسا کہ مجھے اُمید تھی۔ وُہ میرے اس مضمون کو پڑھ کر بہت سیخ پا ہُوئے۔ اور ______ "اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے" کے مصداق اپنے اُردو اخبار مورخہ ۱۹ر مارچ ۱۹۳۵ء میں "رائیصاحب جھانگی رام جی کی گہری آتم اندھتا" کی دل خراش سُرخی دے کر بجائے اپنی آنکھ کا شہتیر

دیکھنے کے مجھ پر پل پڑے - اور مجھے "آتم اندھکار گرست اور اُلٹا درشٹا" "قطعی جھوٹا" "بیہودہ" "اب کس قدر افسوس اور شرم کا مقام ہے - کہ راٹیصاحب اس قدر اندھے ہو گئے ہیں"۔ "راٹیصاحب کا یہ آتم بتن کس قدر افسوسناک اور شرمناک ہے" "آتم بتن کی طرف جاتے جاتے اب کس قدر نیچے گر چکے ہیں" اور "محسن کش" وغیرہ وغیرہ گالی گلوچ دے کر اور صلواتیں سُنا کر اپنے دل کے بخارات نکالے -

مجھے اُن کی ان گالی گلوچ کی کچھ پرواہ نہ ہوتی - کیونکہ یہ میں اچھی طرح اُن کے بیچ میں رہ کر ذاتی تجربہ رکھتا ہوں - کہ اپنے معبود کی ہدایت کے زیر اثر اُن میں گالی گلوچ دینے کے ہنر کا خوب وکاس ہو چکا ہے - لیکن جب میں نے اس بات سے اُن کا صاف انکار پڑھا - تو میں حیران رہ گیا - اور اُن کی اس بات کا نوٹس لینا ضروری محسوس کیا -

انکار کی حقیقت

اُن کے انکار کے شبد حسب ذیل ہیں :-

"راٹیصاحب کتنے سالوں تک دیوسماج میں رہ کر اور یہ جان کر بھی کہ دیوسماج کے ہر ایک ممبر کو اپنی ممبری کے متعلق پرتگیائیں کرتے وقت یہ پرتگیا بھی کرنی ہوتی ہے - کہ وہ میں وبھچار نہیں کروں گا - یا اس کام میں کسی کی سہایتا نہیں کروں گا - اتھوا اپنی دھرم پتنی کے اس لوک میں جیتے ہوئے دوسرا ابواہ نہیں کروں گا" دیوسماجیوں پر یہ قطعی جھوٹا الزام لگانے کی جرأت کرتے ہیں - کہ پرم پوجنیہ بھگوان دیو آتما (یعنی دیوسماجیوں کے معبود - راقم) ایک بیوی کے جیتے جی دوسری

بیوی کرنے کی اجازت یا سکشا دے گئے ہیں۔۔ اور بجائے اس کے کہ وُہ اس پہلو میں دیو سماج کی ساری دُنیا سے قطعی نرالی اور افضل سکشا کی داد دیتے۔ اُلٹا اُسے گھٹیا ظاہر کرنے کی بیہودہ کوشش کرتے ہیں۔ تاہم ذیل کے ذریعہ سے رائے صاحب کے اس اعتراض کی تردید کر سکتے ہیں:۔

میں اس بات کو صدقِ دل سے قبول کرتا ہوں۔ کہ میں کتنے سالوں تک دیو سماج میں رہا ہوں۔ اور اُن کی اس پرتگیا کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اور اُن کے سامنے اپنا سر جھکاتا تھا۔ لیکن جب اُن کے معبود نے ۱۹۲۵ء میں اس پرتگیا کے بخئے اُدھیڑ کر رکھ دئے۔ اور آئندہ کے لئے اپنے ہندی اخبار "سیوک" بابت ماہ پھاگن سمت ۱۹۸۱ بکرمی میں اس پرشن "یدی دیو سماج کا کوئی سیوک اپنی ساتویں پرتگیا بھنگ کرکے اپنی پتنی کے جیتے جی دوسری شادی کر لے۔ اور وُہ اس اپرادھ کے کارن سیوکی سے خارج کیا گیا ہو۔ تو کیا پھر وُہ ساری عمر کے لئے بھگوان کی سیوکی کا سرٹیفکیٹ ادھیکار لابھ نہیں کر سکتا" کے اُتر میں یہ حکم صادر کر کے:۔

"دیو سماج پر شُدّھی اور سے اُسے جوجو اور آوشک دنڈ دئے جائیں۔ اُنہیں پورا کرنے کے سوائے اُس کی حیثیت کے انوسار اُسے جرمانہ کا جو دنڈ دیا جائے۔ جو کم سے کم سو روپیہ۔ اور ادھک سے ادھک پانچ ہزار روپیہ ہوگا۔ وہ بھی وُہ ادا کرے" ایسے ممبر کو جو ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر چکا ہو۔ ممبری میں بحال کرنے کی اجازت دے دی۔ تو میں نے اس نادر شاہی حکم کے

برخلاف اُن ہی دنوں مخالفانہ آواز اُٹھائی۔ اور اُس کے اظہار میں فوراً ۲۔۲ دسمبر ۱۹۳۴ء کو سکرٹری دیو سماج کو مفصلہ ذیل چھٹی لکھی :-

"دیو سماج میں شامل ہونے کے لئے یہ ایک ... Golden Rule ہے۔ کہ کوئی سیوک یعنی ممبر دیو سماج ایک استری کے جیتے جی دوسری شادی نہیں کر سکتا"۔

"شریمان سیٹھ نانوں مل جی ممبر دیو سماج نے ایک استری کے جیتے جی دوسری شادی (شاید اولاد کی خاطر) کر لی ہے۔ جس کے کارن وُہ دیو سماج کی ممبری سے خارج کئے گئے۔ اب سننے میں آیا ہے۔ کہ اُنہیں سماج نے کچھ ڈنڈ دے کر پھر دیو سماج کی ممبری میں داخل ہونے کی اجازت دے دی ہے۔ اگر یہ درست ہو۔ تو کیا آپ کرپا کر کے مجھے اطلاع دیں گے۔ کہ کن حالات کے لحاظ سے اُنہیں معاف کیا گیا ہے؟ اور پھر سماج میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی ہے۔ چونکہ یہ ایک سوشل معاملہ ہے۔ اور اس کا اثر سارے سماج پر پڑتا ہے۔ اس لئے یہ بہتر ہوگا۔ کہ ان سارے حالات کو اخبار "جیون تت" میں کہ جس میں پہلے اس بارہ میں کثرت ازدواج کی بُرائی کے متعلق لیکھ نکل چکا ہے۔ چھاپ دیا جائے۔ تاکہ سب کو معلوم ہو جائے۔ کہ ان حالات کے اندر دیو سماج ایسے معاملہ میں کچھ ڈنڈ دے کر معاف کر سکتا ہے"!!

ناواجب ڈانٹ

دیو سماج کا ممبر ہونے کی حیثیت میں میرا یہ جائز مطالبہ تھا۔ لیکن بجائے اس مطالبہ کو پورا کرنے کے دیو سماجی صاحبان

کے معبود کی طرف سے اپنے سکرٹری کی معرفت ۲۴ر جنوری ۱۹۳۵ء
کو حسب ذیل چٹھی مجھے بھجوا کر مجھے ڈانٹ بتلائی گئی۔ اور زبردستی
چپ کرایا گیا۔ اور یہ معاملہ میری دیو سماج سے علیحدگی کا ایک
جزو ثابت ہوا۔

"آپ کی ۲۰ر جنوری ۱۹۲۵ء کی چٹھی پرم پوجنیہ بانی پریذیڈنٹ
دیو سماج کی سیوا میں پیش کی گئی۔ اس کے جواب میں انہوں
نے جو کچھ لکھنے کی ہدائیت کی ہے۔ وہ یہ ہے:۔
"دیو سماج کی گنٹھن کے قواعد کے مطابق آپ کو دیو سماج
کے سکرٹری یا دیو سماج کونسل کے کسی ممبر سے اس قسم کے
کسی سوال کے کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ اس قسم کا
سوال صرف پرتی ندھی سبھا کا کوئی ممبر کر سکتا ہے۔ اور وہ
جبکہ اس کی میٹنگ ہو۔ اس کے بعد اگر کوئی اور تحریر آپ
کی طرف سے اسی یا اسی قسم کے مضمون کے بارے میں آئے
گی۔ تو اس کا کچھ جواب نہ دیا جائے گا۔ اور وہ فائل کر دی
جائے گی"۔

اب ان سارے ٹھوس واقعات کو معلوم کر کے ناظرین
کرام سے عموماً اور دیو سماج کے اُن تمام ممبران سے خصوصاً
میری باادب درخواست ہے۔ کہ اب آپ خود ہی فیصلہ فرمائیں۔
کہ آیا میرا اعتراض قطعی جھوٹا ہے یا دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کا
انکار محض جھوٹا اور قطعی بناوٹی اور "عذر گناہ بدتر از گناہ"
کے مصداق ناقابل اعتبار ہے؟

دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کا یہ کہنا کہ "دیو سماج کی پچھلی ۴۸
سال کی ساری تاریخ میں سوائے ایک جن کے جس کی عورت

اپنے آپ اُس کا گھر چھوڑ کر کسی اور جگہ چلی گئی تھی - اب تک کسی کو بھی پھر بحال نہیں کیا گیا۔" (یہ الفاظ میں نے جلی کر دئیے ہیں - راقم) قطعی جھوٹ پر مبنی ہے -

سیٹھ نانوں مل کا معاملہ

اول تو گو یہ سچ ہے - کہ دیو سماج کو قائم ہوئے ۴۴ سال ہوئے ہیں - لیکن پہلے تو کوئی بھی ممبر ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرانے پر ممبری میں کسی بھی صورت میں بحال نہیں ہو سکتا تھا - یہ دیوجیونی تو دیوگورو صاحب پر ۱۹۲۵ء میں چمکی - جبکہ اُنہوں نے اس بدعت کو اپنے سماج میں جاری کر دیا - اور اسے اب تک صرف دس سال ہوئے ہیں - نہ کہ ۴۴ سال دوئم کیا اس دس سال کے عرصہ میں ایک ہی اُس جن کو کہ جس کی عورت بھاگ گئی تھی - بحال کیا گیا؟ اور کیا سیٹھ نانوں مل سکنہ سکھر (سندھ) کو ایک بڑی خاصی رقم کا ڈنڈ دے کر ۱۹۲۵ء کے شروع میں بحال نہیں کیا گیا تھا؟ جس پر کہ میری طرف سے مخالفت شروع ہوئی تھی - یہ عین ممکن ہے - کہ اس کے بعد سیٹھ نانوں مل صاحب کسی سبب سے دیو سماج کے ممبر نہ رہے ہوں - لیکن دوسری شادی کر لینے پر دیو سماج کی ممبری میں اُن کے بحال ہونے میں کوئی شک وشبہ کی بات نہیں ہے - جس کو دیو سماجی ایڈیٹر صاحب چالاکی اور مکاری سے ہضم کر گئے ہیں - اس کے علاوہ ایک طرف تو دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کو دلیری کے ساتھ میری تحریر سے انکار ہے - مگر دوسری طرف کھلے منہ صاف اقرار ہے - مثلاً وُہ لکھتے ہیں - "گو دیو سماج اس پر تگیا کے ٹوٹنے پر بھی ضروری ڈنڈ

بھگتنے اور سادھن پورے کرنے کے بعد کسی جن کو بحال کر سکتا ہے۔ وُہ ہمیشہ کے لئے کسی کو Condemn نہیں کرتا" مگر ساتھ ہی اس کے آپ یہ بھی شیخی بگھارتے ہیں۔ کہ "جو چند ایک اس باپ میں مبتلا بھی ہوئے ہیں۔ اب تک کسی کو بھی پھر بحال نہیں کیا گیا۔ حالانکہ اُن میں سے بعض جن بہت برسوں سے خارج ہوئے ہوئے ہیں۔ اور وُہ بارہا سیوک یا ممبر بننے کی آرزو بھی ظاہر کر چکے ہیں"۔

اب اس کے متعلق آپ سے سوال ہے۔ کہ ان کو کیوں ہمیشہ کے لئے Condemn کر رکھا ہے۔ اور بحال نہیں کرتے؟ کیا یہ سادھن کرنے کے لئے تیار نہیں۔ یا یہ کہ آپ کے خزانہ میں وُہ ایک خاصی رقم بطور ڈنڈ جمع کرانے کی توفیق نہیں رکھتے؟

اصل حقیقت تو یہ ہے۔ کہ سادھن پورے کرنے کا تو آپ نے ایک ڈھونگ ہی بنا رکھا ہے۔ ورنہ اس بارہ میں آپ اُنہیں اور کیا سادھن دے سکتے ہیں۔ سوائے اس کے کہ وُہ دوسری بیوی کو طلاق دے دیں۔ جیسا کہ آپ شراب خور یا مانس آہاری کی پرتگیا کے توڑنے پر اُس سے یہ اقرار کرا کر کہ وُہ پھر شراب خوری یا مانس آہار نہیں کرے گا۔ اور کچھ روپیہ بطور ڈنڈ لے کر اُنہیں پھر بحال کر لیتے ہیں۔ اور کسی قسم کی چوں وچرا نہیں کرتے۔

باقی رہی آپ کی یہ ڈینگ کہ "دیو سماج کی ترقی کے ساتھ دُنیا سے جھوٹ اور بُرائی غارت ہوگی" سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا اور سب کو چھوڑ کر دیو سماج کے سب کرمچاریوں کے اندر سے جھوٹ اور بُرائی غارت ہو چکی ہے؟ دُنیا کو معلوم ہے۔

اور سمجھدار طبقہ جو اندھ وشواس اور اندھ شردھا کے پھندے
سے آزاد ہو چکا ہے ۔ اچھی طرح جانتا ہے کہ دیو سماج میں کس
طرح گراوٹ کے سامان پیدا ہو گئے ہیں ۔ جھوٹے مقدمات
لڑے جا رہے ہیں ۔ اور ایسا کرنے سے پبلک کے گاڑھے
خون کی کمائی کو برباد کیا جا رہا ہے ۔ جس سے آپ دن بدن پتت
ہو رہے ہیں ۔ اور اس کے علاوہ اگر موقع ہوا ۔ تو میں واقعات
کی بنا پر آپ کی اس ڈینگ کی بابت اچھی طرح قلعی کھولوں گا ۔

آخر میں آپ نے مجھے "محسن کش" کا خطاب عطا فرمایا ہے ۔
یہ سچ کہا گیا ہے ۔ کہ یرقان کے بیمار کو ساری دنیا ہی پیلی
نظر آتی ہے ۔ چونکہ آپ کے معبود اور آپ سب دیو سماجی صاحبان
پہلے درجہ کے کرتگھن اور محسن کش ہیں ۔ اس لئے اگر آپ
اوروں پر بھی اس قسم کا الزام لگائیں ۔ تو یہ کوئی اچنبھا کی بات
نہیں ہے ۔ کیا یہ سچ نہیں ہے ۔ کہ ایک زمانہ تھا ۔ کہ آپ
کے معبود صاحب ہنومان کو مانتے اور اس کی پوجا کرتے
تھے ؛ ایک دفعہ چنڈی کے پاٹھ سے ان کی بند زبان
کھل گئی تھی ۔ اور ایشور کے پجاری تھے ۔ عشق الٰہی کے
جلسوں میں رات جگا کیا کرتے تھے ۔ اور اپنے آپ کو ان
کا اُپکرت محسوس کرتے تھے ۔ مگر ایک موقع آیا ۔ کہ ان سب کو
صلواتیں سنانی شروع کر دیں ۔ کیا آپ اپنی اسی دلیل پر
ان کو بھی "محسن کش" کا خطاب دینے کو تیار ہیں ؟ ۔

اس کے علاوہ کیا یہ ستیہ نہیں ۔ کہ تمام کے تمام دیو سماجی
کسی نہ کسی اور مذہب سے نکل کر آئے ہیں ۔ اور ان مذاہب
کو کوس کوس کر اب اپنے دل کو ٹھنڈا کرتے ہیں ۔ جس کا

ثبوت آپ کے اسی اخبار کے پرچہ سے ہی ملتا ہے۔ مثلاً "شری مان میوا سنگھ اور شری مان گورونت سنگھ نے گرنتھ صاحب کی مذہبی تعلیم کے دشتہ میں اس کا استعفیٰ پیش کیا۔" کیا یہ ہر دو صاحبان دیو سماج میں آنے سے پہلے سکھی مذہب سے تعلق نہیں رکھتے تھے؟ اب کیا آپ اپنی قائم کی ہوئی کسوٹی کی رو سے ان ہر دو مہودوں کو "محسن کش" کا خطاب دینے کو تیار ہیں؟

افسوس ہے۔ کہ آپ اپنا تو یہ حق سمجھتے ہیں۔ کہ آپ اور سب مذاہب کے لوگوں پر حملے کریں۔ اور انہیں بُرا بھلا کہیں۔ لیکن اگر کوئی اور جائز طریقہ سے آپ کی کسی غلط بات کو ظاہر کرے۔ تو آپ بیخ پا ہو جائیں۔ اور انہیں صلواتیں سنانے لگ جائیں۔ کیا آپ کا اس قسم کا عمل شرافت پر مبنی ہو سکتا ہے۔

(پرکاش لاہور ۷ اپریل ۱۹۳۵ء)

تیسری فصل:۔ دیو سماج اور گوشت خوری

دیو سماج نے اپنے اُردو اخبار کے خاص نمبر مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۳۴ء میں اپنے سے غیر مذاہب کے لوگوں یعنی مسلمانوں، عیسائیوں آریہ سماجیوں اور براہمو سماجیوں کو اس لئے بھی کوسا ہے۔ کہ ان کے معبودوں نے اپنے وشواسیوں کو بے زبان اور نکمے جیوانوں کو مار کر اُن کا گوشت کھانے کی تعلیم دی ہے۔

یہ ایک تعجب کی بات ہے۔ کہ جو جال دیو سماجی اوروں کو بدنام کرنے کے لئے بچھاتے ہیں۔ اس میں وہ آپ بُری طرح پھنس جاتے ہیں۔ ان کا یہ پول تو میں پہلے ہی کھول چکا ہوں۔ کہ دیو سماجی صاحبان کے ہاں "دو ایک بیوی

کے جیتے جی دوسری شادی کرنے کی پرتھا رائج ہے"۔ اور اس کو چھٹلانا اُن کی "ستیہ نیچ" نے اُن کے لئے اسمبھو بنا رکھا ہے۔

اب میں یہاں پر یہ بات ظاہر کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ اور تو اور خود ان کے معبود صاحب نہ صرف اپنی زندگی کے ایک حصہ میں کاڈلور آئیل کا دل کھول کر استعمال کرتے رہے ہیں بلکہ اُس کے علاوہ وُہ آپ خود اور اُن کے کنبہ کے بعض لوگ اور ایک لیڈی پرچارکہ بےزبان اور کمزور حیوانوں کو مروا کر اُن کے گوشت کا استعمال کرتے رہے ہیں۔

اگر یہ بات سچ ہو۔ جیسا کہ اُن کے اپنے اُردو اخبار "جیون تت" مورخہ ۸ فروری ۱۹۱۴ء کے مفصلہ ذیل اقتباسات سے صاف ظاہر ہوگا۔ تو پھر ایک وچارشیل انسان کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ ع "او خود گم است کرا رہبری کُند" کے مصداق وُہ کس بنا پر اور مذاہب والوں کو محض بدنام کرنے کی خاطر اپنا منہ کھولنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ جبکہ خود ان کے معبود صاحب اس بدعت میں کسی زمانہ میں مبتلا رہے ہوں۔ وُہ اقتباسات یہ ہیں:۔

پنڈت دیورتن نے دیو سماجی صاحبان کے معبود کے متعلق یہ لکھا ہے۔ کہ:۔

"منٹگمری میں رہنے کے دنوں میں آپ کئی دنوں تک ہر روز ایک نیا تیتر مروا کر اُس کا شوربہ پیا کرتے تھے۔ اور مُرغی کے انڈوں کا چلڑ ابنوا کر یا کبھی ویسے ہی اُنہیں اُبال کر ایک کافی عرصہ تک نہ صرف خود روز کھاتے رہے۔ بلکہ اپنے کنبہ کے بعض اور لوگوں کو بھی کھلاتے رہے۔ اور وُہ اور

اور ان کے کئی بال بچے بکریوں یا مرغیوں یا مرغیوں کے بچوں کا شوربہ تو کئی بار پیتے رہے ہیں۔"

"وہ ایک ایک بار کئی کئی دن تک افیون کا استعمال کرتے رہے ہیں۔ اور ایسی چیزیں کہ جن میں ۹۰ فیصدی یا اس سے بھی زیادہ الکوہل شامل ہو۔ متواتر کتنے کتنے عرصہ تک استعمال کرتے رہے ہیں۔"

(میرا نوٹ:- دیوسماج میں سب قسم کے گوشت اور گوشت سے بنی ہوئی کسی چیز۔ افیون اور شراب کا استعمال پاپ شمار ہوتا ہے۔ راقم)

دیوسماجی صاحبان کی طرف سے اس کا یہ اُتر دیا گیا:-

"جب تک شری دیوگورو بھگوان ایشور کے وشواسی تھے۔ تب تک اور اس کے چند دنوں بعد تک اگرچہ وہ کسی پشو کا خوراک یا شکار یا کھیل یا تماشا کے لئے مارا جانا کبھی جائز نہیں سمجھتے تھے۔ اسی لئے خوراک یا ذائقہ کے لئے اُنہوں نے کبھی کسی جانور کا گوشت نہیں کھایا۔ اور نہ کسی کو کھلایا۔ لیکن اُن دنوں وہ اس یقین کی بناء پر کہ پرمیشور نے منشیہ کو اور حیوانوں کی نسبت بڑا مرتبہ دیا ہے۔ اور بڑے کے لئے حسب ضرورت کسی چھوٹے کا قربان ہو جانا مناسب ہے۔ یہ سمجھتے تھے کہ کبھی کسی بیماری کی حالت میں اگر طبیب کی رائے میں کسی پشو کے انڈوں کا کھانا یا اُس کے شوربہ کا پینا ضروری ہے۔ تو وہ ایسے کسی خاص وقت کے لئے جائز ہو سکتا ہے۔ اسی اپنے دلی یقین کی بناء پر کچھ دنوں کے لئے جبکہ وہ منٹگمری میں نہائت سخت بیمار تھے۔ انہوں نے یوروپین ڈاکٹر کے کہنے

اور خود دیورتن کے زور دینے پر بیماری کے کچھ خاص دنوں میں انڈوں اور شوربہ کا استعمال بطور دوا منظور کیا تھا۔ لیکن ایسی نازک حالت میں بھی اس وقت تک انہوں نے اس کا استعمال قبول نہیں کیا۔ جب تک کہ خود دیورتن نے اپنی طرف سے بار بار یہ نہیں کہا۔ کہ وہ تیتروں اور انڈوں کے لانے کا نہ صرف خود انتظام کرے گا۔ بلکہ تیتروں کو شری دیوگورو بھگوان کی نظروں سے بہت دور خود ہی ذبح کرنے کا کام بھی کرے گا۔ کہ جو کام اس نے کیا۔ اس سے پہلے جب شری دیوگورو بھگوان لاہور میں تھے۔ تب بھی ان کے ایک یا دوسرے چھوٹے بچہ کی نہایت سخت بیماری کے وقت ایک یا دو دفعہ دیورتن صاحب نے ہی ڈاکٹر کے کہنے پر اس قسم کا شوربہ تیار کیا تھا۔ اس کے سوائے یہی دیورتن دیوسماج کی ایک لیڈی ممبر کی بیماری میں بھی انہیں ڈاکٹر یا وئید کی ہدایت کے مطابق مانس یا مانس کی بنی ہوئی چیزیں خود تیار کر کے یا کرا کے کھلاتا رہا ہے۔ ...."

"کتنے کتنے عرصہ تک کے الفاظ سے اگر کچھ دن مراد ہو۔ تو بیشک اس قدر صحیح ہے۔ کہ شری دیوگورو بھگوان نے ایک دفعہ کی سخت بیماری میں برانڈی کا بطور دوا استعمال کیا تھا...... دیورتن نے ہی ان کے لئے یہ چیزیں بہم پہنچائی تھیں اور یہ بھی انہی دنوں کی بات ہے۔ کہ جب شری دیوگورو بھگوان ایشور وشواسی تھے"

ان اقتباسات کو پڑھ کر تمام ناظرین میرے ساتھ اس بات میں متفق ہوں گے۔ کہ دیوسماجی ایڈیٹر صاحب کا یہ اقبال کہ

اُن کے معبود بے زبان اور کمزور حیوانوں کو مروا کر اُن کا شوربہ اور انڈے استعمال کرتے رہتے ہیں۔ "دمن حرامی تے حجتاں ڈھیر" کے مصداق کئی قسم کی دلفریب حجتوں سے پرُ ہے۔ مثلاً:-

(۱) "خوراک یا ذائقہ کے لئے انہوں نے کبھی کسی جانور کا گوشت نہیں کھایا" بلکہ "بطور دوا کھانا منظور کیا تھا" واہ! کیا خوب مزیدار حجت ہے۔ اگر اور بھی سب مذاہب والے یہی حجت پیش کریں۔ کہ وہ ذائقہ اور خوراک کے لئے نہیں بلکہ بطور دوا گوشت کھاتے ہیں۔ تو کیا دیو سماجی صاحبان کو اس میں کچھ اعتراض ہو سکتا ہے؟

(۲) "دیوگورو صاحب کا یہ دلی یقین تھا۔ کہ دو پرمیشور نے منشیہ کو اور حیوانوں کی نسبت بڑا مرتبہ دیا ہے۔ اور بڑے کے لئے حسب ضرورت کسی چھوٹے کا قربان ہونا مناسب ہے۔ اس لئے کسی خاص بیماری کی حالت میں (اس خاص بیماری کی بھی یہاں پر وضاحت کر دی ہوتی۔ تو مغالطہ نہ رہتا۔ ناقم) کسی پشو کے انڈوں کا کھانا یا اُس کے شوربہ کا پینا جائز ہو سکتا ہے"

سوال یہ ہے۔ کہ اب حیوانوں کا گوشت کھانا جائز کیوں نہیں ہو سکتا؟ کیا اب منشیہ کا مرتبہ اور حیوانوں کی نسبت چھوٹا ہو گیا ہے؟ اگر اور گوشت خور منشیہ بھی اسی قسم کی دلیل پیش کریں۔ تو اس میں دیو سماجی صاحبان کو اپنی اسی دلیل کی بنا پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟

(۳) دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کی چالاکی ذرا ملاحظہ ہو۔ کہ کس طرح وہ لفظوں کے ہیر پھیر میں اپنے معبود کو گوشت کا استعمال

کرنے کے پاپ سے معصوم ٹھہراتے ہیں۔ اور اس کا سارا بوجھ ایشور وشواس یا دیورتن پر کہ جس کے بہت زور دینے پر اُنہوں نے (کھانا) منظور کیا تھا۔ نہایت بیدردی سے ڈالنے کی ناجائز کوشش کرتے ہیں۔

میرے خیال میں تو یہ ڈھونگ اغلباً اس لئے گھڑا گیا ہے۔ کہ اُنہیں نہ کچھ دنڈ اور نہ ہی ہانی پرشو بدھ کے کوئی سادھن بھگتنے پڑیں۔ کیونکہ دیوسماج کے ممبروں کی تو جنہوں نے کبھی مرغی یا انڈا کا استعمال کیا تھا۔ پیٹ میں مرغیاں بول اُٹھتی تھیں۔ لیکن دیوگورو صاحب کی صورت میں یہ تو ہم نے دیکھا تھا۔ کہ بچپن میں جب بکری کا دودھ وُہ پیتے رہے تھے۔ اُسے یاد کر کے خود بھی رو پڑتے تھے۔ اور مجلس بھی رونے لگ پڑتی تھی۔ لیکن اگر میری یادداشت غلطی نہیں کرتی۔ تو یہ کبھی نہ دیکھا۔ اور نہ سُنا۔ کہ اُن بے زبان اور کمزور حیوانوں کو کہ جن کی گردنیں کٹوا کر اُن کا شوربہ پیتے رہے۔ کبھی دلی دُکھ کے ساتھ مجلس میں یاد تک بھی کیا ہو۔ اور اُس کے لئے روئے ہوں۔ یا اس پاپ سے شدھی حاصل کرنے کے لئے دیوسماج کے ممبروں کی طرح کسی قسم کے ہانی پرشودھ کے سادھنوں کا کبھی ذکر کیا ہو۔

(۴) نظر بد دُور۔ یہ بھی ایک مزیدار اور دلچسپ حجت ہے کہ وہ لیکن ایسی نازک حالت میں بھی اُس وقت تک اُنہوں نے اس کا استعمال قبول نہیں کیا۔ جب تک کہ خود دیورتن نے اپنی طرف سے بار بار یہ نہیں کہا۔ کہ وُہ تیتروں اور انڈوں کے لانے کا نہ صرف خود انتظام کرے گا۔ بلکہ تیتروں کو

شری دیو گورو بھگوان کی نظروں سے بہت دُور خود ہی ذبح کرنے کا کام بھی کرے گا۔ جو کام اُس نے کیا۔"

دیورتن کے شامتِ اعمال۔ دوائی کے طور پر کھائیں دیو گورو صاحب۔ مگر شامت آئے دیورتن کی۔ اور یہ ہونا بھی چاہئے تھا۔ کیونکہ دیورتن آخرکار منشیہ تھے۔ مگر دیو گورو صاحب منشیہ شرینی سے وکاس پاکر سب منشیوں کی نسبت اونچیہ درجہ حاصل کر چکے تھے۔ یعنی دیو آتما کی پدوی کو پہنچ چکے تھے۔ اس لئے دیورتن کو چھوٹا مرتبہ رکھنے کے باعث اُن کو سب قسم کی قربانیاں کرنی جائز تھیں۔ اب دیکھیں۔ دیو سماجی ایڈیٹر صاحب مجھے اس بارہ میں بھی کیا کچھ صلواتیں سُناتے ہیں؟

(پرکاش لاہور ۲۸ر اپریل ۱۹۳۵ء)

چوتھی فصل: دیوسماج ہے یا محسن کشی کی ٹکسال؟

دیو سماج کے لٹریچر کے مطالعہ سے عام پبلک کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ دیو سماجی صاحبان اپنے معبود کے اثرات کو جذب کر کے فرعونِ بے ساماں بنے ہوئے ہیں۔ اور اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ وہ اپنے سے غیر مذاہب والوں اور مخالف خیال رکھنے والوں کی توہین کرنے اور ہتک آمیز گالی گلوچ دینے سے بھی نہیں کتراتے۔ اور وقتاً فوقتاً اُن کے معبودوں۔ مہارشیوں اور اُن کی مذہبی کتابوں کو کیا تقریر اور کیا تحریر کے ذریعہ جائز یا ناجائز طریقہ سے کوستے رہتے ہیں۔ اور اپنے اس فعل کو ثوابِ دارین سمجھتے ہیں۔ کیونکہ یہ بات اُن کے معبود اچھی طرح اُن کے ذہن نشین کر گئے ہیں۔ کہ

اور سب متوں والے منتیا وشواسوں میں لپت ہونے کے کارن نیچ گتی پراپت اور گھٹیا وجود ہیں۔ "کیونکہ اُن کا خیالی اور کلپت وشواس ان کے لئے مہا ہانی کارک پرمانت ہوتا ہے" اور "وُہ اپنی ادھم اوستھا کے کارن ادھم لوک کے بھیانک دُکھوں کو بھوگتے ہُوئے ایک وشیش کال کے انتر پور نتیہ نشٹ ہو جاتے ہیں" جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اور سب متوں والے جلد یا بدیر اپنے منتیا وشواسوں کے کارن صفحہ ہستی سے قطعی مٹ جانے کے لئے مقصود ہیں۔ اور فقط بھگوان دیو آتما اور ان کے پیرووں کو ہی ابدالآباد تک جینے کا حق باقی رہتا ہے۔

اپنے ایک ماتر ستیہ اُپاسیہ دیو کی اس قسم کی نادر سکشا کے انوعین سکشا پاکر دیو سماجی صاحبان بہت تبلیغی بیں آتے ہُوئے ہیں۔ اس لئے بھی اس فطرت سے مجبور ہو کر دیو سماجی ایڈیٹر صاحب نے اپنے اُردو اخبار میں مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ آریہ سماجیوں اور برہم سماجیوں کے معبودوں کے برخلاف بہت ہتک اور توہین آمیز پیرایہ میں اور کئی باتوں کے علاوہ یہ لکھ مارا۔ کہ:۔

"وُہ اپنے وشواسیوں کو ایک بیوی یا خاوند کے جیتے جی دوسری بیوی یا خاوند کے کرنے کی نہایت مجرمانہ اور گناہ آلودہ تعلیم دے گئے ہیں"!

چونکہ یہ پرتھا (یعنی ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر لینا) دیو سماجی صاحبان کے معبود بھی دیو سماج میں اپنی بیچن حیات میں جاری فرما گئے ہیں۔ اور اس پر بعدیں شرائط

اپنی منظوری کی مہر ثبت کر گئے ہیں۔

"دیو سماج پرپیشمنی اور سے اُسے جو جو اور آو شیک دنڈ دئے جائیں۔ اُنہیں پورا کرنے کے سوائے اس کی حیثیت کے انوسار اُسے جرمانہ کا جو دنڈ دیا جائے۔ وہ کم سے کم ۱۰۰ سو روپیہ اور ادھک سے ادھک پانچ ہزار روپیہ ہو گا۔ وہ بھی وہ ادا کرے" (دیکھو دیو سماج کا ہندی اخبار "سیوک" بابت ماہ پھاگن سمت ۱۹۸۱ بکرمی)

اس لئے جب میں نے خود ان میں اس بدعت کی درتمانتا کا اظہار بذریعہ "دیو پرکاش" اخبار کیا اور لکھا۔ کہ جب یہ بدعت خود اُن میں پائی جاتی ہے۔ تو پھر وہ کس مُنہ سے اور مذاہب کو کوسنے کی جرأت کرتے ہیں۔ تو اس پر وہ آپے سے باہر ہو گئے۔ اور مجھ پر اپنے غیظ و غضب کی آگ برسانی شروع کر دی۔ جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

یہ اب ایک مسلمہ امر ہے۔ کہ دیو سماجی صاحبان کے معبود ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرنے کی اُن کے اپنے الفاظ کے بموجب نہایت مجرمانہ اور نہایت گناہ آلودہ اجازت سمت ۱۹۸۱ بکرمی میں دے گئے ہیں۔ اور اس عرصہ میں اُن کے اپنے اقبال کے بموجب ایک جن دوسرا بواہ کر کے دیو سماج کے ممبر بنے ہوئے ہیں۔

گویا بات اب ان کی ستیہ نیچر نے اُن کے لئے اسمبھو کر رکھی ہے۔ کہ وہ اس سے انکار کرنے کی جرأت کر سکیں۔ لیکن

پھر بھی کبھی میرے ایک لفظ کی اور کبھی کسی دوسرے لفظ کی آڑ لے کر۔ اور اپنے دل۔ دماغ اور اخلاق کو جواب دے کر محض لفظوں کے ہیر پھیر میں مجھ پر جرح کر کے غضب ڈھا رہے ہیں۔ اُن کے اس قسم کے حیلوں۔ بہانوں۔ دھینگا مشتی اور گالی گلوچ کی پرواہ نہ کرتا ہُوا میں یہاں پر اُن کے موٹے موٹے اعتراضات کا جواب دے دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔

(۱) ڈنڈوں کا معاملہ

میں نے لکھا تھا۔ کہ اُن کے معبود ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر لینے کی محض اس شرط پر کہ ایک خاص رقم روپیہ کی اُن کے خزانہ میں جمع کرا دیں۔ اجازت دے گئے ہیں۔ لیکن ان کے ہاں روپیہ کے ڈنڈ کے علاوہ اور آوشیک ڈنڈ کے لفظوں کی ایزادی کے ہیر پھیر میں اُنہوں نے مجھے بہت آڑے ہاتھوں لیا۔ اور خوب بے تکی سنائیں۔ گو میں اور ڈنڈ دئے جانے کے ڈھونگ اور لغویت کو اس سے پہلے دوپرکاش (۱) میں ظاہر کر چکا ہوں۔ لیکن ایک بار پھر ان کی سیوا میں عرض پرداز ہوں۔ کہ وُہ میرے اس اعتراض کا کھلے الفاظ میں جواب دیں۔ کہ وُہ اور ڈنڈ کیا کیا ہیں؟ تاکہ پبلک کو اُن کی اصلیت کا پتہ لگ سکے وُہ صیغہ راز میں کیوں رکھے ہُوئے ہیں؟

میرے خیال میں تو اور ڈنڈ سوائے اس کے ہو ہی کیا سکتے ہیں۔ کہ یا تو وُہ دوسری بیوی کو طلاق دے دیں۔ یا اس سے قطعی طور پر کسی قسم کا کوئی جنسی یا سوشل تعلق نہ رکھیں اور اس ستیہ کو سپشٹ روپ میں ظاہر کرنے کے لئے کیا ایڈیٹر صاحب کرپا کر کے بتلائیں گے۔ کہ جس شخص کو آپ نے

بحال کر دیا ہے - کیا اُس سے کم از کم سو روپیہ اور ادھک سے ادھک پانچ ہزار روپیہ کا ڈنڈ وصول کیا گیا تھا؟ اور اس کے علاوہ اور ڈنڈ اُسے کیا کیا دئے گئے تھے؟ تاکہ پبلک کو اصلیت کا پتہ لگ سکے۔

اور اس کے علاوہ میرے خیال میں اس معاملہ میں اور ڈنڈ دینے والی ایسے جن کی پہلی بیوی ہی مجاز ہو سکتی ہے - کہ جس کے سمبندھ میں یہ انیاچار ہُوا ہے - نہ کہ دیو سماج - اس کے سمبندھ میں دوسری شادی کر لینے کے بعد وُہ اور کیا تلافی کر سکتا ہے؟ - سوائے اس کے کہ اُسے آئندہ اپنے سلوک سے خوش رکھے - اور اس سے ہمیشہ معافی کا خواستگار رہے - اور اس کی دلجوئی میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔

(۲) سیٹھ نانوں مل کا معاملہ

دیو سماجی ایڈیٹر صاحب لکھتے ہیں - کہ :- "ورمائیصاحب کا یہ بیان قطعی جھوٹ ہے - اور ہم اُنہیں چیلنج کرتے ہیں - کہ وُہ اپنی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر بھی اسے سچ ثابت نہیں کر سکتے - سیٹھ نانوں مل جی اپنی دوسری شادی کرنے کے بعد کبھی دیو سماج کی ممبری پر بحال نہیں کئے گئے - اُن کے چاہنے پر ڈنڈ اُنہیں ضرور دئے گئے تھے - لیکن چونکہ وُہ ایسے کڑے ڈنڈ تھے - کہ جن کا پورا کرنا نہایت مشکل تھا - اس لئے وُہ اُسے پورا نہ کر سکنے کے باعث دیو سماج کی ممبری پر بحال نہیں ہو سکے"۔

میرے خیال میں تو اس انکار اور چیلنج کی تہ میں بھی کوئی خفیہ راز پنہاں ہے۔ اور دال میں کچھ کالا ہے۔ کہ جس کو میں سمجھنے سے اس وقت قاصر ہوں۔ لیکن تاہم میں اُن سے مفصلہ ذیل سوالات اور عرض معروض کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

(اول) ان کو ایسے کڑے ڈنڈ دئے ہی کیوں گئے تھے۔ کہ جن کا پورا کرنا نہایت مشکل تھا یا ان کی طاقت سے باہر تھا۔ کیا یہ بات اب محض ڈھونگ کی خاطر نہیں گھڑی گئی۔ کیونکہ کسی شخص کو ایسی سزا دینا کہ جس کا پورا کرنا اس کے لئے نہایت مشکل ہو۔ کیا یہ ایک نازیبا حرکت نہیں ہے؟ اور کیا یہ امر ترک ودیا وشارد کی ترک ودیا کے مطابق درست کہا جا سکتا ہے۔ اور اس کے علاوہ وہ کڑے ڈنڈ کیا کیا تھے۔ کیا آپ ان کو سچائی کی بناء پر تفصیلی طور پر بیان کریں گے۔ تاکہ پبلک کو اس بارہ میں اصلیت کا پتہ لگ سکے۔

(دوئم) جب سیٹھ نانوں مل جی سمت ۱۹۸۱ بکرمی میں بحال کیا گیا۔ اور اس بدعت کو دیو سماج میں آئندہ ہمیشہ کے لئے جاری کر دیا گیا۔ تو ان دنوں میں دیو سماج میں شامل تھا۔ اور میری آگاہی میں ہی یہ سب کچھ ہوا۔ اور میں نے کسی الہام کی بناء پر نہیں۔ بلکہ اپنے ذاتی علم کی بناء پر سیٹھ نانوں مل جی کے ہی بارہ میں مخالفانہ آواز اُٹھائی۔ اور چٹھی لکھی۔ جس کا جواب بھگوان دیو آتما نے خود ہی لکھوایا۔ اور بجائے یہ لکھوانے کے کہ میرا اعتراض اس بارہ میں قطعی غلط ہے۔ کہ سیٹھ نانوں مل کو بحال کیا گیا ہے۔ اُلٹا اس معاملہ میں دیو سماج کی قلعی کھلتی ہوئی دیکھ کر مجھے دھمکایا گیا۔ اور یہ لکھا

کر زبردستی چپ کرا یا گیا۔

"اس کے بعد اگر کوئی اور تحریر آپ کی طرف سے اسی یا اسی قسم کے مضمون کے بارہ میں آ گئی - تو اس کا کچھ جواب نہ دیا جاوے گا۔ اور وہ فائل کر دی جاوے گی"۔

اب ناظرین خود ہی ملاحظہ فرمائیں - کہ "ایں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا" - ہمکو ان دیو آتما خود تو "الخاموشی نیم رضا" کے مصداق اس بات کے لئے مون سادھ لیتے ہیں - لیکن ان کے وکیل ایڈیٹر صاحب بہت تیزی و طراری کے ساتھ اس سے انکار کر رہے ہیں -

(سیوک) ایک طرف تو ویدک سماجی ایڈیٹر صاحب کا اس بارہ میں صاف انکار اور چیلنج ہے - لیکن دوسری طرف اس کے مد مقابل میں یہ چٹھی اور ڈینگ ہے - "پھر کسی جن کو اپنی کسی کمزوری کے باعث کسی غلطی کا مرتکب ہونے پر ہمیشہ کے لئے condemn کر دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے - بلکہ کیا بڑھتی ہوئی تہذیب اور کیا بھلائی کے اعلیٰ اصولوں کے مطابق اسے اپنی بہتری کا موقع دینا ہی مناسب ہے - اب تہذیب کے زمانہ میں پچھلے زمانہ کی وحشیانہ سزاؤں کا طریق نہیں رہا - ہاں اب تو بعض مہذب گورنمنٹیں اس بات پر آ گئی جاتی ہیں - کہ کسی قاتل کو بھی پھانسی کی سزا نہ دی جائے - سزا کا اصول کسی ریفارم کے لانے کے لئے ہے نہ کہ اُسے تباہ کرنے کے لئے"۔

اب اُن سے سوال یہ ہے - کہ سیٹھ نانوں مل جی کو ویدک سماج کی سیوک کے ادھیہ اور ممبرشپ ادھیکار سے کیوں ونچت

رکھا گیا ہے؟ اور کسی کمزوری کے باعث اس غلطی کا مرتکب ہونے پر ہمیشہ کے لئے کیوں condemn کر دیا گیا ہے؟ کیا دیو سماج کی بڑھتی ہوئی تہذیب اور بھلائی کے اعلےٰ اصولوں کا یہی تقاضا ہے۔ کہ ان کو ایسے کڑے ڈنڈ دئے جائیں۔ کہ جن کا پورا کرنا نہائیت مشکل ہو۔ اور اسے اپنی بہتری کا موقع نہ دیا جائے؟ اور کیا آپ کے ہاں سزا کا اصول بجائے ریفارم لانے کے اُلٹا اُن کے آتما کو ہمیشہ کے لئے تباہ ہونے کے لئے چھوڑ دینا ہے؟ جو کہ پھانسی کی سزا سے بھی بڑھ کر آپ کے اپنے خیال کے بموجب نہائیت وحشیانہ سزا ہے۔

اگر میری یادداشت غلطی نہیں کرتی۔ تو انہی دنوں سیٹھ نانوں مل جی سے ڈنڈ کے طور پر ایک خاصی رقم کا پرونوٹ لکھوا لیا گیا تھا۔ لیکن یہ عین ممکن ہے۔ کہ بعدۂ وہ یہ روپیہ ادا کرنے سے منکر ہو گئے ہوں یا کسی اور سبب سے قاصر رہے ہوں اور ممبر نہ رہ سکے ہوں۔ اور پھر یہ ایک مشکوک بات ہے۔ کہ ایک اور معمولی جن کو تو بحال کر دیا گیا ہو۔ اور سیٹھ نانوں مل کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

(۳) محسن کشی کا معاملہ

اگر محسن کشی کی کوئی جامع تعریف دیو سماجی ایڈیٹر صاحب نے کر دی ہوتی۔ تو معاملہ زیادہ صاف ہو جاتا۔ اور اس کے متعلق بحث میں آسانی ہو جاتی۔ چونکہ میں نے اس معاملہ میں "پرکاش" اخبار میں ان کے برخلاف مضمون لکھا تھا۔ اس لئے انہوں نے مجھے اپنے دربار سے "محسن کش" کا خطاب عطا فرمایا تھا۔ لیکن اس پر جب میں نے اُن سے سوال کیا۔

کردیا ہے۔ زمانہ ایسا نہیں تھا۔ جبکہ اُن کے دیو آتما خود ہنومان
چنڈی اور ایشور کی پُوجا کرتے تھے۔ اور اپنے آپ کو ان کا داس
محسوس کرتے تھے۔ لیکن ایک زمانہ آیا۔ کہ ان کو سیوا نہیں منانے
لگ گئے۔ تو کیا آپ اُنہیں بھی محسن کُش کا خطاب دینے کو تیار نہیں
اس کا جواب اُنہوں نے یہ دے کر کہ ہنومان۔ چنڈی اور
ایشور فرضی وجود ہیں۔ اس لئے اگر کوئی شخص اُن سے متعلق وجود کا
کا پتہ لگ جانے پر ان کا وشواس چھوڑ دے۔ تو وہ کسی طرح
وجود کے سمبندھ میں محسن کُش نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ سے ٹال
دیا ہے۔

لیجئے جناب! اب حقیقی وجودوں کے سمبندھ میں بھگوان
دیو آتما کے سلوک پیش کئے جاتے ہیں۔ مثلاً:۔

۲۹ر جنوری [illegible] کو دیو سماج کے دھرم جیون اخبار میں
یہ لکھا ہے:۔

"اس کے بعد اُنہوں نے (دیوگورو نے) ایک پرارتھنا کی
جس میں اُنہوں نے مہاتما رام موہن رائے۔ دیویندر ناتھ ٹھاکر
کیشپ چندر سین۔ شونا تھ شاستری اور پرچارکوں کو یاد کر کے
ان کی نسبت اپنی شردھا اور بھگتی کا اظہار کیا۔

پھر ۲۷ر ستمبر [illegible] کو راجا رام موہن رائے کی موت اینیورسری کے
موقعہ پر دو راجا صاحب کے پاک خیالات اور کام" کے مضمون
پر لگاتار دو گھنٹہ تک لیکچر دیا تھا۔ (دیکھو "دھرم جیون" اخبار
۹ر اکتوبر [illegible])

لیکن ایک زمانہ ایسا آیا۔ کہ ان سب کو مٹھیا بد اٹھی اور
پوجگیوں کے راہی ظاہر کرنے لگ گئے۔ اور سکو گوردھا او

حضرت عیسےٰ اور محمد صاحب کے جن کو پہلے سراہتے تھے۔ اور جن کی تعریف میں بھجن گائے جاتے تھے۔ سمبندھ میں واہی تباہی کہنی شروع کر دی۔ اور راجا رام موہن رائے کے برخلاف اُن کی سوانحمری لکھ کر پبلک میں شائع کر دی۔ کہ جس میں اُن کو نہائیت ہی بُرے اور کثست روپ میں ظاہر کیا گیا ہے۔

کیا دیو سماجی ایڈیٹر صاحب اب ان پنچ پیچ کے وجودوں کے سمبندھ میں ان واقعات کی روشنی میں اپنے معبود کو محسن کش اور کرتگھن ٹھہرانے کو تیار رہیں؟

اس کے علاوہ کیا یہ ستیہ نہیں ہے۔ کہ تقریباً سب دیو سماجی صاحبان سکھ مت۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج یا کسی اس یا اُس مذہب کو چھوڑ کر دیو سماج میں شامل ہوئے ہیں۔ اور جن بزرگوں کے سامنے اپنا مستک جھکاتے تھے۔ اب ان کو صلواتیں سُناتے ہیں۔ اور سکھ گورو صاحبان اور گرنتھ صاحب کی مذہبی تعلیم پر پھبتیاں اُڑاتے ہیں۔ اور انہیں مٹھیا ظاہر کرتے ہیں۔ غرض کیا آپ خود اپنے آپ کو اور دیگر اس قسم کے سب دیو سماجیوں کو اس کسوٹی کی بناء پر محسن کش اور کرتگھن کا خطاب دینے کو تیار ہیں؟

پانچویں فصل: دیو سماج ہے یا جھگڑ بازی اور دروغ بافی کا کارخانہ؟

یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ جب کوئی شخص بحث میں ہار جاتا ہے تو وہ اصول کو چھوڑ کر گالی گلوچ اور ذاتیات پر اُتر آتا ہے۔

ٹھیک اس وقت یہی حالت دیو سماجیوں کی ہے۔ میں نے "پرکاش"
کے کالموں میں ان پر اعتراضات کئے تھے۔ کہ ان کے گورو جو دُنیا
میں ستیہ کے "نام نہاد" علمبردار ہونے کے دعویدار تھے۔ کیا مندرجہ
ذیل تعلیم اور مثال قائم نہیں کر گئے۔

(۱) ایک بیوی کے جیتے جی دوسری بیوی کرنے کی اجازت۔
(۲) بے زبان اور کمزور حیوانوں کو مروا کر اُن کا گوشت
کھانا۔

میرے ان اعتراضات کا ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔
بلکہ وُہ اُلٹا اصول کو چھوڑ کر ذاتیات پر اُتر آئے۔ اور مجھے
اپنے دربار سے فحش اور گندی سے گندی گالیاں
دینے میں بھی تامل نہیں کیا۔ میں نے جب ان پر اعتراضات
کئے تھے۔ تو مجھے یہ توقع تھی ہی۔ کہ وُہ ایسا کریں گے۔ کیونکہ
میں جانتا ہوں۔ کہ وُہ اس فن میں طاق ہیں۔ اُن کے
گورو ہمیشہ اپنے مخالفین کے ساتھ اس طریقۂ کار پر کاربند
رہے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے اپنی پرانی روایات سے انحراف
کرنا ناممکن ہے۔ اپنے سہ ورقی اخبار کو مجھ ناچیز کے لئے مخصوص
کر دیا ہے۔ اور اِدھر اُدھر کے سوالات لے کر اصل معاملہ کو
چھونے کی ہی کوشش نہیں کی۔

ان مضامین کا راقم کون ہے؟

دیو سماجیوں کے سہ ورقی اخبار کا نام "ستیہ دیو سمباد" ہے۔
جسے وُہ اپنا "آرگن" سمجھتے ہیں۔ اور اس کے مبینہ ایڈیٹر کوئی
دھرم بل ہیں۔ ان کو اخبار نویسی کی کس قدر مہارت حاصل
ہے؟ ہمیں اس کا علم نہیں۔ بہر حال وُہ ایڈیٹر ضرور ہیں۔

لیکن جب کوئی بحث چھڑ جاتی ہے۔ تو دیو سماج کے پُرانے کرمچاری سردار امر سنگھ میدان میں آ کودتے ہیں۔ وُہ خود اپنا نام ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ وُہ دوسروں کے کندھوں پر بندوق چلایا کرتے ہیں۔ اس وقت بھی حضرت قلم کو جنبش دے رہے ہیں۔ اور اصلی سوال کو چھوڑ پُرانے مُردے اکھیڑ رہے ہیں۔ اُنہیں یہ معلوم نہیں۔ کہ یہی مُردے خود دیو سماج کی اخلاقی موت کا موجب ہُوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج دیو سماجیوں کو کوئی منہ لگانے کو تیار نہیں۔ کیونکہ دیو سماج سردار امر سنگھ جیسے اشخاص کا مجموعہ ہے۔ اس وقت ہندو سماج میں اور بھی کئی سوسائٹیاں ہیں۔ اُن کا ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف ہونے کے باوجود بھی میل ہے۔ لیکن دیو سماجیوں کو بہ ہیئت مجموعی حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ یہ اگرچہ تلخ صداقت ہے۔ لیکن کیا کوئی دیو سماجی اس سے انکار کر سکتا ہے؟

یہ سردار امر سنگھ کون ہے؟

اس وقت دیو سماج کی باگ ڈور اسی سردار امر سنگھ کے ہاتھ میں ہے۔ آپ بزرگ کون ہیں؟ اس سے ناظرین "پرکاش" کا تعارف کرانا ضروری ہے۔ آپ شروع سے دیو سماج میں کام کر رہے ہیں۔ اور کرمچاری ہونے کا جامہ پہنے ہُوئے ہیں۔ آپ ہمیشہ دیو سماج کے ٹکڑوں پر ہی پلتے رہے۔ ان کے متعلق اس قدر لکھ دینا کافی ہوگا۔ کہ اُن کی دھرم پتنی نے خودکشی کی۔ ایک ہندو دیوی کن حالات میں خودکشی کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ اس کے متعلق تفاصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ یہ پُرانے

تھے ہیں۔ سوال اس وقت ذاتیات کا نہیں۔ بلکہ اصول کا ہے۔ میں نے اُنہیں چیلنج کیا تھا۔ کہ اُن کے گورو نے ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

ثبوت

میں نے اس کے ثبوت میں اپنی طرف سے نہیں۔ بلکہ ان کے ہندی اخبار "دیوک" بابت ماہ پھاگن سمت ۱۹۷۱ بکرمی کا مندرجہ ذیل اقتباس دیا تھا۔

"دیوسماج کے ایسے ممبر کو جو ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر چکا ہو "دیوسماج پریشد" کی اور سے اُسے جو جو اور آدشیک ڈنڈ دئے جائیں۔ اُنہیں پورا کرنے کے سوائے اس کی حیثیت کے انوسار اُسے جرمانہ کا جو ڈنڈ دیا جائے۔ جو کم سے کم سَو روپیہ اور ادھک سے ادھک پانچ ہزار روپیہ ہو گا۔ وہ بھی وہ ادا کرے"۔ دیوسماج کا ممبر رہنے کی کھلی اجازت اُن کے گورو کی طرف سے دے دی گئی ہے"۔

میرا دوسرا اعتراض ان پر گوشت خوری کے متعلق تھا۔ اُن کے اُردو اخبار "جیون تت" ۸ فروری ۱۹۱۴ء میں اعلانیہ طور پر "بھگوان دیو آتما" کا اقبال موجود ہے۔ کہ وہ گوشت اور انڈوں کا استعمال کرتے رہے ہیں۔ لیکن اسی اقبال میں اس قدر عذر لنگ ضرور موجود ہے۔ کہ وہ گوشت اور انڈے ذائقہ کے طور پر نہیں۔ بلکہ دوا کے طور پر استعمال

کرتے رہے۔ بہرحال اُنہوں نے گوشت اور انڈوں کا استعمال کیا۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

اعتراضات سیدھے تھے۔ اگر کوئی جواب نہ تھا۔ تو خاموشی اختیار کر لیتے۔ لیکن ان کے ہاں جھوٹ سازی اور دروغ بافی کا جو کارخانہ جاری ہے۔ اس کو کس طرح بند کر دیتے۔ میرے الزامات کی اس طرح پر تردید کرتے ہیں:-

"رائے صاحب دیو سماجیوں پر یہ قطعی جھوٹا الزام لگانے کی جرأت کرتے ہیں۔ کہ پرم پوجنیہ بھگوان دیو آتما ایک بیوی کے جیتے جی دوسری بیوی کرنے کی اجازت یا سکشا دے گئے ہیں .... ہم پورے زور سے رائے صاحب کے اس اعتراض کی تردید کرتے ہیں"

لیکن آگے چل کر خود ہی اس مضمون میں مندرجہ بالا بیان کی تردید کر گئے ہیں۔ (لو آپ اپنے آپ دام میں صیاد آگیا۔) فرماتے ہیں:-

"دیو سماج ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر لینے پر بھی ضروری دنڈ بھگتنے اور سادھن پورا کرنے کے بعد کسی جن کو بحال کر سکتی ہے۔ وہ ہمیشہ کے لئے کسی کو (condemn) نہیں کرتی۔ سوائے اس کے کہ خود ہی کوئی جن ضروری دنڈ لے کر اور سادھن کر کے بہتری حاصل کرنا نہ چاہے"

دیو سماجی خود یہ متضاد تحریریں پڑھتے ہوں گے۔ تو امر سنگھ کی کم لیاقتی کا ماتم ہی کرتے ہوں گے۔ جس شخص کو یہ معلوم

نہیں۔ کہ وُہ خود کیا لکھ رہا ہے۔ وُہ اس وقت دیو سماج کی لاکھوں روپیہ کی جائیداد پر قابض ہے۔ اگر ایک جگہ پر یہ متضاد بیانات ہوتے۔ تو قابلِ معافی تھے۔ لیکن آگے چل کر خود ہی ناصح بن کر اس طرح پر نوشیروانی سپرٹ کا اظہار کرتے ہیں:۔

"پھر کسی جن کو اپنی کسی کمزوری کے باعث کسی غلطی کا مرتکب ہونے پر ہمیشہ کے لئے (condemn) کر دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔ بلکہ کیا بڑھتی ہوئی تہذیب اور کیا بھلائی کے اعلیٰ اصولوں کے مطابق اسے اپنی بہتری کا موقع دینا ہی مناسب ہے۔ اب تہذیب کے زمانہ میں پچھلے زمانہ کی وحشیانہ سزاؤں کا طریق نہیں رہا۔ ہاں اب تو بعض مہذب گورنمنٹیں اس بات پر آتی جاتی ہیں۔ کہ کسی قاتل کو بھی پھانسی کی سزا نہ دی جائے۔ سزا کا اصول ریفارم کے لانے کے لئے ہے۔ نہ کہ اُسے تباہ کرنے کے لئے۔"

اب اگر ایک فقرہ میں لکھ دیا جاتا۔ کہ ہمارے ہاں ایک بیوی کے جیتے جی دوسری عورت سے شادی کرنے کی اجازت ہے۔ تو اس "اگر مگر" کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ لیکن جو شخص ہمیشہ مکارانہ اور عیارانہ چالیں چلنے کا عادی ہو۔ وُہ ناک کو سیدھا ہاتھ نہیں لگائے گا۔ حقیقت حقیقت ہے۔ ہر مکار شخص کو اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے۔

سیٹھ نانوں مل جی کا معاملہ

میں نے اپنے اسی مضمون میں لکھا تھا۔ کہ سیٹھ نانوں مل کو دوسری شادی کرنے کے بعد سماج کی ممبری میں بحال کر

دیا گیا۔ اب اس کی اس طرح پر تردید کرتے ہیں:۔

"اُن کے (سیٹھ نانوں مل کے) چاہنے پر دنڈ اُنہیں ضرور دئے گئے تھے۔ لیکن چونکہ وُہ ایسے کڑے دنڈ تھے۔ کہ جن کا پورا کرنا بہت مشکل تھا۔ اس لئے وُہ اُنہیں پورا نہ کر سکنے کے باعث دیو سماج کی ممبری میں بحال نہیں ہو سکے"۔

اب یہ کڑے دنڈ کیا تھے؟ ان کی حقیقت سیٹھ صاحب کے اپنے ہی الفاظ میں سُن لیجئے۔

"ستیہ دیو سمباد" میں دیا ہُوا یہ بیان بالکل درست ہے کہ مجھے پانصد روپیہ جرمانہ دینے کے علاوہ اپنی اس بہت ہی ناواجب اور ناپسندیدہ نیچ گتی کی ہانیوں پر بار بار چنتن کر کے اُن کے سمبندھ میں اپنے شوک پرکاش و شیک الگ الگ ٹائیم پر ۱۲ اپتروں کے لکھنے وغیرہ کے سمبندھ میں۔ جو آوشیک دنڈ اور سادھن بھی دئے گئے تھے۔ وُہ مجھ سے نہ ہو سکے"۔

ناظرین یہ تو سمجھ لیں۔ کہ سیٹھ صاحب کے لئے پانصد روپیہ ادا کرنا مشکل نہ تھا۔ کیونکہ اسی پتر میں وُہ خود ہی لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"میرے لئے پانصد روپیہ دے دینا نہایت ہی آسان تھا اور میں چاہتا تھا۔ کہ وُہ پانصد روپیہ ادا کر کے میں پھر بحال ہو جاؤں"۔

اب "کڑے دنڈ" ۱۲ چھٹیاں ہی رہ گئیں۔ اسے عام الفاظ میں کہتے ہیں۔ کہ "کھودا پہاڑ نکلا چوہا"۔ اسی چٹھی میں جس کے اقتباسات اُوپر دئے گئے ہیں۔ مجھ پر بھی تیروں کی بوچھاڑ کی گئی ہے۔ لیکن میں انہیں قابلِ معافی سمجھتا ہوں۔ کیونکہ

یہ چھٹی ان کی طرف سے ضرور ہے۔ لیکن انہوں نے لکھی نہیں۔ سیٹھ صاحب سندھی ہیں۔ اُردو مضامین اُن کے لئے لکھنا مشکل ہے مجھے خوشی ہوگی۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو گیا۔ کہ سیٹھ صاحب اس قدر اُردو سیکھ گئے ہیں۔ کہ وُہ اس طرح کی چھٹیاں لکھ سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس طرح کی چھٹیاں سردار امر سنگھ جنہیں بھائی امر سنگھ بھی کہا جاتا ہے۔ لکھتے ہیں۔ اسی ضمن میں انہوں نے میری بھی ایک چھٹی چھاپی ہے۔ جو میری طرف سے ضرور ہے۔ لیکن اصلی راقم بھائی جی ہی ہیں۔ چونکہ بھائی جی کی چھٹی میں خامیاں تھیں۔ اس لئے مجھے اس میں کانٹ چھانٹ کرنی پڑی۔ اس سے یہ حقیقت تو آشکارا ہوگئی ہے۔ کہ بھائی جی کس قماش کے آدمی ہیں۔ ہم یہ مان لیتے ہیں۔ کہ سیٹھ صاحب دیوسماج کے جال میں نہیں پھنسے۔ چونکہ جو شخص میرے برخلاف بھی چوڑی چھٹی لکھ سکتا ہے۔ وُہ کیا ۱۲ چھٹیاں نہیں لکھ سکتا؟ ممکن ہے سیٹھ صاحب اس طرح کی چھٹیاں نہ ہی لکھنا چاہتے ہوں۔ چونکہ یہ حقیقت ہے۔ کہ دیوسماجی صاحبان کے معبود اور اُن کے پرچاری صاحبان نے اپنے پیروؤں سے (self confession) کی چھٹیاں لکھوانے کا ایک ڈھکوسلا کھڑا کر رکھا ہے۔ جس سے ان کو ہمیشہ کے لئے غلام بنائے رکھنا مقصود ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کبھی دیوسماج سے بغاوت کرے۔ تو وُہ ایسی چھٹیوں کو چھاپ کر اسے بدنام کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔

معاملہ چاہے کچھ ہی ہو۔ اور سیٹھ تانوں مل جی دیوسماج کے جال میں نہ پھنسے ہوں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس سے

میرا یہ اعتراض کہ دیو سماجی بھگوان ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کرنے کی اجازت دے گئے ہیں۔ کس طرح رد ہو جاتا ہے؟

گوشت خوری کا معاملہ

افسوس ہے۔ کہ جب دیو گورو صاحب کا اپنا اقبال گوشت اور انڈوں کے استعمال کی بابت موجود ہے۔ تو پھر اس میں بھائی امر سنگھ صاحب کو چوں وچرا کرنے کی کیا گنجائش باقی رہ جاتی ہے۔ اور اس سے کیا ان کے معبود کے نہائت گناہ آلودہ اور پاپ مولک گوشت خوری کے فعل میں کوئی کمی واقع ہو جائیگی؟ اپنے معبود کے وکیل بن کر آپ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"بھگوان دیو آتما اپنی پیدائش سے ویشنو تھے۔ اور ہمیشہ گوشت خوری کے مخالف رہے ہیں۔ اور ان کی ساری زندگی میں چالیس برس پہلے کی زمانہ کی صرف ایک بات ہے (یہ الفاظ جلی میں نے کر دئے ہیں) کہ جس وقت وہ اپنے اس وقت کے خیال کے مطابق کسی سخت بیماری کی حالت میں ڈاکٹر کے مشورہ پر گوشت یا انڈوں کے استعمال کا کوئی ہرج نہیں سمجھتے تھے (کیا بھائی امر سنگھ جی نے بھی اس زمانہ میں ہرج نہ سمجھ کر گوشت اور انڈوں کا استعمال کیا تھا؟) اور اسی لئے اُس وقت دیو سماج کی ممبری کی شرائط میں بھی ایسی لاچاری کی صورت میں مستثنیٰ تھی"۔ "مدعی سُست گواہ چست" کے مصداق بھائی امر سنگھ صاحب کی اس وکالت کی داد دینی چاہئے۔ کہ کس طرح وہ اپنے معبود کے عیب پر پردہ پوشی کرنے کے لئے عیارانہ چالوں سے کام لے رہے ہیں۔

اوّل - ایک طرف اُن کا یہ لکھنا - کہ "اُن کے معبود ہمیشہ گوشت خوری کے مخالف رہے ہیں"۔ (لفظ "ہمیشہ" کی طرف میں ناظرین کی خاص طور پر توجہ دلانا چاہتا ہوں) دوسری طرف یہ کہنا - کہ "وُہ اپنے اِس وقت کے خیال کے مطابق کسی سخت بیماری کی حالت میں ڈاکٹر کے مشورہ پر گوشت یا انڈوں کے استعمال میں کوئی ہرج (یہ لفظ میں نے جلی کیا ہے) نہ سمجھتے تھے"۔ بھائی امر سنگھ صاحب کی چالاکی کو واضح طور پر ظاہر کر رہے ہیں - اور زبانِ حال سے پُکار پُکار کر کہہ رہے ہیں - کہ ایسے چالاکوں سے خُدا کی پناہ۔ کیا بھگوان دیو آتما کی آتما پرلوک میں بھائی امر سنگھ جی کی اس قِسم کی دروغ بیانی کو معلوم کر کے تڑپتی نہیں ہوگی؟

دوئم - اُن کا یہ لکھنا قطعی گمراہ کُن ہے - کہ ان کی (دیو آتما کی) ساری زندگی میں چالیس برس پہلے کے زمانہ کی یہ صرف ایک بات ہے - حالانکہ ستیہ یہ ہے - کہ وُہ گوشت اور انڈوں کے استعمال سے بہت عرصہ پہلے کاڈلِور آئیل کا طاقت کے لئے کُھلے طور پر استعمال کرتے رہتے تھے - کیا کاڈلِور آئیل حاصل کرنے میں بے زبان اور کمزور مچھلیوں کی ہتیا نہیں ہوتی؟ -

سوئم - کیا نیچر کے اٹل نیم موم کی ناک کی طرح ہیں - کہ دیو سماجی صاحبان کے معبود جدھر اُنہیں موڑنا چاہیں - اُدھر مُڑ جاتے ہیں - یعنی آج اگر وُہ اپنی یا اپنے پیروؤں کی صورت میں کسی پاپ کرم کے کرنے میں کوئی ہرج نہ سمجھیں - تو وُہ پاپ نہیں رہتا - اور کل کو وہی پاپ ہو جاتا ہے - کیا دیو

جیوتی کی انوکھی لیلا ہی ہے؟

چہارم - کیا اسی پاپ کرم سے شدھی حاصل کرنے کے لئے انہوں نے کسی قسم کا کوئی ہانی پریشودھ کا سادھن کیا تھا کیا اس کا کوئی تحریری ثبوت ان کے وکیل بھائی امر سنگھ صاحب بہم پہنچا سکتے ہیں؟ جس بکری کا دودھ بچپن میں پیا تھا - اُسے تو اکثر یاد کر کے وُہ سبھاؤں میں رو پڑا کرتے تھے - لیکن کیا کبھی ان بے زبان اور کمزور جانوروں کو کہ جن کا خون کرا کے اُن کے گوشت کا استعمال کرتے رہے - یاد تک بھی کیا - اور روئے؟ یا یہ پاپ کرم ہضم ہی کر گئے؟

بھائی امر سنگھ صاحب نے اپنے معبود کے بچاؤ میں میری ایک پُرانی چِٹھی دو را ئیصاحب کے اپنے ہی بیان کی تردید میں اُن کی ایک زوردار چِٹھی "کی سُرخی دے کر چھاپی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ میں نے گوشت کھایا تھا - جس کا اظہار میری اس چٹھی میں موجود ہے - جس کے لئے مجھے دیو سماج کے دربار سے ڈنڈ دئے گئے تھے - جو میں نے بُھگتے - لیکن یہ میری سمجھ میں نہیں آیا - کہ اس سے اُن کے معبود کی گوشت خوری کے متعلق میری اس چٹھی سے تردید کس طرح ہو جاتی ہے؟ اور بغیر کسی قسم کا ڈنڈ بُھگتنے کے اُن کا پاپ دیو سماج معاف کس طرح کر دیتا ہے؟

چونکہ میں نے اُن کے گورو کی نادرسکشا اور اُن کی گوشت خوری کی حقیقت کی قلعی کھولی ہے - اس لئے اب دیو سماجی صاحبان کے کیمپ میں کھلبلی مچ گئی ہے -

میرے ایک پرانے واقفکار کا مضمون

میرے خلاف میرے ایک پرانے واقفکار کی چٹھی چھاپی گئی ہے۔ نہ معلوم میرے اس پرانے واقفکار کو نام دینے میں کیوں جھجک ہے۔ میں انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ میرے اگر ان پر کوئی احسانات ہوں گے۔ تو میں اُن کا ذکر نہیں کروں گا۔

میرا خیال ہے۔ کہ یہ میرے پرانے دوست اغلباً سردار بشن سنگھ جی بھوٹانی ہیں۔ اُس مضمون کے راقم خواہ سردار بشن سنگھ جی ہوں۔ یا کوئی اور۔ مجھے اس سے غرض نہیں۔ وُہ مضمون لغویات کا پلندہ ہے۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں۔ کہ جس کی میں جواب دینے کی ضرورت سمجھوں۔

میرے دان کا معاملہ

دیو سماجی اخبار کو مجھ سے شکائیت ہے۔ اگرچہ یہ شکائیت پہلے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ اس بحث کے دوران میں ہی پیدا ہو گئی ہے۔ کہ میں نے ۵۵۰/- روپیہ دان دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن وُہ خود ہی لکھتے ہیں۔ کہ یہ رقم میں نے ایک دوسرے صاحب پر منوا دی تھی۔ جو کہ د (Business) میں میرا شریک کار تھا۔ پھر لطف یہ ہے۔ کہ اس ۵۵۰/- روپیہ کی رسید اُن کے اخبار دو آتمک پتن اور جیون" مورخہ ۱۰ر جولائی ۱۹۲۸ء میں موجود ہے۔

اسے ہی کہتے ہیں۔ "دروغ گو را حافظہ نباشد" اس رسید کی موجودگی میں میری ذمہ واری کس طرح باقی رہ جاتی ہے۔ اگر کوئی ذمہ واری ہے۔ تو وُہ عدالت میں چارہ جوئی کیوں نہیں کرتے۔

بازار حسن میں چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا سودا کھل جائیگا چلن میں

دیو سماجی یہ دیکھیں ۔ کہ اُن کو کہیں لینے کے دینے نہ پڑ جائیں ۔ اب رہا یہ سوال کہ میں اب انہیں کوئی دان دوں گا ۔ اس سے وُہ منہ دھو رکھیں ۔ وُہ زمانہ گیا ۔ جب خلیل خاں فاختہ اُڑایا کرتے تھے ۔ وُہ وقت اور تھا ۔ جب وُہ مجھ سے ہزارہا روپے دان میں بٹور لیتے تھے ۔ (پرکاش لاہور ۲۸ جولائی ۱۹۳۵ء)

چھٹی فصل :۔ کیا دیو سماج جرائم پیشہ لوگوں کی بستی ہے ؟

جن لوگوں کو بہ حیثیت منصف یا مجسٹریٹ کام کرنے کا موقعہ ملا ہے ۔ اُنہیں معلوم ہے ۔ کہ عادی مجرموں کے خلاف اُن کے جرائم کے متعلق لاکھ ثبوت موجود ہوں ۔ لیکن وُہ اُن کو کبھی تسلیم نہیں کریں گے ۔ بعینہ یہی حالت دیو سماجی اخبار دوستیہ دیو سماچار کی ہے ۔

چاہے وُہ اپنے کسی جرم کو تسلیم کریں یا نہ کریں ۔ لیکن اُن کی خراب طینت کا جہاں ایک طرف پبلک کو بخوبی علم ہے ۔ وہاں گورنمنٹ بھی ان کی اس پنچ فطرت سے اچھی طرح آگاہ ہے ۔ کیونکہ کئی بار گورنمنٹ کو پبلک امن قائم رکھنے کے لئے اُن کو تنبیہ کرنی پڑی ہے ۔ ایک بار تو سوامی دیانند جی کے برخلاف اُن کی کتاب کو بھی ضبط کرنا پڑا ۔ اگرچہ اس ضبطی کے معاملہ میں بھی وُہ گورنمنٹ کو دھوکہ دے گئے ۔ اس ضبطی

کے حکم کی تعمیل کرنے سے پہلے اپنے گورو کے مشورہ سے کئی ٹرنک ان کتابوں سے بھر کر سکھر (سندھ) میں پہنچا دئے۔ جو وہاں فروخت ہوتے رہے۔ باقی چند جلدیں گورنمنٹ کے حوالہ کر دیں۔ اور یہ کہہ دیا۔ کہ ان کے علاوہ اور سب Dispose off ہو گئی ہیں۔ صد حیف! دیو سماج کے ستیہ انور اگ کی کیا مٹی پلید ہو رہی ہے۔

اب دیو سماج نے ایک بار پھر "دیو پرکاش" میں شائع شدہ میرے مضمون کے برخلاف اپنے ۲۴ جولائی ۱۹۳۵ء کے اخبار میں مجھ پر کئی جنوں کی طرف سے بدزبانی اور یاوہ گوئی کی ورشا کی گئی ہے۔ اور اپنی بدنہاغی کا اظہار کیا گیا ہے۔ یہاں پر اب اُن کی سب قسم کی یاوہ گوئی اور گالی گلوچ کو چھوڑ کر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ دیو سماجی کس مجرمانہ فطرت کے مالک ہیں۔

دیو سماج میں ایک بیوی کے جیتے جی دوسری شادی کر لینے کا رواج

گو دیو سماج کی اپنی تحریروں سے یہ کافی سے بھی بڑھ کر ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ بارہ معمولی چٹھیاں لکھنے اور دیو سماج کے خزانہ میں ایک خاص رقم کے جمع کرا دینے سے کوئی بھی شخص دوسری شادی کر لینے پر دیو سماج کا ممبر رہ سکتا ہے۔ مگر اب وہ اِس سے منکر تو نہیں ہیں۔ لیکن یہ عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔ کہ جب کسی فعل کے لئے سزا مقرر ہو گئی۔ تو اُس کی اجازت کس طرح ہو گئی ہے۔ چنانچہ اس دیو سماجی اخبار میں لالہ مُرلی دھر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ:-

"اگر کسی پرتگیا کے ٹوٹنے پر ڈنڈ دے کر کسی کو بحال

کیا جاتا ہے۔ تو آیا اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ بھگوان دیو آتما اُس پاپ کی اجازت دے چکے ہیں؟ سرکار جو کتنے جرموں کی سزا دیتی ہے۔ اور سزا پوری ہونے پر آزاد کر دیتی ہے۔ تو آیا سرکار اُس جرم کی اجازت دیتی ہے"؟

الفاظ کس قدر صاف اور واضح ہیں۔ کہ ہم بھی سرکار کی طرح سزا دیتے ہیں۔ گویا دیو سماج نے موجودہ گورنمنٹ کے مقابلہ پر ایک اور متوازی حکومت قائم کی ہوئی ہے۔ سیشن جج گورداسپور کے فیصلہ کے بموجب قادیانیوں کی حکومت کے متعلق اس قسم کا چرچا ختم نہیں ہوا۔ کہ اب ایک اور متوازی حکومت کے خلاف آواز بلند کرنی پڑے گی۔

پھر لطف یہ ہے۔ کہ جن فرقوں میں کثرت ازدواج کی رسم موجود ہے۔ وہ تو آج کل اس کی مخالفت میں زبردست آواز اُٹھا رہے ہیں۔ مگر دیو سماج ہے۔ کہ سزا کے بہانہ اس کی حمایت کر رہا ہے۔

اس کے علاوہ لالہ صاحب کا اپنے سماج میں اس بدعت کو سرکاری سزا سے تشبیہ دینا اُن کی کم فہمی کو ظاہر کرتا ہے۔ کیونکہ سرکاری سزا بھگتنے کے بعد جب مجرم کو آزاد کر دیا جاتا ہے۔ اگر پھر وہ وہی جرم کرے۔ تو وہ پھر جیل کی ہوا کھائے گا۔ اور آزاد نہیں رہ سکے گا۔ لیکن یہاں پر تو اوچیہ پریورتن کی بہر ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اگر سزا بھگت کر اس پاپ کرم کے (cause) کو آئندہ ہمیشہ کے لئے وہ ترک کر دے۔ یعنی اپنی دوسری بیوی کو طلاق دے دے۔ اور ہانی پریشودھ کے ساتھ اختیار کرے تب تو وہ اس

مجرمانہ اور نہائیت گناہ آلودہ فعل سے آزاد کہلا سکتا ہے۔ ورنہ جب اُس کا یہ پاپ کرم آئیندہ ہمیشہ کے لئے جاری رہتا ہے۔ تو پھر اس کی آزادی کے کیا معنی؟

چلو ہم مان لیتے ہیں۔ کہ دیو سماج کی سرکار عالیہ بھی مجرمین کو سزا دیتی ہے۔ لیکن وُہ اپنے دیو گورو بھگوان کی مندرجہ ذیل تحریر کو جوان کے اخبار "دو جیون تت" کے مورخہ ۲۴ جون ۱۹۲۴ء کے پرچہ میں چھپی ہے۔ کیا کریں گے۔

"اتنے عرصہ تک دیو سماج کے اعلیٰ اثروں میں رہ کر اور دیو آتما کے دیو پربھاؤں کو پا کر اگر کچھ بھی آتما اور اس کے ہت اور ستیہ کا بودھ آپ کے بھیتر پیدا ہو چکا ہو۔ تب آپ دیکھ سکتے ہیں۔ کہ جس صورت میں اپنی شبھ پرتگیا کے خلاف پر قدم اُٹھانے پر آپ خود اور آپ کی بتنی (جو بودھتا اور کسی غلط سنسکار آدی سے اس میں آپ کی سہائیک ہو رہی ہیں) دیو سماج جیسی اعلیٰ سوسائیٹی کے ممبر نہ رہ سکیں گے۔ تب آپ اس سے کٹ کر اور بھی کس قدر اپنے آتما کی زیادہ ہانی کر لیں گے۔ کیونکہ اول تو ممکن ہے۔ کہ آپ ایسے جیون دائیک سامانوں سے ہمیشہ کے لئے کٹ جائیں۔ اور اگر بالفرض آپ دیو سماج کی سبھاؤں آدی میں شامل ہوتے بھی رہیں۔ تب بھی اس پاپ مولک گتی سے آپ کا آتما اس قدر کٹھور ہو جائے گا۔ کہ آپ اُچیہ سنگت کے اُچیہ پربھاؤں کو ٹھیک رُوپ میں گرہن نہیں کر سکیں گے۔ اس

سے دھیرے دھیرے آپ کے آتما کا جس قدر خوفناک پتن ہوسکتا ہے۔ اُسے سنمکھ رکھ کر آتمک ہت اور ہانی کا کچھ بھی بودھ رکھنے پر آپ بھے بھیت ہوئے بنا نہیں رہ سکتے ؟ (ان سطور کو ہم نے جلی کر دیا ہے)

اس تحریر کو پڑھ کر ہمارا خیال ہے۔ کہ دیو سماجی صاف اعلان کردیں گے۔ کہ دیو گورو بھگوان کے دماغ میں فتور تھا۔ اگر وُہ یہ اعلان نہ کریں گے۔ تو خود جھوٹے ثابت ہوں گے۔

دیو سماجی اخبار کا ایڈیٹر ڈمی ہے

ہم نے لکھا تھا۔ کہ:۔

"کوئی معشوق ہے۔ اس پردہ زنگاری میں" اور پھر یہ بھی لکھ دیا تھا۔ کہ ایڈیٹر کے خود نااہل ہونے کی وجہ سے سردار امر سنگھ یہ سب کچھ لکھ رہے ہیں۔ اس کے متعلق اُنہوں نے اقبال کر لیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

"سوال یہ نہیں۔ کہ ان مضامین کا راقم کون ہے۔ بتا ہے وُہ الف ہے یا ب"

جس اخبار کے ایڈیٹوریل کو کوئی الف یا ب لکھتا ہے۔ اُس کے متعلق اگر یہ کہا جائے۔ کہ اس کا ایڈیٹر ڈمی ہے۔ تو کیا یہ حقیقت سے دور ہے؟ میں مان لیتا ہوں۔ کہ دھرم پال صاحب روپوں کے حساب کے متعلق . . . . کرنے میں شاید ماہر ہوں۔ لیکن وُہ معاف رکھیں۔ اگر میں یہ کہوں۔ کہ وُہ ایڈیٹر بننے کے اہل نہیں۔ اگر وُہ ایڈیٹر ہو سکتے ہیں۔

تو وُہ "ایڈیٹر" لفظ کی ہتک کر رہے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے۔ کہ "ستیہ دیو سمباد" اخبار کہلانے کا مستحق نہیں (۲۲×۱۸÷۱) سائز کے تین ورق بھی کبھی اخبار کہلانے کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ایڈیٹر۔ پرنٹر اور پبلشر کا نام موجود ہے۔ اس لئے اسے اخبار کہنا ہی پڑے گا۔ چونکہ (۲۲×۱۸÷۲) کے تین اوراق پر شائع ہوتا ہے۔ اس لئے سہ ورقی اخبار ہُوا۔ خواہ دیو سماجی اس کو اُلٹ پلٹ کر آٹھ دس اوراق کا بنا لیں۔ بہرحال دیو سماجی اس سے چڑیں نہیں۔ کیونکہ اس سے اُن کی ہتک کرنا ہمیں مقصود نہیں۔

کیا دیو سماج جرائم پیشہ لوگوں کی بستی ہے؟

میں نے لکھا تھا۔ کہ اس وقت دیو سماج کے کرتا دھرتا سردار امر سنگھ ہیں۔ چونکہ وُہ کسی کام کرنے کے قابل نہ تھے۔ اس لئے پبلک کے ٹکڑوں پر پلتے رہے۔ اور خودکشی کی کس قماش کے ہیں۔ اس کے متعلق اس قدر لکھنا کافی ہے۔ کہ اُن کی دھرم پتنی نے خودکشی کی۔ اس کا انہوں نے اقبال کر لیا لیکن اس خودکشی میں بھی اُنہیں خوبی نظر آتی ہے۔ مگر دیو سماجی اس خوبی کے متعلق مدح سرائی کرنے سے پیشتر امر سنگھ کا مندرجہ ذیل بیان تو پڑھ لیں۔ "جیون تت" مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۹ء میں چھپا ہے۔

"میں نے اپنی پتنی کے سمبندھ میں جو ہانی کارک گھتیاں کی ہیں۔ اُن کی چھپی سُنکھہ آکر میرے دل کو

شوک سے بھر رہی ہے۔ اور جہاں اپنی پتنی کے سمبندھ میں بے وفا ثابت ہُوا ہوں۔ اس کی تصویر سامنے آ کر دل کو دُکھ سے بھر رہی ہے"۔ (ان الفاظ کو میں نے جلی کر دیا ہے)

اس اقتباس سے ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ بھائی امر سنگھ کس قماش کے آدمی ہیں۔ اور اپنی بیوی کے سمبندھ میں ان کا بے وفا ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟۔ کیا ایسا اپنی بیوی سے بے وفا شخص کسی عزت سے دیکھے جانے کے لائق ہے یا لعنت بھیجے جانے کے لائق۔ پھر وُہ کس طرح مجھ سے اُمید رکھ سکتا ہے۔ کہ میں ایسے شخص کو کسی عزت کی نگاہ سے دیکھوں۔

پھر "جیون تت" کے ۲ مارچ ۱۹۲۶ء کے پرچہ میں یہ لکھتے ہیں۔ کہ:۔

"میرا بواہ چودہ سال کی عمر میں ہی ہو گیا تھا۔ اس چھوٹی سی عمر میں ہی میں کام موہک چنتا میں ڈوبا رہتا تھا۔ اس سمبندھ میں زیادتی کر کے اپنے جسم یا اپنے آتما کی ہانی کرتا تھا"۔

(آپ اور کر ہی کیا سکتے تھے۔ اپنی انہی کرتوتوں سے تو اُس بیچاری کا ستیاناس کر دیا)

پھر آگے چل کر لکھا ہے:۔

"لیکن اپنی شبھ کاماؤں کے دوارا پرلوک میں اُس... کی آتما کے بھلے کے لئے برابر یتن کرتا رہتا ہوں۔ کہ جس سے

آشیہ ان کا بھلا ہُوا ہے"۔
کیا وُہ پھر آپ کی کام واسنا کو چریتارتھ کرنے کے لیئے آسمان سے آپ کے پاس آئیں۔ اور آپ کو بتلایا۔ کہ آپ کی شُبھ کامناؤں سے بغیر کسی قسم کا ہانی پریشودھ کا سادھن کرنے کے محض آپ کی کامنا کے Life words کے دوہرانے سے آتم ہتیا کے مہان پاپ سے وُہ موکھش پا چکی ہیں۔

"پرکاش" کے ناظرین سمجھتے ہوں گے۔ کہ دیوسماجیوں کے ہاں یہ پہلی خودکشی ہے۔ اس لئے قابلِ معافی ہے۔ لیکن آپ ایک اور خودکشی کے مندرجہ ذیل حالات پڑھیں۔ تو آپ کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں گے۔

"اسی دن (یعنی ١٠ دسمبر ١٩١٧ء) شام کو جب اُنہی کے ساتھ کی ناری آشرم کی اور استریاں سادھن سبھا میں وقت پر شامل ہُوئیں۔ تب شریمتی کلاوتی جی یہ کہہ کر پیچھے اکیلی رہ گئیں۔ کہ میرے سر میں درد ہے۔ اور میں سبھا میں شامل نہیں ہو سکتی۔ اکیلے پن کا موقع نکالنے کے بعد اُنہوں نے مٹی کا کئی سیر تیل اپنے بستر ے اور اپنی رضائی وغیرہ پر ڈال کر اور پھر اپنی چارپائی پر لیٹ کر اور دیا سلائی جلا کر آگ لگالی۔ آگ کے بھڑک اُٹھنے پر اُنہوں نے چلانا شروع کیا۔ اور ابھی جبکہ سبھا کی کارروائی شروع ہُوئے تھوڑی ہی دیر گزری تھی۔ کہ بعض شخصوں کو اُن کی چیخوں کی آواز سنائی دی۔ کہ جس پر ایک گرہچارنی استری کو اُوپر کے اُسی کمرہ میں کہ جس میں کلاوتی جی رہتی تھیں۔ اُن کا پتہ لینے کے لئے بھیجا گیا۔ اور جب گرہچارنی مذکورہ اُس کے کمرہ کے دروازہ پر پہنچی۔ تب اُس نے دیکھا۔ کہ وُہ چارپائی

پر پڑی ہیں۔ اور ان کے بچھونے اور رضائی وغیرہ سے آگ کے بڑے زوردار شعلے نکل رہے ہیں۔ اور کمرہ دھوئیں سے بھرا ہوا ہے۔ تب انہوں نے وہیں سے مدد کے لئے شور مچایا۔ کہ جب پر سماج کے بہت سے لوگ سہایتا کرنے کے لئے وہاں پہنچ گئے۔ لیکن نہایت شوک ہے۔ کہ اُن کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی شریمتی کلاوتی جی جل کر مر چکی تھیں"۔ (دیکھو جیون تت مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۷ء)

دیگر جرائم

صرف دیوسماج کا ریکارڈ ان جرائم تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ اُن کے ہاں دیگر جرائم کی بھی کثرت ہے۔ اس لئے کیا اُنہیں جرائم پیشہ لوگوں کی بستی کہنا مناسب نہیں ہوگا؟ جرائم پیشہ ہونے کے متعلق سرکردہ دیوسماجیوں کے اپنے اقبالی بیانات بھی موجود ہیں:۔

ناظرین "پرکاش" کی خدمت میں صرف چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔ جو حسب ذیل ہیں۔ آپ اُنہیں جرائم کہیں یا پاپ۔ نوعیت ایک ہے۔ فرق درجوں کا ہے۔ بہر حال مذہب اور سوسائٹی کے سامنے دونو مجرم ہیں۔

(۱) "جیون تت" مطبوعہ ۱۰ جون ۱۹۲۴ء سردار تہیشی سنگھ لکھتے ہیں:۔

" اوہ میری کیسی شرمناک اوستھا اور میں کیسا ادنیٰ وجود"

(۲) ایضاً۔ ایک اپکرت سیوک دعاباگ بھائی امر سنگھ۔

"خصوصاً میر سنشا اور کام انور آگ سے پریالت ہو کر کی ہوئی انوچت کرپائیں بڑے روپ میں میرے سنمکھ آتی ہیں۔

اور مجھے دُکھ اور شوک سے بھرتی ہیں ..... یہ میری کس قدر ادنیٰ کمینہ اور پاجی فطرت"؟

(۳) "جیون تت" ۲۳ مئی ۱۹۲۲ء میں لالہ مُرلی دھر جی لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"میں دیو سماج کا کرمچاری کہلا کر بھی آتماؤں سے ہت کے سمبندھ میں آپ کے بھاوؤں اور سنگراموں کے بارہ میں آپ سے کچھ جاننے یا سُننے یا بات چیت کرنے کی کوئی آکانکھشا نہیں رکھتا"۔

(۴) "جیون تت" ۱۲ اپریل ۱۹۲۲ء میں دھرم بل جی لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"اپنے بھیتر گھمنڈ اور اپنت کے بھاؤ سے موکھش لابھ کرنے کا بھاؤ بڑھا"۔

(۵) "جیون تت" ۲ ستمبر ۱۹۲۲ء میں لالہ جانکی داس جی لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"کتنی بار اپنے نیچ بھاوؤں کے ادھیکار میں آکر اور انیک بار اپنی اس کرِپا پاتر اور اپدھی اوستھا کے کارن آپ کو آئے دن دُکھ پہنچانے۔ صدمہ لگانے اور تڑپانے کا کارن بنتے رہتے ہیں"۔

(۶) ۵ اگست ۱۹۲۴ء میں سردار صاحب سردار ساون سنگھ لکھتے ہیں۔ کہ :۔

"میرے بھیتر کیسی وناش کاری شکتیاں موجود ہیں۔ اور وہ اپنا کام کرنے کا سنگرام یا ابھیاس کرتی رہتی ہیں"۔

(۷) ایضاً ــــ ایک سیوک :۔

"وہ اپنی ہی منیچ گیتیوں سے اپنی آتمک پونجی کو برباد کر لیا ہے۔ اور ایک نیچ انوراگ کی غلامی سے میں اس درجہ نہیں نکل سکتا۔ کہ جس سے میں اس پہلو میں بھروسہ کے لائق ثابت ہو سکتا ہوں"۔

اُن کے اپنے اقبالی بیانات سے قطع نظر کیجئے۔ وُہ مانیں یا نہ مانیں۔ خود اُن کے گورو بھی ان کو جرائم پیشہ ہونے کا سارٹیفکیٹ دے گئے ہیں۔ جیسا کہ دیو گورو بھگوان کے مرنے پر اُن کا جو آخری پیغام پڑھا گیا۔ اُس کے مندرجہ ذیل اقتباس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ:۔

"تم نے ابھی تک ستیہ دھرم کی ستیہ سکھشا کو نہیں پہچانا۔ نہیں تو جن نیچ انوراگوں سے آتما کے لئے استیہ اور اہت کی اور جانا اور اسی لئے اس کا ادھرمی اور پتت بننا انواریہ ہے۔ اُن کو تم اپنا شترو سمجھنے کے ستھان میں انہیں اپنا متر کیوں سمجھتے اور اُن کی اور دوڑ دوڑ کر کیوں جاتے۔ یہ پتن کاری انوراگ جو تمہارے آتماؤں کو دن بدن اندھا۔ کٹھور نربل اور اوچیہ بننے کے ایوگیہ بنا رہے ہیں۔ اُن کے داس رہنے میں کیوں آرام اور ترپتی پاتے"؟

اس کے علاوہ دیو سماج کے پرچاریوں اور انیہ سب ممبروں کی وُہ خود نوشت تحریریں جو وقتاً فوقتاً ان کے اخبار میں چھپتی رہتی ہیں۔ ستیہ پر مبنی ہوں۔ تو ان سب سے تو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دیو سماجی سب ابھی تک نیچ انوراگی اور پشاچ روپ دھاری ہیں۔ اور دُشٹ اور شرمناک اوستھا رکھتے ہیں۔ بہت کمینے۔ ہتیارے۔ ادھم اور پاپی ہیں۔

اور آتما کے لحاظ سے آتمک بل ہین اور آتمک انگ ہین ہیں
کُتّے بھونکتے رہیں گے قافلے جاری رہینگے

سر سیموئیل ہٹور نے نامعلوم اس فقرہ کا استعمال کس موقع پر کیا تھا۔ لیکن اب یہ فقرہ ضرب المثل ہو گیا ہے۔ میرے خلاف اس بحث کے دوران میں اس جرائم پیشہ بستی کے ایک اور فرد سردار گوروَنت سنگھ کی چِٹھی چھاپی گئی ہے۔ چِٹھی لایعنی باتوں کا مجموعہ ہے۔ سردار صاحب کسی زمانہ میں دیو گورو بھگوان کے تنخواہ دار سائیس تھے اور اب اس طرح کی چِٹھیاں لکھتے ہیں۔ اب اگر اور کوئی نہ ملے۔ تو دیو سماجی کیا کریں۔ سائیسوں کے بعد گھوڑوں اور گدھوں کی چِٹھیاں چھاپنے کی باری آئے گی۔

بولو شری دیو گورو بھگوان کی جے

میرے دان کا معاملہ

اس دفعہ پھر میرے دان کا معاملہ چھیڑا گیا ہے۔ حالانکہ وُہ خود لکھ چکے ہیں۔ کہ اس کے لئے ایک اور صاحب ذمہ دار تھے۔ لیکن اب اُس صاحب کو بری الذمہ کرتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ اس کی وصولی کے لئے انہیں بار بار رجسٹرڈ نوٹس کیوں دئیے تھے؟۔ چلو کہہ دو۔ کہ یہ ہماری حماقت تھی۔ لیکن پھر عدالت میں کیوں نہیں جاتے؟

اعتراض پی گئے

میں نے ان پر اعتراض کیا تھا۔ کہ ہندو سماج میں اور بھی کئی سوسائٹیاں ہیں۔ لیکن ان میں اختلاف ہونے

کے باوجود میل ہے۔ مگر دیوسماجیوں کو بہ ہیئت مجموعی نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اس کو دیوسماجی اخبار صحیح مان کر پی ہی گیا ہے۔

اُن کے معبود کی گوشت خوری کے متعلق جو سوالات میں نے اُن سے کئے تھے۔ وہ سب صحیح مان کر پی گئے ہیں۔ گو بار بار میرے گوشت خوری کے معاملہ کو بیچ میں لاکر ان کو بری الذمہ قرار دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ لیکن مجھے تو اس بارہ میں کرڑے دنڈ دئے گئے تھے۔ آیا دیو گورو نے بھی کوئی ہانی پریشودھ کا ساوھن کیا تھا؟ یہ نہیں بتلاتے۔ (پرکاش لاہور ۱۱ اگست ۱۹۳۵ء)

ساتویں فصل: دیوسماج کی حقیقی تصویر!

دیوسماج کے جال سے میں نے کس طرح نجات حاصل کی:

میں دیوسماج کا تقریباً ۲۵ سال تک ممبر رہا۔ اور شروع میں ان میں غالباً خطاب یافتہ بھی صرف میں ہی تھا۔ میری ان میں شمولیت پبلک کی طرف سے بعض اوقات حیرت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھی۔ ان لوگوں کے لئے میری دیوسماج چھوڑنے کی عام کہانی دلچسپی کا باعث ہوگی۔

میں دیوسماج کے تعلق میں آنے سے پہلے براہم سماج کوئٹہ کا باقاعدہ ممبر تھا۔ میں ان دنوں ایک سرکاری دفتر میں معقول تنخواہ پر ملازم تھا۔ چونکہ ان دنوں شری دیو گورو بھگوان

گو براہم سماج چھوڑے اور دیو سماج قائم کئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا۔ اس لئے براہم سماج اور دیو سماج میں کوئی چنداں فرق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ یہی سبب تھا۔ کہ بھائی بالمکند جی گرڑ جو خود ان دنوں برہم سماجی تھے۔ اور اس کے ساتھی شری پنڈت دینا ناتھ جی بالی فوٹو گرافر جن کے پاس اکثر میرا آنا جانا تھا۔ شری دیو گورو بھگوان کی اکثر تعریف کیا کرتے تھے۔ ان ہر دو نے مل کر دیو گورو جی کو اگر میری یادداشت غلطی نہیں کرتی (یہ سب کچھ میں یادداشت سے کام لے کر لکھ رہا ہوں) اگست ١٨٩١ء میں کوئٹہ میں مدعو کیا تھا۔ ان کے کوئٹہ میں تشریف لانے پر مجھے چھبیس کی عمر میں ہی ان کے ذاتی تعلق میں آنے اور دیو سماج کے اُمیدوار ممبری میں پہلے پہل خود ان کے اپنے ہاتھوں سے دیکھشا حاصل کرنے کا موقعہ ملا۔

یہ سچ ہے۔ کہ دیو سماج میں شامل ہونے کے بعد میرا شردھا اور بشواس کا بھاؤ کیا دیو سماج اور کیا شری دیو گورو بھگوان کے سمبندھ میں دن بدن بہت مضبوط ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ یہ اندھ بشواس اور اندھ شردھا کی حد تک جا پہنچا۔ میں نے اپنے انہیں بھاوؤں سے متحرک ہو کر سینکڑوں چٹھیاں بلکہ بے شمار۔ بھی کہیں تو مبالغہ نہیں ہوگا۔ دیو سماج میں شامل رہنے کے زمانہ میں دیو گورو اور دیو سماج کی تعریف میں لکھیں۔ اور "ہر چہ در کان نمک رفت نمک شد" کے مصداق دیو سماجیوں کے گروہ میں رہ کر اپنے اسی اندھ بشواس اور اندھ شردھا کے باعث ان کی عملی زندگی کے زہریلے اثروں میں رنگا گیا۔ یعنی میں بھی ان کی طرح محض دیو سماج کو ہی

اچھا سمجھ بیٹھا - اور پرلے درجہ کا متعصب ہو کر اور سب مذاہب کے پیروؤں کو متھیا کلپناؤں کے داس کہہ کر اور اُن سب کو گھٹیا وجود سمجھ کر سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا - اور دوسرے دیو سماجیوں کی طرح ایسی ذہنیت میں ڈھل گیا - کہ دیو سماج اور دیو گورو صاحب کی مدح سرائی میں جھوٹھ موٹھ جو اچھے سے اچھے الفاظ لغات میں مل سکتے - جڑ دیتا - اور اپنے آپ کو بے معنی طور پر نہائت تچھ اور نیچے سے نیچے جیون دھاری ظاہر کرنا میرا شیوہ بن گیا - جس سے دیو گورو صاحب بہت خوش ہوتے تھے - اور اپنے اخبار میں ایسی تحریریں چھاپ کر اپنی بڑائی اور خود سرائی کے لئے ان پر مبالغہ آمیزی کا مرچ مسالہ لگا کر پبلک میں خوب ڈھنڈورا پیٹتے تھے - چنانچہ آج تک یہی دستور برابر جاری ہے - جیسا کہ دیو سماج کے کسی بھی اخبار کے کسی پرچہ کو اُٹھا کر پڑھنے سے پتہ لگ سکتا ہے

انہیں بھاوؤں سے متحرک ہو کر میں خود تنگ ہو کر بھی اپنی تنخواہ میں سے ایک بہت بڑا حصہ دیو گورو صاحب کے ذاتی خزانہ میں سالوں جمع کراتا رہا - اور دیو سماج کے دیگر کاموں میں اپنی طاقت سے بڑھ کر دھن کی مدد دیتا رہا -

نوکری کے زمانہ میں چونکہ دیو سماج سے بہت دُور دراز ملک میں رہتا تھا - اور مطالعہ وغیرہ کی بھی اس قدر فرصت نہیں ملتی تھی - اس لئے دیو سماج کی اصلیت کا بھید مجھ پر نہ کھُل سکا - جب میں نے نوکری سے فارغ ہونے کے بعد لاہور میں اپنی بود و باش اختیار کی - تب مجھے ان کے ساتھ رہنے اور ان کی زندگی کو بھانپنے اور ان کی سِکشا

کو تنقیدی آنکھ سے مطالعہ کرنے کا کافی اوسر پراپت ہُوا۔ جوں جُوں مجھے اس قسم کا اوسر زیادہ ملتا گیا۔ توں توں مجھے اپنی گمرہی اور دیو سماجیوں اور ان کے نیتا کی چالاکیوں اور عیارانہ چالوں کے بھید کا زیادہ پتہ لگتا گیا۔ اس سے ....

مجھے ان کی سکشا نہائت غلط اور مِتھیا کلپناؤں پر مبنی پرتیت ہوئی۔ اور میرے لئے یہ ناممکن ہوگیا۔ کہ میں دیو آتما کی ذات کے متعلق یہ کرِیڈ دھارن کر سکے کہ اُن جیسا ادونیہ نہ گزشتہ زمانہ میں اس پرتھوی پر کبھی ظاہر ہُوا۔ اور نہ اب کوئی ہے۔ اور نہ آئندہ زمانہ میں کبھی کوئی ظاہر ہوگا۔ آئندہ کے لئے دیو سماج کا ممبر رہ سکوں — دوسری طرف دیو سماج اور اُن کے معبود۔ کے برخلاف مقدموں میں انہیں جھوٹ گھڑنے جھوٹی گواہیاں تیار کرتے۔ اور رجسٹری دستاویزات کے متعلق جعلسازی کرتے۔ اور ان مقدموں پر پبلک کے گاڑھے پسینے کی کمائی کا روپیہ بے دریغ لٹاتے دیکھ کر میں نے ۱۹۲۶ء میں دیو سماج سے قطعی علیحدگی اختیار کرلی۔ گویا تقریباً ۲۵ سال دیو سماج کا ممبر رہنے کے بعد ان سے جان بخشی کرائی۔

دیو سماج سے علیحدگی کے بعد میں اکثر ان کی تعلیم کی لغویت اور مِتھیا پن کے متعلق پبلک پریس میں لکھتا رہا۔ جس سے نہ صرف خود دیو گورو صاحب بلکہ دیگر دیو سماجی صاحبان بھی مجھ سے چڑتے اور مجھے گالی گلوچ دینے اور پبلک میں نیچا دکھلانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے رہے۔ چنانچہ اپنی ایسی نیچ فطرت سے متحرک ہوکر ۱۹۲۹ء کے شروع میں میری ایک راولپنڈی سے لکھی ہُوئی بہت پرانی یعنی تقریباً ۴ سال پہلے

کی چٹھی کہ جس میں میں نے تحریر کیا ہوا تھا۔ کہ بھگوان دیو آتما سے جُڑے رہنے میں میری زندگی ہے۔ ورنہ موت۔ دیو سماجی ایڈیٹر مسٹر دھرم بل نے اپنے اخبار میں چھاپ کر اور اپنی من مانی ٹیکا ٹپّنی اس پر چڑھا کر اناپ شناپ میرے بر خلاف گالی گلوچ کی بوچھاڑ شروع کر دی۔ اور ایسا کر کے اپنے آپ کو فرعونِ بے سامان سمجھنے لگ گئے۔ ان کی اس قسم کی تحریروں کا جواب لکھ کر میں انہی دنوں ان کو بھیجتا رہا۔ مگر بجائے اس کے کہ وُہ ان کو اپنے اخبار میں سالم چھاپ کر پبلک کو جانچنے کا موقع دیتے۔ بلکہ اِن میں سے بھی اپنی ادنیٰ فطرت کے تقاضا کے موافق ادھر اُدھر سے دم بُرید اقتباس دے کر اپنی منتقمانہ اور نہایت کمینہ پرکرتی کی سیری کا انتظام کرتے رہے۔ اور اس طور پر اُن سے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی کوشش کرتے رہے۔

اب میں ان سالم چٹھیوں کو ان کی قلعی کھولنے کے لئے نیچے درج کرتا ہوں۔ گو یہ خطوط پُرانے ہیں۔ لیکن ان سے پبلک پر دیو سماج کی حقیقی تصویر واضح ہو جائے گی۔

لاہور ۷ ار مارچ ۱۹۲۹ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب "آتمک تپن اور جیون" تسلیم

آپ نے اپنے اخبار آتمک تپن اور جیون مورخہ ۱۲ ر مارچ ۱۹۲۹ء کے پرچہ میں "بھگوان دیو آتما سے جُڑے رہنے میں ہی زندگی ہے۔ ورنہ موت" کی سُرخی دے کر میری راولپنڈی سے ۳۱ ر مئی ۱۸۹۵ء کی لکھی ہوئی ایک بہت پُرانی چٹھی میں سے اقتباس چھاپے ہیں۔ جس سے آپ نے عام پبلک پر یہ غلط

اور دیو سماج کے ممبروں پر خصوصاً اس قسم کے گمراہ کن اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ کہ مئی ۱۸۹۵ء میں میں بھگوان دیو آتما سے جُڑے رہنے میں ہی اپنی زندگی سمجھتا تھا۔ ورنہ موت۔ مگر اب اُن سے کٹ کر اور اُس روشنی سے محروم ہو کر ان صداقتوں کو دیکھنے سے ایوگیہ ہو گیا ہوں۔

آپ کا اس معاملہ میں اپنی طرف سے من مانی یکطرفہ ڈگری میرے خلاف صادر کر دینی ایک بیجا اور خود سرانہ فیصلہ ہے۔ اگر آپ اس کے ساتھ ہی اُس خط و کتابت کو بھی جو دیو سماج سے میرے استعفے پر دیو سماج اور میرے درمیان ہوئی تھی چھاپ دیتے۔ تو معاملہ صاف ہو جاتا۔ اور پبلک کو پتہ لگ جاتا۔ کہ آیا آپ کا یہ فیصلہ ستیہ پر مبنی ہے یا قطعی جھوٹ پر۔ کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ دیو سماج کی سکشا کو قطعی لغو اور مِتھیا کلپناؤں پر مبنی پا کر میں نے دیو سماج سے استعفاء دے دیا تھا۔ اور اس کے بعد (دیو سماج کی طرف سے) ایک مقدمہ میں جھوٹ اور فریب گھڑنے کی چالوں کو بھانپ کر کہ جس کا بھانڈا پھوڑ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب (سکھر سندھ) کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحب نے اپنے فیصلہ میں پھوڑ دیا تھا۔ اور اس جھوٹے مقدمہ کے لڑنے پر جس قدر پبلک کا روپیہ نہائت بیدردی سے برباد کیا جا رہا تھا۔ اسے دیکھ کر میں نے دیو سماج سے قطعی علیحدگی اختیار کر لی تھی؟

اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر ایک شخص آج آپ کے گورو صاحب کے سمبندھ میں ایک قسم کے خیالات رکھتا ہے۔ اور کل وہی جن ان کی سکشا کو قطعی مِتھیا اور لغو پا کر اور دیو سماج میں گراوٹ کے سامان دیکھ کر دیو سماج سے کنارہ کش ہو

جاتا ہے۔ تو کیا وُہ ایسا کرنے میں کوئی پاپ کرم کرتا ہے؟ اگر اس کا جواب آپ ہاں میں دیں۔ تو پھر آپ سے دوسرا سوال یہ ہو سکتا ہے۔ کہ کیا آپ اپنی دیو سماج کے تمام کرمچاریوں اور انیہ تمام ممبروں کو اور خود اپنے گورو صاحب کو بھی ایسی کسوٹی پر پرکھنے کے لئے تیار ہیں؟۔

کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ آپ خود اور آپ کے اور سب ساتھی کرمچاری اور دیو سماج کے انیہ تمام سیوک اور سیوکائیں دیو سماج میں شامل ہونے سے پہلے ایشور یا کسی نہ کسی اشٹ دیو یا داہگورو وغیرہ کو اپنی زندگی کی زندگی ورنہ موت سمجھتے تھے اور مختلف قسم کے دھرم متوں کو مانتے اور پوجا پاٹھ وغیرہ کیا کرتے تھے۔ ہاں شروع شروع میں جب تک دیو سماج میں ایشور کا بشواس پرچلت رہا۔ تب تک تمام دیو سماجی ایشور کے سمبندھ میں اسی قسم کا خیال رکھتے تھے۔ اب اگر ان تمام متوں والے کہ جن کو چھوڑ کر آپ سب آئے ہیں آپ سب کے سمبندھ میں اسی قسم کی یکطرفہ ڈگریاں صادر کریں۔ کہ آپ سب ایشور کی روشنی سے محروم ہو کر ان صداقتوں کو دیکھنے کے ایوگیہ ہو گئے ہیں۔ تو پھر آپ ہی بتلائیے۔ کہ کیا آپ کی اس فلاسفی کے بموجب ان کا یہ فیصلہ صداقت پر مبنی نہیں ہوگا؟

اور تو اور کیا یہ ستیہ نہیں؟ کہ ایک زمانہ تھا۔ جب کہ خود آپ کے گورو صاحب مختلف دیوی دیوتوں کے پوجاری تھے۔ اور ہنومان کے خاص اُپاسک تھے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ چنڈی کے پاٹھ سے ان کا بند گلا اور زبان کھُل گئے تھے۔

اور تقریباً ۴۵ سال کی عمر تک وُہ ایشور کے پوجاری اور بشواسی بنے رہے۔ اور ان کی اپنی ہی رچی ہوئی کتابوں اور اخباروں اور لیکچروں سے سینکڑوں اقتباس ایسے پیش کئے جا سکتے ہیں۔ کہ جن سے صاف ظاہر ہو تا۔ کہ وُہ ایشور سے جُڑے رہنے میں زندگی ورنہ موت انوبھو کرتے تھے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ یہاں پر چند اقتباس آپ کی سیوا میں پیش کئے جاتے ہیں۔ اور آپ سے آپ کی ہی پیش کردہ کسوٹی کے انوسار اپیل کی جاتی ہے۔ کہ کیا آپ اپنے گورو کو بھی ایشور کی روشنی سے محروم ہو کر ان کی صداقتوں کو سمجھنے کے اہل سمجھتے۔ اور انہیں اسی روپ میں پبلک میں پیش کرنے کے لئے تیار ہیں کہ جس روپ میں آپ نے مجھے پیش کیا ہے۔

دیو گورو صاحب کی تحریروں میں سے اقتباس

(۱) اُنہوں نے نوکری چھوڑ کر ایشور سیوا میں اپنی زندگی بھینٹ کرنے کو نکھش بنا کر دیکشا حاصل کرتے وقت جو بھجن گایا تھا۔ وُہ یہ ہے۔

بھجن

تو بدھاتا تو بدھاتا تو بدھاتا میرا
میں ہوں بندہ میں ہوں بندہ میں ہوں بندہ تیرا
ایک روٹی اور دھوتی دوارا تیرے پاؤں
بھگتی اور پریم سہت نام تیرا گاؤں
باہر انتر دیکھ تجھ کو ست نت جانوں
تب آدیش سکھی من سے سار کر کے مانوں
ست شو سُندر ہی میرا پرم لکھش ہووے

جگ کے اُپکار ہی میں جیون یہ جاوے

(میرا نوٹ) اس بھجن سے صاف ظاہر ہے۔ کہ ایشور کو ست۔ شِو۔ سُندر پُرش کے نام سے سمرن کر کے اور اس کو ہی مخاطب کر کے اور تکھش بنا کر یہ بھجن تیار کیا۔ اور گایا تھا (جس کی بیاکھیا انہی دنوں اپنے اخبار دھرم جیون میں بھی چھاپ دی تھی۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اس وقت ایشور کو پانا ہی ان کی زندگی کا مکھیہ لکھش تھا۔ مگر اب اس کی جھوٹی تاویلیں گھڑ کر اسے کچھ کے کچھ معنے دئے جا رہے ہیں۔ جو کہ بہت افسوسناک ہے)

(۲) دھرم جیون ماہ جون ۱۸۸۵ء میں یہ لکھا ہے:۔

"کونسا ذریعہ اور کونسا کام میرے لئے ضروری ہے۔ اس کو میں نہیں جانتا۔ وہی (یعنی ایشور) خوب جانتے ہیں۔ جو (یعنی ایشور) میری زندگی کی زندگی ہیں"!

"نہ مطلب ہے گدائی سے نہ مطلب ہے کہ شاہی ہو
الٰہی ہو وہی جو کچھ مرضی الٰہی ہو"

(۳) روحانی زندگی حصہ پنجم صفحہ ۱۰۱ پر گورو صاحب نے ایشور کی گود میں لیٹ کر اپنا منہ چھوانا لکھا ہے۔

(۴) عشقِ الٰہی کے جلسوں میں ایشور درشن سے خوب گدگد ہو کر اور وجد میں آ کر ناچنے لگ جاتے تھے۔ اور کبھی یہ فقرہ دُہرا کر "سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے" رونے لگ جاتے تھے۔

(۵) ایشور کے علاوہ وُہ ان دنوں دوسرے مہاپرشوں کو بھی شردھا بھاؤ سے دیکھتے اور سمرن کرتے تھے۔ مثلاً:۔

۲۹ر جنوری ۱۸۸۸ء کے دھرم جیون میں یہ لکھا ہے۔ کہ:-
"اس کے بعد اُنہوں نے (دیوگورو صاحب نے) ایک پرارتھنا کی۔ کہ جس میں اُنہوں نے مہاتما رام موہن رائے۔ دیویندرو ناتھ ٹھاکر۔ کیشب چندر سین۔ شیو ناتھ شاستری اور اور بڑے لوگوں کو یاد کر کے ان کی نسبت اپنی شردھا اور بھگتی کا اظہار کیا"۔

۱۷ر فروری ۱۸۸۸ء کو دیو دھرم پرچار ہال کا بنیادی پتھر رکھنے کے موقعہ پر اُنہوں نے (گورو صاحب نے) یہ بیان کیا تھا۔
کہ "ان کی (ایشور کی) دیو شکتی کا ظہور صرف پنجاب میں ہی نہیں ہُوا۔ بلکہ دُنیا کے اور ملکوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ ہم مکتی فوج میں اس شکتی کا عمل دیکھتے ہیں۔ اور بنگال میں جو لوگ روحانی زندگی پا کر اس کی برکتوں کو پھیلانے میں کم و بیش مصروف ہیں۔ ان کے اندر بھی اسی دیو شکتی کا عمل دیکھتے ہیں"۔

۲۷ر ستمبر ۱۸۸۷ء کو یعنی دیو سماج قائم کر چکنے کے بعد راجہ رام موہن رائے کی برسی پر راجہ صاحب کے "پاک خیالات اور کام" کے مضمون پر خود گورو صاحب نے لگاتار دو گھنٹے تک لیکچر دیا تھا۔ (دیکھو دھرم جیون ۹ر اکتوبر ۱۸۸۷ء)

مگر اب نہ صرف تمام دیو سماجی بلکہ خود آپ کے گورو صاحب بھی ایشور اور تمام قسم کے دیوی دیوتوں اور دیگر مذاہب کے مہا پُرشوں کو کیا تقریر اور کیا تحریر کے ذریعہ صلواتیں سُنا کر دل ٹھنڈا کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ دُنیا کے تمام دوسرے مذاہب کے پیرو ادھم لوگ ہیں بڑھ کر اور اس کے خوفناک دُکھوں کو بھوگ کر بالکل نشٹ ہو جائیں گے۔ چنانچہ "مجھ

میں دیو جیون کا پرکاش" حصہ اول صفحہ ۴۴۰ پر یہ لکھا ہے:۔
"اس پرتھوی میں عیسائی۔ موسائی۔ برا ہمو اور سناتن دھرمی۔ سکھ۔ کبیر پنتھی۔ سنت متی۔ شیو شاکت۔ یوگی۔ بیراگی۔ اوداسی۔ نرملے۔ سنیاسی۔ تیاگی۔ دولت مند۔ عالم اور رکلین آدمی کہلا کر بھی اپنی ادھم اوستھا کے کارن کس پرکار ادھم لوک کے بھیانک دکھوں کو بھوگت ہوا ایک ہشٹیش کال کے انتر پورنتیہ نشٹ ہو جاتا ہے"۔
پھر اسی کتاب کے صفحہ ۴۰۶ پر لکھا ہے:۔
"متھیا بشواس بھی آتما کو نیچ بنانے کے بھن اس کے بھوتک شریر کے پرمانوؤں کو بھی نیچ بناتا ہے۔
پھر صفحہ ۴۹۷ پر لکھا ہے:۔
"متھیا بشواسوں کے ادھین رہنے سے آتما میں نیچ گتی اور نیچ جیون کی اُتپتی اور پردھی ہوتی ہے"۔
پھر صفحہ ۵۴۶ پر یہ لکھا ہے:۔
متھیا کلپنا مولک کسی مت یا بشواس یا سادھن سے آتما کو کیول یہی نہیں کہ کوئی لابھ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو اور اس کے دوارا اوراستتوں کو بہت ہانی پہنچتی ہے"۔
کیا آپ اب سچائی کے ساتھ کہہ سکتے ہیں۔ کہ آپ کے گورو صاحب کی اس قسم کی سنکشپتیہ پرسبنی ہو سکتی ہے؟ اور اگر آپ کا جواب ہاں میں ہو۔ تو کیا آپ تجربہ اور مشاہدہ کے مطابق کوئی ثبوت بہم پہنچانے کو تیار ہیں۔ کہ تمام پٹھانوں سکھوں۔ گورکھوں۔ اور راجپوتوں کے جسم کے پرمانوں نیچے ہو گئے ہیں۔ اور تمام دیوسماجیوں کے اعلےٰ درجہ کے۔ بلکہ

اس کے برخلاف کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ دیو سماج میں شامل ہونے کے بعد کئی پرشوں اور استریوں کی جسمانی حالت اس قدر پتنیہ چلی گئی۔ کہ کئی کرمچاری استری اور پرش چھوٹی عمر میں ہی اس دُنیا سے کوچ کر گئے۔

اور پھر جب آپ کے گورو صاحب بھی تقریباً ۵۴ سال کی عمر تک متھیا بشواسوں میں پھنسے رہے۔ تو کیا ان کا آتما تب تک نیچ بنتا رہا۔ اور ان کے شریر کے پرمانو بھی نیچ بنتے رہے اور کیا ان کے متھیا مولک بشواس اور سادھن سے خود ان کو اور ان کے دوارا اور استیوں کو بھی بہت ہانی پہنچتی رہی۔ اگر آپ اپنے گورو کے سمبندھ میں ایسا ہی بشواس کرتے ہیں۔ تو پھر سوال ہو سکتا ہے۔ کہ اتنے لمبے کال تک اپنے آتما اور شریر کی اور اور وجودوں کی ہانی کر کے ان سے اودھار پانے کے لئے کوئی ہانی پرشودھ کا سادھن پورا کیا ہے؟ ورنہ ان کے آتما اور شریر کا اودھار ان ہانیوں سے کس طرح ہو گیا۔ اور جو سیوک بوڑھی عمر میں دیو سماج میں متھیا بشواسوں سے بگڑے سڑے ہوئے داخل ہوتے ہیں۔ ان کے آتما اور شریر کا اودھار داخل ہوتے ہی کیسے ہو جاتا ہے۔

آپ اپنا تو یہ حق سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کسی اور مت کو غلط پا کر چھوڑ دیں۔ مگر وہی حق آپ اوروں کو دیو سماج کی تعلیم کو لغو اور متھیا پا کر چھوڑ دینے کے لئے تیار نہیں۔ کیا آپ کا انصاف یہی ہے؟

باقی رہی آپ صاحبان کی یہ ڈینگ کہ آپ کے سائنس گراونڈ کا مذہب کی سب شکشا بھگوان دیو آتما کی جو تی

پر مبنی ہونے کے کارن صحیح اور درست ہے۔ تو اس کے لئے میں آپ کو یا آپ کے کسی ساتھی کو بھاری سو کھلا چیلنج دیتا ہوں کہ آپ صاحبان میں سے کوئی اگر مشاہدہ - تجربہ اور علم منطق کے رُو سے صحیح ثابت کرنے کے لئے تیار ہے۔ تو میدان میں آئے اور میرے ساتھ تقریر یا تحریر کے دوارا دیو سماج کے مفصلہ ذیل سدھانتوں پر عام پبلک میں بحث کرے۔

(۱) دیو گورو دیو جوتی تت

(۲) دیو گورو یوجن تت

(۳) دیو گورو کی دیو پربھاؤں کی کرنوں کا اور آتماؤں تک سینکڑوں کوس تک پہنچنا۔

(۴) دیو گورو پرارتھنا تتو

(۵) منگل کامنا تتو

(۶) پرلوک تتو

(۷) بناش اور بکاش تتو یعنی سزا اور جزا۔

آخیر میں آپ سے التماس ہے۔ کہ آپ پبلک کو عموماً اور اپنے ممبروں کو خصوصاً گمراہی سے بچانے کی خاطر میری اس چٹھی کو اپنے اخبار میں شائع کر دیں۔ تاکہ ان پر بھگوان دیو آتما کی سکشا کی حقیقت کھل جائے۔ اُمید ہے اس خط کی رسید سے آپ کرپا کر کے مجھے اطلاع بخشیں گے۔

آپ کا وفادار :- جھانگی رام

بجائے میری اس چٹھی کو اپنے اخبار میں چھاپنے کے اپنی تیج فطرت کے خاصہ کے موافق مجھ پر گالی گلوچ کی بوچھاڑ اپنے اخبار میں شروع کر دی۔ اور آئیں بائیں شائیں کر کے

اور ٹیڑھی چالیں چل کر پبلک کو گمراہ کرنے کی کوشش کی۔
اس کا جواب میں نے جو دیا۔ وہ ذیل میں درج ہے:-

لاہور ۱۳ر مئی ۱۹۲۹ء

بخدمت جناب ایڈیٹر صاحب "آتمک پتن اور جنون" تسلیم

مجھے بہت افسوس اور دلی رنج کے ساتھ آپ کی سیوا میں لکھنا پڑتا ہے۔ کہ آپ نے ایک بار پھر اپنی فطرت کے خاصہ کے موافق کجروی اور چالاکی کا طریقہ اختیار کر کے اپنے اخبار مورخہ ۲۱ر اپریل ۱۹۲۱ء میں "رائیصاحب جہانگی رام جی کی بیقاعدہ گھبراہٹ" کی سنسنی خیز سرخی دے کر عام پبلک کو عموماً اور اپنے ممبروں کو خصوصاً گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے۔

پہلے پہل آپ نے ہی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کی۔ یعنی آپ نے ہی اپنی ڈھٹائی سے اپنی سماج کی بودی بنیاد کو گرنے سے بچانے اور اس کی لغو اور متھیا سکشا پر پردہ ڈالنے کے لئے اپنے مخالف کی ایک بہت پرانی تحریر کا آنترا ڈھونڈ نکالا۔ اور میری تقریباً ۲۴ سال کی ایک چٹھی میں سے اقتباس اپنے اخبار میں چھاپ کر پبلک پر یہ گمراہ کن اثر ڈالنے کی کوشش کی ہے۔ کہ تقریباً ۲۴ سال پہلے میں بھگوان دیو آتما سے جڑے رہنے میں ہی اپنی زندگی سمجھتا تھا۔ ورنہ موت۔ لیکن میں اب اُن سے کٹ کر اور اس روشنی سے محروم ہو کر ان صداقتوں کو دیکھنے کے ایوگیہ ہو گیا ہوں۔

میں نے آپ کے اس استیہ پر مبنی نتیجہ کو آپ کے اخبار میں پڑھ کر اس کے برخلاف آواز اُٹھائی۔ اور آپ کی سیوا میں لکھا کہ کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ نہ صرف یہ کہ میں دیو آتما کی

روشنی سے محروم ہو کر اُن کی سِکشا کی صداقتوں کو دیکھنے کے
ایوگیہ ہو گیا ہوں۔ بلکہ اس کے برخلاف ان کی سِکشا کو قطعی لغو
اور مِتھیا کلپناؤں پر مبنی پا کر دیو سماج سے استعفاء دے دیا
تھا۔ اور اس میں ترواٹ کے سامان دیکھ کر قطعی علیحدگی
اختیار کر لی تھی۔ اور آپ سے التجا کی تھی۔ کہ آپ میرے استعفاء
کو چھاپ دیں۔ تاکہ پبلک کو اصل حقیقت کا پتہ لگ جائے۔ اور
اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا۔ کہ کیا آپ اپنے اس پیمانہ کے
موافق اپنے آپ کو اپنے انیہ سہچاریوں اور سب ممبروں اور خود
بھگوان دیو آتما تک ہی پر لگنے کے لئے تیار ہیں؟ کیا یہ ستیہ نہیں
کہ آپ سب دیو سماج میں آنے سے پہلے ایشور یا کسی نہ کسی انیہ
دیو اور دیوتا وغیرہ کو اپنی زندگی کی زندگی اور نہ موت سمجھتے تھے۔
اب اگر ان تمام متوں والے کہ جن کو تیاگ کر آپ سب آئے
ہیں۔ آپ سب کے سمبندھ میں اسی قسم کی ڈگریاں صادر کریں
کہ آپ سب ایشور کی روشنی سے محروم ہو کر ان صداقتوں کو
دیکھنے کے ایوگیہ ہو گئے ہیں۔ تو پھر آپ ہی بتلائیے کہ کیا آپ
کی اس فلاسفی کے بموجب ان کا یہ فیصلہ صداقت پر مبنی نہ
ہو گا؟ اور اس کے علاوہ کیا یہ ستیہ نہیں۔ کہ خود بھگوان
دیو آتما بھی پہلے اور مہا پُرشوں کے سمبندھ میں شردھا بھاؤ
رکھتے تھے۔ اور براہم سماج اور اُن کے نیتا راجہ رام موہن رائے
پر اپنی بھگتی اور شردھا کے پھول چڑھاتے تھے۔ اور راجہ
صاحب کے پاک خیالات پر گھنٹوں لیکچر دیا کرتے تھے۔ اور
ایشور کے سمبندھ میں بھی اسی قسم کا بھاؤ یعنی ان سے جُڑے
رہنے میں ہی زندگی ور نہ موت انوبھو کرتے تھے۔ اور اس

کے ثبوت ہیں ان کے اپنے ہی لیکھوں سے اسی قسم کے اقتباس آپ کی سیوا میں پیش کئے گئے۔ اور لکھا۔ کہ کیا آپ ان کو بھی اب ان صداقتوں تو دیکھنے کے یوگیہ سمجھتے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ کو کھلا چیلنج دیا۔ کہ نہ صرف یہ کہ دیو سماج کی سکشا صداقت پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ فطری متھیا کلپناؤں پر مبنی ہے۔ اور آپ اپنی متھیا سکشا کو سدھ کرنے کے لیئے مجھ سے عام پبلک میں بحث کریں۔

یہ ایک واجب مطالبہ تھا۔ کہ جو آپ کے اپنے پیمانہ کے مطابق آپ سے کیا گیا تھا۔ آپ ہی سے کوئی میدان میں آکر اور اسے سدھ کر کے اپنی سماج کی شہرت میں چار چاند لگا سکتا تھا۔ مگر بجائے ایسا کرنے کے اُلٹا آپ نے اپنے فطری خاصہ کے موافق آئیں بائیں شائیں کر کے مجھ کو سنے اور اپنے مُنہ آپ میاں مٹھو بننے کی کوشش کی۔ اور اس طور پر لفظوں کی آڑ لے کر مجھے ٹال دینا چاہا۔

اب آپ نے اپنی شکشا کی صداقت کی بحث کو پس پشت ڈال کر ایک نیا اڈمبر تبدیلی کا کھڑا کر دیا ہے۔ اور میرے جواب میں لکھا ہے۔

اوّل:۔ آپ لوگوں اور خود بھگوان دیو آتما کے اندر ایشور واہگورو اور دیوی دیوتوں کے بشواس کو چھوڑ کر جو تبدیلی آئی وُہ بہتری کی نہ تھی۔ مگر اس کے مقابل میں دیو سماج کو تیاگ کرنے کے بعد میرے اندر جو تبدیلی آئی۔ وُہ بہتری کی ہے۔ یعنی پہلے میں اپنے آپ کو بھگوان دیو آتما کا اپکرت محسوس کرتا تھا۔ لیکن اب انہیں نقصان پہنچانے میں ترپتی محسوس کرتا ہوں

پہلے میں بھگوان دیو آتما کی جوتی میں اپنے آتما کی ایک یا دوسرے پہلو میں بڑی حالت کو دیکھ کر اس سے متر مسانہ اور دکھی ہوتا تھا لیکن اب نہیں ہوتا۔

دوم :- (ا) کسی بھی بات کے متعلق بحث کے ذریعہ ٹھیک نتیجہ پر پہنچنے کے لئے یہ لازمی بات ہے۔ کہ بحث کرنے والے جنوں کا ان کسوٹیوں پر پورا اتفاق ہو۔ کہ جس سے کوئی سچائی جانی جا سکتی ہے۔

(ب) چونکہ روحانی صداقتوں کا علم کسی ادھیکاری جن کو دیو آتما کی دیو جوتی میں ہی ہو سکتا ہے۔ اور چونکہ میں ایسی جوتی سے محروم ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ دیو گورو جوتی تت۔ دیو گورو پوجا تت۔ دیو گورو پرارتھنا تت۔ منگل کامنا۔ اور پر لوک تت آدی کے بشے میں تحریری یا تقریری بحث کرنا فضول ہے۔

آپ کے ان ہر دو فضول اور لنگڑے بہانوں کے متعلق میرا جواب :-

اوّل :- اب آپ نے اپنی سکشا کی صداقت کی ڈینگ کے مقابلہ میں اپنی زندگیوں میں نرالی تبدیلی کی ڈینگ کا نیا ڈھکوسلا پیش کر دیا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے یہ فرضی نتیجہ اخذ کر لیا ہے۔ کہ ایشور وغیرہ کو چھوڑ کر آپ سب بہتر بنے ہیں۔ اور میں دیو سماج تیاگ کر بدتر بنا ہوں۔

جناب من! اگر آپ کی۔ آپ کے اور ساتھی کریچاریوں اور انیہ سب ممبروں کی وُہ خود نوشت تحریریں کہ جو وقتاً فوقتاً آپ کے اخبار میں ہی چھپتی رہتی ہیں۔ ستیہ پر مبنی ہوں۔ تو ان سب سے تو یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ سب ابھی تک

نیچ انوراگی اور پیشاچ روپ دھاری ہیں - اور دشٹ اور شرمناک اوستھا رکھتے ہیں - بہت کمینے - ہتیارے - ادھم اور پاپی ہیں - اور آتما کے لحاظ سے آتمک بل ہین - ڈربل اور آتمک انگ ہین ہیں اور اس کے علاوہ خودبھگوان دیو آتما اپنے لیکھ میں جو کہ ڈرابیدیل کی صبح کو ان کی ارتھی کے سنمکھ پڑھا گیا تھا - آپ سب کو آخر میں یہ سرٹیفکیٹ عطا کر گئے ہیں - ”وہ تم نے ابھی تک ستیہ دھرم کی ستیہ سکشا کو نہیں پہچانا نہیں تو جن نیچ انوراگوں سے آتما کے لئے استیہ اور اہت کی اور جانا اور اسی لئے اس کا ادھرمی اور پتت بننا انیوار یہ ہے - ان کو تم اپنا شترو سمجھنے کے ستھان میں انہیں اپنا متر کیوں سمجھتے - اور ان کی اور دوڑ دوڑ کر کیوں جاتے - یہ تپن کاری انوراگ جو تمہارے آتماؤں کو دنوں دن اندھا - کٹھور - نربل اور اوچیہ بننے کے ایوگیہ بنا رہے ہیں - ان کے داس رہنے میں کیوں آرام اور ترقی پاتے“ !

اب جناب من - آپ خود ہی فرمائیے کہ ان واقعات کی موجودگی میں آپ کا مجھے دیو سماج کو چھوڑ کر بدتر بتلانا اور اپنے ہیں قطعی نرالے اور اوچیہ یہ پورتن کی ڈینگ ہانکنا - کیا معنی رکھتا ہے - کیا یہ صرف دھوکے کی ٹٹی نہیں ہے ؟ جو کہ اوروں کو گمراہ کرنے اور پھنسانے کے لئے آپ نے کھڑی کر رکھی ہے - ورنہ میں اس بارہ میں بھی آپ کو چیلنج دیتا ہوں - کہ آپ واقعات کی روشنی میں (نہ کہ بغیر کسی ثبوت کے صرف فرض کر لینے کے دوارا) اپنا اور اپنے تمام کرمچاریوں اور اپنے ممبروں کا مقابلہ کر کے پبلک میں پریکشا کے دوارا ثابت

کریں - کہ واقعی دیو سماج تیاگ کر میں بدتر بنا ہوں - اور آپ سب دیوتا سردیپ ہی ہیں -

باقی رہی آپ کی یہ ڈینگ کہ میں دیو سماج میں رہ کر بھگوان دیو آتما کا اُپکرت محسوس کرتا تھا - اور اب انہیں نقصان پہنچانے میں ترپتی محسوس کرتا ہوں - کیا آپ سب کا اور خود بھگوان دیو آتما کا ان سب متوں کے سمبندھ میں کہ جن کو آپ سب تیاگ کر آئے ہیں - بعینہ یہی حال نہیں ہے - میں تو فقط آپ کی لغو اور متھیا سکشا کے پول کھولنے پر ہی اکتفا کرتا ہوں - مگر آپ تو ان سب مذاہب کے سمبندھ میں تہذیب سے گری ہوئی گالی گلوچ دینے میں (جس ہنر میں آپ سب خوب مشتاق ہو چکے ہیں) ترپتی پاتے ہیں -

یہ سوال کہ پہلے میں دیو آتما کی جوتی میں اپنے آتما کی ایک یا دوسرے پہلو میں بُری حالت کو دیکھ کر اس سے شرمسار و دُکھی ہوتا تھا - لیکن اب نہیں ہوتا - کیا آپ کو الہام ہُوا - کہ میں کسی بھی پہلو میں اپنی کسی اُلٹی گتی کے متعلق دُکھ محسوس نہیں کرتا - یا کیا جھوٹ موٹ آپ نے ایسا فرض کر لیا ہے - اور کیا آپ اسی کسوٹی سے اپنے کرمچاریوں اور انیہ سب ممبروں اور خود بھگوان دیو آتما کو بھی ماپنے کے لئے تیار ہیں ؟ میں یہاں پر آپ کے کرمچاریوں کی خود نوشت تحریروں اور بھجنوں سے کئی اقتباس پیش کر سکتا ہوں - کہ جن پر آپ کی یہ بات بخوبی عائد ہوتی ہے - مگر ان سب سے مُنہ موڑ کر کیونکہ یہ پتر بہت لمبا ہو جائے گا - یہاں پر صرف خود بھگوان دیو آتما کا اپنا ہی رچا ہُوا ایک بھجن پیش کرتا ہوں - کہ جس سے

صاف ثابت ہوگا - کہ وہ ایشور کے بشواسی ہونے کے دنوں میں اپنے آتما کی ایک یا دوسرے پہلو میں بُری حالت کو دیکھ کر اس سے شرمسار اور دُکھی ہوتے تھے - لیکن ایشور بشواس چھوڑ دینے کے بعد اپنے آپ کو سب پاپوں سے بَرّا اور لاثانی دیو آتما فرض کرنے لگ گئے -

بچاؤ موہیں پربھو انتریامی
مہا ملین میں کاپٹ کامی
بانس جنم دیو تم اُتم
اور کیو شُبھ سمپد دھامی
تدپی تیاگ تب دھرم دیا میٹے
رہیو سدا بشین انوگامی
پاپ تاپ سے بھیو اتی پیڑت
اب میری پیڑا تھمت نہیں تھامی
ہوئے ہتاش نراش جگت سے
آیو شرن تمہاری سوامی

جناب من! اب حقیقت یہ ہے - کہ میں تو ضرور کئی دفعہ اپنی غلط کریاؤں کے لئے دُکھ محسوس کیا کرتا ہوں - مگر آپ کی پیش کی ہوئی کسوٹی کے انوسار آپ کے بھگوان دیو آتما تو ٹھیک پورے اُترتے ہیں - اب کیا آپ ان کے سمبندھ میں بھی اسی قسم کی رائے قائم کرنے کو تیار ہیں - کہ جو آپ نے میری تبدیلی کے سمبندھ میں قائم کی ہے -

دوم (۱) جناب من! کسی بھی بات کے متعلق بحث کے ذریعہ ٹھیک نتیجہ پر پہنچنے کے لئے جو کسوٹی آپ کے "ترک ودیا

بشارد" صاحب نے دی ہے۔ میرا اس کے ساتھ پورا اتفاق ہے۔ یعنی کسی بات کا سچیہ یا متھیا ہونا پریکشا کرنے پر ہی ثابت ہو سکتا ہے۔ میں نے بھی تو آپ کے سامنے یہی کسوٹی پیش کی تھی۔ یعنی تجربہ۔ مشاہدہ اور علم منطق کے رو سے پریکشا کے دوارا دیو سماج کے سدھانتوں کو آپ عام پبلک میں میرے ساتھ بحث کے ذریعہ سچا ثابت کریں۔

(ب) آپ کی یہ ڈینگ کہ دیو سماج کی سکشا کا علم کسی کو دیو آتما کی جوتی میں ہی ہو سکتا ہے۔ یہ آپ کا محض فضول اور بے ہودہ بہانہ ہے۔ اور اس بات کے مصداق ہے۔ "نہ ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا" جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ کیا آپ کو بھی دیو سماج کی سکشا کا کچھ علم نہیں۔ اور یہی سرٹیفکیٹ آپ سب کو دیو آتما اجر میں عطا کر گئے ہیں۔ ورنہ آپ اس موقعہ سے لابھ اُٹھاتے۔ اور ہم اندھوں تک دیو جوتی کا دان پہنچا کر اور ہمارا ہت سادھن کر کے اپنی سماج کی بڑھی کرتے۔ اور اس کے علاوہ جب آپ ایشور وادیوں اور دوسرے دیوی دیوتاؤں کے پوجاریوں کو چیلنج دیا کرتے ہیں۔ تو کیا اس وقت آپ سب کو شرم نہیں آیا کرتی۔ کیونکہ وُہ بھی تو آپ کو یہی جواب دے سکتے ہیں۔ کہ ایشور کی جوتی کے بنا کوئی جن اس کے بھیدوں کو نہیں پا سکتا۔ اور اس طور پہ آپ کو ڈانٹ بتلا سکتے ہیں۔

جناب من! حقیقت حال یہ ہے۔ کہ میری پُرانی چھٹی کو چھاپ کر جو جال آپ نے اپنی سماج کی گرتی ہُوئی بنیاد کو قائم رکھنے کے لئے عام پبلک کو عموماً اور اپنے ممبروں کو خصوصاً گمرا ۵۱

کرنے کے لئے پھیلایا تھا۔ آپ خود اس میں بُری طرح پھنس گئے ہیں۔ اور آپ کی ستیہ پنیر نے آپ کے لئے یہ ناممکن رکھا ہے کہ آپ اس کی قبول کی ہوئی کسوٹی کے رو سے پریکشا کے دوار انکل سکیں۔

آپ کا وفادار:۔ جہانگی رام

(آریہ مسافر لاہور ۱۸ اگست و ۲۵ اگست ۱۹۳۵ء)

آٹھویں فصل: دیوسماجی ایڈیٹر صاحب کی لنترانیاں

لالہ دھرم بل صاحب جو نہ صرف دیو سماج کے ڈپٹی ایڈیٹر ہیں۔ بلکہ دیو سماج وکاس آلیہ کے پرنسپل بھی بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے اخبار مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۳۵ء میں لوگوں کو اپنے وکاس آلیہ میں پھنسانے کے لئے جس قسم کی لنترانیاں ہانکی ہیں اور تیسخ ہچلّی جیسے گپوڑے لگائے ہیں۔ ان کا یہاں پر جائزہ لینا مقصود ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"اگر کوئی انسان اپنی اصل ہستی یا زندگی کے بارہ میں سچّا بودھ اور گیان پانا چاہتا ہو۔ اور اپنے تئیں مختلف قسم کے ناواجب خوفناک دُکھوں سے بچانے اور مختلف قسم کے اعلیٰ سکھوں کا بھاگی بنانے کا خواہشمند ہو۔ اپنی آتمک عمر کو بڑھانا چاہتا ہو۔ اپنی ہستی کو سچے معنوں میں سپھل کرکے دھنیہ دھنیہ ہونے کا اچھک ہو۔ اپنے وجود کو اپنے ساتھ تعلق رکھنے والے وجودوں کے لئے سچے معنوں میں مفید ثابت کرنا چاہتا ہو۔۔۔۔۔ تو وہ آتمک جگت کے سورج بھگوان دیو آتما کی سنتر ن میں آنے کا مہا سو بھاگیہ لابھ کرے"

اس قسم کی لنترانیاں ہانکنے اور گپوڑے گھڑنے کو دیو سماج میں بہت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اور جو ایسی لنترانیاں اور گپوڑے سب سے زیادہ گھڑ اور ہانک سکے وُہ ان میں بڑا اونچ پدستھ سمجھا جاتا ہے۔ اس کی سیوا شسترو شا شروع ہو جاتی ہے۔ اور وُہ دیو سماج میں پروہت اعظم کہلاتا ہے۔

اب پرنسپل صاحب دیو سماج وکاس آلیہ کی اس بڑ کو سچائی کی روشنی میں پڑتالتے ہیں اور دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ آیا ان لنترانیوں میں کچھ صداقت پائی جاتی ہے یا نہ۔ یا یہ محض اپنے جال میں پھنسے ہوئے وکاس آرتھیوں اور ممبروں کا دل خوش کرنے کے لئے گھڑی گئی ہیں۔ اور ایسا کرنے میں اپنی قابلیت کے جوہر دکھلائے گئے ہیں۔ اور اُن سے اپنی واہ واہ حاصل کرنا مقصود ہے۔ ورنہ حقیقت میں یہ سب بڑ ڈھول کا پول ہے۔ اور کوڑے کرکٹ میں پھینک دینے کے لائق ہے۔ اگر میں غلطی نہیں کرتا۔ تو ایسی تحریروں کے ساتھ یہی سلوک اور دیو سماجی صاحبان روا رکھتے ہیں۔ کیونکہ ایسی مہمل باتوں سے اُن کے ممبروں میں کوئی حرکت پیدا ہوتی ہوئی پائی نہیں جاتی۔ اور بعض تو اُنہیں پڑھتے تک نہیں۔

کیا میں لالہ دھرم بل صاحب سے یہاں پر یہ سوال کرنے کی جرأت کر سکتا ہوں؟ کہ دیو سماج کے ممبروں کو چھوڑ کر فقط اپنی کرمچاری کلاس میں سے آپ کوئی بھی کرمچاری ایسا پیش کر سکتے ہیں۔ یا آپ خود چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سچائی کی روشنی میں یہ کہنے کو تیار ہیں۔ کہ آپ میں سے کسی نے بھی

اپنے معبود کی شرن میں آ کر خود آج تک انسانی اصل ہستی کا. بودھ
اور گیان پایا ہے ۔ اور مختلف قسم کے اعلےٰ سکھوں کا بھاگی بنا ہے۔
اور خوفناک دکھوں سے بچ کر اپنی آتمک عمر کو بڑھایا ہے ۔ اور
اس طور پر اپنی ہستی کو سچے معنوں میں سپھل کر کے اپنے متعلقین
کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں ۔ صرف دل خوش کن مہمل شبدوں
کی رٹ لگانا اور شبدوں کے ساتھ بچوں کی طرح کھیلنا
اور بات ہے ۔ اور تجربہ اور مشاہدہ کی بنا پر سچے واقعات پیش
کرنا قطعی اور بات ہے ۔

کیا یہ سچ نہیں ۔ کہ دیو سماجی کرمچاری صاحبان اپنی خود نوشت
تحریروں میں جو اکثر آپ کے اخبار میں شائع ہوتی رہتی ہیں ۔
اور جو ستیہ پر مبنی سمجھی جانی چاہئیں ۔ . . . . اس
وقت تک اپنے آپ کو "مہا نیچ" "کام انوراگی" "سواد انوراگی"
"سوارتھ پرتا" "نیچ گھرناؤں میں پھنسے ہوئے" "ہتیارے"
"مہا اپرادھی" "گھمنڈی" "شرمناک اوستھا رکھنے والے ۔
ادنیٰ وجود" "نارکی وجود" "آتمک انگ ہین" "بل ہین"
"پشاچ روپ دھاری" ظاہر کرتے رہتے ہیں ۔ اور اپنے آپ
کو "اندھکار گرہست" "پرشنسا باسنا کے بھوکے" اور "کمینہ
اور پاجی فطرت رکھنے والے بتلاتے رہتے ہیں ۔ اور تو اور
خود لالہ جانکی داس صاحب کو جن کو اب سادھو سادھو کر کے آسمان
پر چڑھایا جا رہا ہے ۔ اپنے آپ کو "پشاچ روپ دھاری"
اور "کھ پاپاتر اور اودھی اوستھا رکھنے والا" اور اپنے معبود
کو آئے دن صدمے لگانے اور تڑپانے والا" لکھتے ہیں ۔ اور
آپ کے افسر مال کرمچاری بھائی امر سنگھ صاحب اپنی ذات

کے متعلق یہ لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے اپنی پتنی کے سمبندھ میں جو ہانی کارک کتیاں کی ہیں۔ اُن کی چھبی سنمکھ آکر میرے دل کو شوک سے بھر رہی ہے۔ اور جہاں جہاں اپنی پتنی کے سمبندھ میں بے وفا ثابت ہُوا ہوں۔ اس کی تصویر سامنے آکر دل کو دکھ سے بھر رہی ہے"۔

دیو سماج کے کرمچاریوں کی مذکورہ بالا خود نوشت اُن کے مہان نیچ اور اپرادھی ہونے کی زندہ شہادتوں کے علاوہ خود اُن کے معبود بھی انہیں "دو نیچتا"۔ "سنتان باسنا" "سوارتھ باسنا" "دھن باسنا" "پرشنسا باسنا" کے داس کہہ کر اکثر ڈانٹتے رہتے تھے۔ اور تو اور انہوں نے مرتے ہُوئے بھی اپنے لیکھ میں جو ان کی ارتھی کے سامنے پڑھا گیا تھا۔ آپ سب کو یہ سرٹیفکیٹ عطا فرمایا تھا۔

"تم نے ابھی تک ستیہ دھرم کی ستیہ سکشا کو نہیں پہچانا۔ نہیں تو جن نیچ انوراگوں سے آتما کے لئے استیہ اور اہنت کی اور جانا۔ اور اسی لئے اس کا ادھرمی اور پتت بننا انواریہ ہے۔ ان کو تم اپنا شترو سمجھنے کے ستھان میں انہیں اپنا متر کیوں سمجھتے۔ اور ان کی اور دوڑ دوڑ کر کیوں جاتے۔ یہ پتن کاری انوراگ جو تمہارے آتماؤں کو دن بدن اندھا۔ کٹھور۔ نربل اور اوچیہ بننے کے ایوگیہ بنا رہے ہیں۔ ان کے داس رہنے میں کیوں آرام اور ترپتی پاتے"۔

اب جناب دیو سماجی ایڈیٹر صاحب آپ ہی فرمائیے۔ کیا آپ کی لنترانی محض گپ اور کلپنا پر مبنی نہیں ٹھہرتی۔ جبکہ خود آپ کی زندگیوں میں اصل ہستی کا سچا گیان اور بودھ

حاصل نہیں ہُوا - تو آپ اور دوں کو سچا گیان اور بودھ خاک دے سکتے ہیں - کیونکہ آپ ابھی تک اندھکار کے جیو ہیں -

اعلےٰ سکھوں کی پرپتی کی ایک ہی کہی - کیا خود کرمچاری صاحبان کو اعلےٰ سکھ پراپت ہے ؟ اور تو اور خود ان کے معبود کو جیتے جی اس دُنیا میں سب قسم کے اعلیٰ سکھ پراپت تھے - جن کی ڈینگ پرنسپل صاحب نے خوب تُجھے دار شد و مد سے ہانکی ہے - کیا وُہ کبھی خوفناک مرض میں مبتلا نہیں ہُوئے؟ اور خوفناک دُکھ نہیں بھوگے ؟ کیا وُہ اکثر موت کی شیاء تک نہیں پہنچ جاتے تھے ؟ اور کیا مقدموں کے رگڑوں میں آکر تڑپا نہیں کرتے تھے ؟ اور ساری ساری رات تڑپ تڑپ کر نہیں گزارا کرتے تھے؟ - اور کیا وُہ اپنے آپ کو ظلم رسیدہ اور جیلخانہ کے ایک قیدی کی نسبت بھی مہادُکھیا زندگی رکھنے والا ظاہر نہیں کیا کرتے تھے ؟ اگر یہ سب باتیں سچ ہوں - جیسے کہ وُہ سچ ہیں - تو پھر اپنے معبود کی شرن میں آکر کوئی اعلیٰ سکھ خاک حاصل کر سکتا ہے - یہ محض آپ کی کلپنا ہے - اور اگر ان کا نام اعلیٰ سکھ ہے - تو ایسے اعلےٰ سکھوں کو دُور سے سلام -

جب خود کرمچاری صاحبان اپنے معبود کے حق میں انہیں صدمے لگانے اور تڑپانے والے ثابت ہوں - تو ایسی صورت میں اپنے متعلقین کے لئے سچے معنوں میں وُہ خاک مفید ہو سکتے ہیں - بالکل نہیں - یہ بھی محض آپ کی ڈینگ تھا جیسا کہ مذکورہ بالا بھائی امر سنگھ کے اقبال سے صاف ظاہر ہے - کہ وُہ اپنی پتنی کے حق میں بہت ہانی کارک گنتیاں

کرنے والے اور بیوفا ثابت ہوئے۔

آگے چل کر یہ دیو سماجی ایڈیٹر صاحب اور سب مذاہب کی مذمت کرتے ہوئے یوں اُچرتے ہیں۔

"بھگوان دیو آتما کی شرن میں آنے کے سوبھاگیہ کو پاکر پھر وُہ دیو سماج دھرم وکاس آلیہ..... میں داخل ہونے کا اتی اوچیہ ادھیکار پراپت کرے..... جس سے وُہ خود اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر دیکھ سکیگا۔ کہ اس میں داخل ہوکر اس کا وُہ بھلا ہو رہا ہے۔ جو دُنیا میں اور کہیں اور کسی جگہ بھی نہیں ہوسکتا۔ یہ نہیں کہ دُنیا میں دھرم کے نام سے کوئی ستھان موجود نہیں۔ کوئی پستک موجود نہیں۔ کوئی سادھن پرچلت نہیں۔ کوئی گورو پیر اور اُپاسیہ موجود نہیں۔ یہ سب کچھ ہے۔ اور کافی سے بڑھ کر ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ وُہ سب کچھ صرف یہی نہیں۔ کہ انسانی زندگیوں میں کوئی سچی بہتری لانے سے قاصر ہیں۔ بلکہ وُہ سب کچھ انہیں زیادہ اندھکار گرست زیادہ پاپی۔ زیادہ متعصب اور زیادہ دھرم لابھ کرنے کے ناقابل بنانے کا موجب بن رہے ہیں۔"

یہ سچ کہا گیا ہے۔ کہ جو جس کے اندر ہوتا ہے۔ وہی باہر پرکاش پاتا ہے۔ جبکہ دیو سماج کے کرمچاری صاحبان اور خود دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کی اپنی ایسی پتت اوستھا ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوئی تو پھر آپ اور سب مذاہب ان کے دھرم ستھانوں پستکوں۔ ان کے نیتاؤں اور ان کے دھرم سادھنوں کی بابت

نندیا نہ کریں تو کیا کریں - جبکہ خود آپ لوگوں میں کوئی سچی بہتری ابھی تک نہیں آئی - اور جب آپ لوگ خود ابھی تک اندھکار گرست - مہا اپرادھی - متعصب اور دھرم لابھ کرنے کے قطعی ناقابل بنے ہوئے ہیں - اور پھر آپ کی سنگت میں آ کر وکاس آرتھیوں کا خاک بھلا ہو سکتا ہے - وہ کونسا پاپ اور اپرادھ ہے کہ جس کے مرتکب کرمچاری صاحبان نہیں ہوتے - یا آپ کے دھرم ستھانوں میں نہیں ہوتا - کیا آپ کے ہاں سیاہ کاری نہیں ہوتی یا خودکشیاں نہیں ہوتیں یا چوری چکاری نہیں ہوتی یا جھوٹ فریب - دھوکا - ٹھگی - بے ایمانی نہیں ہوتی -

اگر دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کی اور سب مذاہب کی مذمت سنئیہ پر مبنی مان لی جائے - تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ خود ان کے بانی کی ذات میں اوچیہ پریورتن کہاں سے آیا - کیونکہ عدم سے کوئی چیز ہستی میں آ نہیں سکتی - اگر ان کے تمام بزرگوں اور ان کے آدی گورو اور تمام قسم کی پستکیں کہ جن سے انہیں واسطہ پڑا - محض انسانیت کو اندھکار گرست بنانے والی قبول کر لی جائیں - تو ان میں روشنی کہاں سے اور کس وجود سے آئی -

یا تو مجبوراً دیو سماجیوں کو یہ ماننا پڑے گا - کہ عدم سے کوئی چیز ہستی میں آ سکتی ہے - جیسے سائنس نہیں مانتی - یا یہ کہ آسمان سے کوئی فرشتہ اترا ہوگا - اور ان کے اندر پریورتن لایا ہوگا - کیونکہ بغیر موروثی اور نواحی حالات کے کوئی پریورتن نہیں آ سکتا - اب یہ دیو سماجی ایڈیٹر صاحب کے لئے ہے - کہ وہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی قبول کرتے ہیں -

ہمارے دیو سماجی ایڈیٹر اور دیو سماج وکاس آلیہ کے پرنسپل صاحب کے اور سب مذاہب کے مذمت کے بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ اس کے معبود کے گورو بھی اندھکار گرست پاپی اور متعصب تھے ۔ اور پروفیسر ڈرمنڈ اور دوسرے انگریز مصنفوں کی کتابوں مثلاً نیچر کٹر وغیرہ جن کی ان کے معبود اپنے لیکھوں میں تعریف کر گئے ہیں ۔ ان کی وُہ سب تعریف مستقیا تھی ۔ اور " ریشنلسٹ پریس ایسوسی ایشن " کی کتابوں سے جو اُنہوں نے لابھ اُٹھایا تھا ۔ اور ان کی بناء پر اپنے دیو شاستر میں بہت کچھ لکھا ہے ۔ جسے میں ثابت کر سکتا ہوں ۔ وُہ سب اندھکار گرست بنانے کا موجب ہیں ۔ اور ان سے لابھ اُٹھا کر اور دیو شاستر کی رچنا کر کے آپ کے معبود اندھکار گرست بنے ہیں ۔ اور آپ سب میں اندھکار ہی اندھکار پھیلایا ہے ۔

آگے چل کر دیو سماجی ایڈیٹر صاحب دیو سماج میں حیرت انگیز اعلیٰ تبدیلیوں اور اعلیٰ کراماتوں کے متعلق یہ ڈینگ ہانکتے ہیں ۔

" یہ سچے معنوں میں انہوں نے (بھگوان دیو آتما) ادھیکاری انسانوں کو سچا آتم گیان دینے ۔ سچی مکتی پروان کرنے اور سچا دھرم جیون دان دینے کا مہاسریشٹ کارج آرمبھ کیا ہے ۔ ان کے ایسے کاریہ سے پچھلے تھوڑے سے زمانہ کے اندر ہی سینکڑوں جنوں کے جیون میں جو حیرت انگیز پریورتن آیا ہے ۔ وُہ جاننے والوں سے چھپی ہُوئی بات نہیں ہے ۔ اس قسم کا اعلیٰ پریورتن اس زمانہ کی واقعی حیرت انگیز اعلیٰ کراماتیں ہیں "

دیو سماجیوں کے حیرت انگیز پریورتن اور حیرت انگیز اعلیٰ کراماتوں کا حال تو ناظرین ان کی اپنی خود نوشت زندہ شہادتوں کے

ذریعہ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ کہ خود دیو سماج کے کرمچاری صاحبان اور ایڈیٹر صاحب نیچ اور مہا ادھم اوستھا کے مالک ہیں۔ پھر اس قسم کی شیخیاں بگھارنے اور لاف زنی کرنے کے کیا معنی۔ اور تو اور کیا آج تک کسی کرمچاری صاحب نے بھی سچی مکتی کا مُنہ دیکھا ہے۔۔ جن سینکڑوں جنوں کے جیون میں حیرت انگیز اعلیٰ پریورتن کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ اگر وُہ اعلیٰ پریورتن یہی ہے۔ جو ان کی اپنی شہادتوں اور اُن کے معبود کے آخری سرٹیفکیٹ سے ظاہر ہے۔ تو اس ادچیہ پریورتن سے دُنیا کی جس قدر نجات ہو سکے۔ اتنا ہی بہتر ہے۔

اگر اس قسم کے ناقابل عمل اور ان ہونی گھوڑے ہانک کر کسی کا بھلا بننا ممکنات میں سے ہوتا۔ تو دیو سماجی صاحبان مدت کے فرشتہ بن گئے ہوتے۔ مگر ایسا ہے نہیں۔ ہاں اس قسم کے گھوڑے ہانکنے سے خود گھوڑے گھڑنے والوں اور ان کے دکاس آرتھیوں کی ذہنیت اہنکار پرائن ہو کر زیادہ نیچ اور مہا ادھمی بن جاتی ہے۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ آج جو مُنڈا دیو سماج کے دکاس آلیہ میں داخل ہوتا ہے۔ وُہ داخل ہوتے ہی اپنے آپ کو حواری سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اور کسی غیر مذہب والے کو اپنی برابری کا نہیں سمجھتا۔ حتیٰ کہ اپنے معبود کے آدگورو اور ان کے بزرگوں کو بھی حساب میں نہیں لاتا۔ کیونکہ وُہ غلط طور پر اس بات کو اپنے پلے باندھ لیتا ہے۔ کہ "دنیا میں اور کہیں اور کسی جگہ بھی بھلا نہیں ہو سکتا"!

میرے خیال میں تو یہ سب لنترانیاں آپ نے اپنے ہی مقصد کو سنمکھ رکھ کر ہانکی ہیں۔ وُہ آپ سب کی اپنی نچ کی

اغراض کی پورتی کے لئے ہیں۔ نہ کہ کسی اس یا اُس وکاس آرتھی کے بھلے کے لئے۔ کیونکہ "او خود گم است کرا رہبری کند" کے مصداق آپ لوگوں نے کسی اور کا بھلا خاک کرنا ہے۔ جبکہ آپ خود نیچ انوراگوں میں غرق اور مہا اپرادھی ہیں۔ جس کا ثبوت بھائی امر سنگھ اور آپ کی اپنی خود نوشت تحریروں سے ملتا ہے۔ کہ جن میں وُہ اور آپ اور سیوکوں کو دھنیہ دھنیہ کہتے ہُوئے اس لئے نہیں تھکتے۔ کہ وُہ ان کی یا آپ کی ذاتی سیوائیں کر کے آپ کی خود غرضی پر مبنی اغراض کو پورا کرتے ہیں۔ مثلاً:-

بھائی امر سنگھ لکھتے ہیں:-

(۱) ایک سیوکا "برسوں تک وکاس آرتھیوں کے لئے بھوجن تیار کرنے یا ان کے جھوٹے برتن صاف کرنے آدمی کے کاموں میں بہت سیوا کاری ہوتی رہی ہیں" اس لئے انہیں "جس قدر دھنیہ دھنیہ کہا جاوے۔ اُسی قدر تھوڑا ہے"

(۲) ایک اور سیوکا کے متعلق۔ "یہ بیچ بیچ میں دیو سماج کے کرمچاریوں کے لئے اپنے ہاتھوں سے ایک یا دوسرا کپڑا تیار کر کے سیوا کاری ہوتی رہتی ہیں"

(۳) ایک اور سیوکا:- "یہ بھی بیچ بیچ میں دیو سماج کے کرمچاریوں کے لئے سیوا کاری ہوتی رہتی ہیں"

(۴) ایک سیوک:- "ان کے اندر بھی دیو سماج کے کرمچاریوں کے پرتی سنمان اور سیوا کا بھاؤ موجود ہے"

(۵) ایک اور سیوک۔ "جب کبھی کوئی کرمچاری ان کے گاؤں میں پہنچتے ہیں۔ تب یہ ان کی بہت ہی چاؤ بھاؤ سے سیوا کرتے ہیں"

(۶) ایک اور سیوک۔ "جب کبھی کوئی کرمچاری یا سیوک ان کے مقام میں پہنچتے ہیں۔ تب یہ ان کی دلی بھاؤں سے سیوا کرتے ہیں"

(۷) ایک اور سیوک " دیو سماج کے کرمچاریوں کے لئے بھی سنمان کا بھاؤ رکھتے ہیں۔ حسب موقعہ ان کے لئے سیوا کاری ہو کر اپنا سوبھاگ بودھ کرتے ہیں"

(۸) ایک اور سیوک۔ " وہاں ان کے لئے (کرمچاریوں کے لئے) ایک یا دوسرے پہلو میں سیوا کاری ثابت ہوتے رہتے ہیں"۔

(۹) ایک سیوکا۔ " دیو سماج اور کرمچاریوں کے سمبندھ میں اچھا شردھا کا بھاؤ رکھتی ہیں"

دیو سماجی ایڈیٹر لالہ دھرم بل خود یہ تحریر کرتے ہیں:-

" آپ لوگوں میں بعض جن جو میرے لئے جسمانی لحاظ سے بھی بہت سیوا کاری ہوئے اور ہو رہے ہیں (کیوں نہیں ایک تو ان سے حلوہ مانڈا ملتا ہے۔ اور دوسرے پر استریاں آپ کے میلے کپڑے دھونے۔ آپ کا کھانا بنانے اور آپ کو کھلانے میں اپنا چاؤ بھاؤ ظاہر کرتی ہیں۔ اور تیسرے رات کو کتنی سیوک آپ کی مٹھی چاپی کرنے میں اپنا سوبھاگ محسوس کرتے ہیں۔ راقم) میری ایک یا دوسری مالی دقت کے نوارن کرنے میں میرے مددگار بنتے ہیں۔ (اس سے تو صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ اور سیوکوں سے اپنی ذاتی اغراض کے لئے روپیہ بٹورنے میں بھی مہارت رکھتے ہیں۔ راقم) میری ایک یا دوسری دنیاوی مصیبت یا بعض جنوں کی طرف سے ایک یا دوسرا جھوٹا مقدمہ کھڑا کرنے کی صورت میں اس مصیبت کو حل کرنے میں سہائیتا دینے کا باعث بنتے ہیں۔ میرے پریوار ک

جنوں کے لئے ایک یا دوسرے پہلو میں خدمت گزار ہوتے ہیں۔ یا ان پہلوؤں میں اب سیوا کاری بن رہے ہیں؟"

اس سے ناظرین خود اچھی طرح جان جائیں گے۔ کہ سماج کو ان کے کرمچاری صاحبان اور خود لالہ دھرم بل صاحب نے اپنی ذاتی اغراض کو پورا کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اور سیوکوں کی جھوٹ گھڑ کر دلجوئی اس لئے کی جا رہی ہے۔ کہ وُہ ان کے جال میں پھنسے رہیں۔ تاکہ ان سے ان کی اپنی ذاتی اغراض پوری ہوتی رہیں۔ (آریہ مسافر ۸ ستمبر و ۱۵ ستمبر ۱۹۳۵ء)



بابِ ہشتم

دیو سماج کے کرمچاریوں کی شرافت کے چند نمونے

بھگوان دیوآتما کی حین حیات میں ۱۹۲۸ء میں بھی دیو سماج کی سکھشا کے متعلق میرے کچھ مضامین اخبار "آریہ گزٹ" میں چھپے تھے۔ ان کے متعلق دیو سماجیوں نے اپنے معبود کی زیرِ ہدایت جو شرمناک گالی گلوچ کا طوفان بے تمیزی میرے برخلاف برپا کیا۔ اسے معلوم کر کے نہ صرف اور سوسائیٹیوں والوں بلکہ خود اکثر دیو سماج کے ممبروں نے بھی اُن دنوں بہت بُرا منایا۔ اسی سال کے آخری حصہ میں کسی اور کے بھی اسی اخبار

میں دیو سماج کے برخلاف کچھ مضامین چھپے تھے۔ ان کو بھی دیو سماج کے بانی۔ دیو سماج کے ایڈیٹر اور دیگر کرمچاری صاحبان نے جانے یا انجانے طور پر میرے نام کے ساتھ منسوب کر دیا۔ حالانکہ میرے ساتھ ان کا کسی قسم کا کوئی بھی تعلق نہ تھا۔ اور نہ ہی مجھے ان دنوں یہ پتہ تھا۔ کہ وُہ کس نے لکھے ہیں۔ دیو سماجیوں کے لئے واجب تو یہ تھا۔ کہ وُہ کسی جائز طریقہ سے ان کے لیکھک کا پتہ نکالتے۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے دیو سماج کے چوٹی کے چار کرمچاریوں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ جھٹ سب نے یہ یقین کر کے کہ یہ بھی میں نے لکھے ہیں۔ اپنے معبود کی زیر ہدائت شرافت اور شائستگی سے گرے ہُوئے مجھے خطوط لکھ مارے۔ جو بجنسہٖ یہاں پر درج کئے جاتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے ناظرین خود ہی اندازہ لگا سکیں گے۔ کہ گورو ڈم اور انسانی غلامی کے مہا بھیانک اثرات کے تابع رہ کر دیو سماج کے کرمچاری کہاں تک پتت ہو چکے ہیں۔

ایک طرف تو دیو سماجیوں کی طرف سے اپنی کسی پتت کریا کرانے ہانی پر یشودھ کے ساو دھنوں کی ڈینگوں کا ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے۔ وہاں دوسری طرف ان کو پتہ لگ جانے پر بھی کہ ان مضامین کا اور خاص کر ۱۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کے مضمون کا لیکھک کون تھا۔ تو بھی میرے سمبندھ میں اپنے اس شرمناک مجرمانہ اور ہتک آمیز رویہ کے لئے ایک لفظ بھی افسوس کے اظہار میں نہ لکھا۔ جو کہ صاف طور پر ان میں اچھے اطوار کی کمی اور ان کی پتت اوستھا کو ظاہر کرتا ہے۔

وُہ چار خطوط یہ ہیں:۔

بھگوان میموریل مندر، لاہور
۲۴/۹/۲۸

رائے جھانگی رام صاحب

مجھے آریہ گزٹ کے کئی پرچوں میں دیو سماج کے خلاف کئی آرٹیکل پڑھنے کا موقعہ ہُوا ہے۔ اور پرچوں کے علاوہ اُس کے ۱۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں "وگیان پرکاش" کے نام سے جو آرٹیکل چھپا ہے۔ اُس میں خاصکر نہ صرف ساری کی ساری دیو سماج بلکہ اُس کے پرم پوجنیہ بانی بھگوان دیو آتما کی لاثانی شخصیت اور پاک ذات اور اُن کی دھرم پتنی جی کے بارے میں جس قسم کے قطعی جھوٹے۔ قطعی بے بُنیاد۔ نہائت سخت درجہ کے ہتک آمیز اور کمینہ۔ نہائت پاجیانہ اور شرارت سے پُر الزامات لگائے گئے ہیں۔ انہیں پڑھ کر کیا میرے اور کیا میرے ساتھیوں کے دل پر نہائت سخت صدمہ لگا ہے۔ اور ہمیں سخت تکلیف پہنچی ہے۔ اور میں اُس کے لکھنے والے کے ایسے مہا گھرنت کام کے لئے اپنی گہری نفرت کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

یہ جان کر کہ یہ سب کچھ آپ کی طرف سے یا آپ کے مشورہ یا ایماء سے لکھا گیا ہے۔ میرا دل اور بھی سخت زخمی ہُوا ہے۔ کیونکہ آپ جیسا شخص کہ جس نے نہ صرف خود اپنی زندگی کے ایک بہت لمبے عرصہ تک بلکہ آپ کی پتنی اور لڑکیوں وغیرہ نے بھی پرم پوجنیہ بھگوان اور اُن کی دیو سماج سے بے بہا فیض حاصل کئے ہوں اور جن کا وہ سب ہی اپنی کثرت سی تحریروں میں اظہار کرتے رہے ہوں۔ اگر اپنے اندر کے خوفناک کینہ اور انتقام

کے جذبہ سے بھڑک کر اس قدر گر جاوے - کہ وُہ معمولی شرافت کو بھی کھو کر اپنے ایسے پرم اُپکاری کے سمبندھ ہیں کہ جس نے اُس کا کبھی کچھ نہیں بگاڑا اور ہمیشہ اُس کا بھلا ہی بھلا چاہا اور بھلا ہی کیا ہے - اس قسم کا نہائت مجرمانہ اور جھوٹ اور شیطنت پر مبنی زہر خود اگلنے اور دوسروں سے اگلوانے میں خوشی محسوس کرتا ہو - تو اُس کی اور کسی کی بھی اس دشا میں اس سے بڑھ کر سخت افسوسناک اور شرمناک گراوٹ اور کیا ہو سکتی ہے -

جس صورت میں کہ آپ سے دیو سماج کے اخبار کے ذریعہ کئی بار یہ دریافت کیا جا چکا ہے - کہ اس اور ایسے ہی اور فرضی ناموں کے ذریعہ آپ ہی ان تحریروں کے لکھنے یا لکھوانے والے ہیں - تو آپ کیوں نہیں اس بات کا ٹھیک ٹھیک جواب دینے کی ہمت کرتے - اگر آپ کے اندر کچھ بھی ہمت باقی ہوتی - تو آپ اپنے نام کو ظاہر کر کے میدان میں آتے - لیکن نہائت افسوس آپ نے اب تک ایسا نہ کر کے پرلے درجہ کی بُزدلی کا ثبوت دیا ہے - تاہم میں پھر اس بارے میں آپ کو جواب دینے کا موقعہ دیتا ہوں - اور زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ تک آپ کے جواب کی انتظار رکھوں گا - اور اگر اس عرصہ میں آپ کی طرف سے مجھے کوئی جواب نہ ملا - تو میرے اس یقین میں کوئی شک و شبہ نہ رہے گا - کہ آپ ہی اس سب شرارت کے موجب ہیں - اور مجھے اختیار ہو گا - کہ میں اپنی اس چھٹی کو مشتہر کرا دوں -

آپ کی ایسی حرکات اور گراوٹ کے لئے سخت دُکھی

رتن چند جوہر کرمچاری دیو سماج و ممبر دیو سماج کونسل

بھگوان میموریل مندر لاہور
۲۵ ستمبر ۱۹۲۸ء

بخدمت رائیصاحب جھانگی رام جی

جناب من! کچھ عرصہ سے اخبار آریہ گزٹ میں کبھی دیو دہہ کے نام سے کبھی دیو گیان پرشاد کے نام سے اور کبھی وگیان پرکاش کے نام سے میرے پرم پوجنیہ بھگوان دیو آتما کی پرم پوتر ذات اور اُن کی دیو سماج کے خلاف جو مضامین نکلتے ہیں - خاصکر ۱۵ ستمبر کے پرچہ میں میرے پرم ہتکرتا بھگوان اور اُن کے پریوار اور ساری دیو سماج کے متعلق جس قسم کے قطعی بے بنیاد پورنتہ جھُوٹے - نہایت ہی شرمناک - حد درجے کے کمینے - نہایت ہی ہتک آمیز الزامات لگائے گئے ہیں - اُنہیں پڑھ کر میرے دل پر بہت گہرا صدمہ لگا ہے - اور بہت سخت تکلیف پہنچی ہے - اور مجھے اس مضمون کے لکھنے والے اور اُس کی تائید کرنے والے ایڈیٹر آریہ گزٹ کی یہ نہایت ہی پاجیانہ حرکت گہری نفرت کے لائق محسوس ہُوئی ہے - میرا یقین ہے - کہ یہ مضمون آپ کے لکھے ہُوئے ہیں - کیا آپ بزدلی سے نکل کر اس قدر بتانے کی ہمت کریں گے - کہ مذکورہ بالا مضامین سب آپ کے ہی لکھے ہُوئے ہیں - یا کچھ آپ کے ہیں - اور کچھ کسی اور کے ہیں - اور جو آپ کے لکھے ہُوئے مضامین نہیں ہیں - کیا اُن میں آپ نے کسی قسم کی کوئی مدد دی ہے؟ آیا ان مضامین میں کوئی مضمون ایسا بھی ہے کہ جس کا آپ کو کچھ بھی علم نہ ہو - اور اُس میں آپ نے براہ راست یا غائبانہ کوئی مدد نہ دی ہو؟ میں ایک ہفتے تک آپ کے جواب کا

انتظار کروں گا۔ اگر اس عرصے میں مجھے آپ کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو میں یہ سمجھوں گا۔ کہ ان مضامین کے لکھنے والے ضرور اور واقعی آپ ہی ہیں۔ اور یہ مجھے اختیار ہوگا۔ کہ میں اس پتر کو شائع کر دوں۔

مذکورہ بالا حد درجے کے ہتک آمیز قطعی بے بُنیاد اور جھوٹے الزامات سے پُر مضامین سے گہرا صدمہ حاصل کرنے والا اور ایسی شیطانی کارروائی کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھنے والا۔

آپ کا خیر خواہ :-

دھرم بل ممبر دیو سماج کونسل

لاہور۔

مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۲۸ء

رائے جھانگی رام صاحب

دیو دیہہ۔ گیان پرشاد۔ وگیان پرکاش وغیرہ کے نام سے کچھ عرصہ سے آریہ سماج کے اخبار آریہ گزٹ میں دیو سماج اور اس کے پرم پوجنیہ بانی کے خلاف جو تحریریں نکل رہی ہیں۔ اُن کی نسبت میرا یہ یقین ہے۔ کہ ان فرضی ناموں کی آڑ میں آپ نے یہ مضامین تحریر کئے ہیں۔

اور لیکھوں کو چھوڑ کر آریہ گزٹ کے ۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کے پرچہ میں "وگیان پرکاش" کے نام سے جو مضمون نکلا ہے۔ اس کے پڑھنے سے میرے دل پر جس قدر صدمہ لگا ہے۔ اور میرا دل جس قدر ٹکڑے ٹکڑے ہُوا ہے۔ وُہ بیان سے باہر ہے۔

اوہ! جو شخص پرم پوجنیہ بھگوان دیو آتما کے برسوں تک

گن گاتا ہُوا نہ تھکتا رہا ہو۔ اور ان کو اپنا پرم گورو اور پرم ہتکرتا کے روپ میں انو بھوکر کے گدگد ہوتا رہا ہو۔ اور اُن کے فیضوں سے اپنے آپ کو لدا ہُوا محسوس کرتا رہا ہو۔ وہی شخص اگر اس حالت میں پہنچ جائے کہ اپنے ایسے سب سے بڑے محسن کے سمبندھ میں بھی۔ پرلے درجہ کا محسن کش بننے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور اپنے ایسے لاثانی فیض رساں کے سمبندھ میں بھی قطعی جھوٹے قطعی بے بُنیاد اور سخت پاجیانہ۔ سخت شرمناک اور ہتک آمیز الزامات لگانے میں آرام بودھ کرتا ہو۔ اور جن کی پوجنیہ دھرم پتنی کو وہ اماں جی اماں جی" کہتا رہا ہو۔ اُن کے خلاف بھی صاف جھوٹے اور پاجیانہ الزام لگانے سے نہ ٹلتا ہو۔ اس کا نظارہ کیسا دُکھدائی اور کیسا افسوسناک!! وُہ شخص شرافت کے درجہ سے کس قدر گرا ہُوا ہے۔

مجھے آپ کی ایسی مکروہ اور شرارت سے پُر تحریر سے سخت دُکھ اور صدمہ پہنچا ہے۔ اور صرف مجھے ہی نہیں۔ بلکہ انیہ اور دیو سماجیوں کو بھی آپ کی ان مہا شوچنیہ کرتوتوں سے سخت صدمہ پہنچا ہے۔ اور میں آپ کی ایسی قطعی جھوٹی۔ شر انگیز۔ ہتک آمیز۔ مجرمانہ اور گناہ آلودہ حرکات کے لئے اپنی سخت نفرت اور اپنے سخت دُکھ کا اظہار کرتا ہوں۔

مجھے خطرہ ہے۔ کہ اب آپ شرافت کے پایہ سے گرتے گرتے اور مکروہ سے مکروہ شکل اختیار کرتے کرتے پرلے درجہ کے بُزدل بھی بن گئے ہیں۔ کہ جو صرف ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا چاہتے ہیں۔ ورنہ جب آپ سے "دو آتمک پتن اور جیون" اخبار کے ذریعہ کئی دفعہ دریافت کیا گیا۔ کہ آیا ان مضامین کے لکھنے

والے آپ ہی ہیں۔ تب آپ کا اندھیرے سے نکل کر میدان میں نہ آنا۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ شریر اور محسن کش بن کر اپنے دل کے لحاظ سے پرلے درجہ کے بزدل ہی بن گئے ہیں۔ خیر جو کچھ ہو۔ اب میں پھر اس چھٹی کے ذریعہ آپ سے پوچھتا ہوں۔ کہ کیا آریہ گزٹ کے ۱۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کے اخبار میں جو مضمون چھپا ہے۔ وُہ آپ کا ہی لکھا ہُوا ہے۔ یا آپ کی ایماء سے لکھا گیا ہے۔

اگر میری اس چھٹی کا جواب ایک ہفتہ کے اندر اندر آپ سے نہ ملا۔ تو پھر میں سمجھوں گا۔ کہ میرا یہ یقین سچا یقین ہے۔ اور سچ مچ آپ ہی اس کے لکھنے والے ہیں۔ یا آپ ہی کے ایماء سے وُہ لکھا گیا ہے۔ اور مجھے اختیار ہوگا۔ کہ میں اپنی اس چھٹی کو پبلک میں مشتہر کردوں۔

آپ کی نہایت لعنتی اور گھرنت کرتوتوں سے بہت دُکھی
جانکیداس کرمچاری دیو سماج اور ممبر دیو سماج کونسل

موگا

۲۶/۹/۲۸

اپنے پرم اُپکاری گورو پرم پوجنیہ بھگوان دیو آتما سے بے بہا فیض پاکر اب محسن کشی کے مہا پاپ کے لئے کمربستہ ہوکر کھڑے ہونے والے لالہ جھانگی رام صاحب!

مجھے دیو سماج کے بہت پُرانے دشمن اخبار آریہ گزٹ کے ۱۵ ستمبر ۱۹۲۸ء کے پرچے میں اس کے ایک نامہ نگار "دگیان پرکاش" کی طرف سے لکھا ہُوا ایک نہایت شر انگیز اور شیطنت سے پُر

مضمون پڑھنے کا موقع ملا ہے۔

اس مضمون میں اس نامہ نگار نے میرے پرم پوجنیہ بھگوان دیو آتما کی پرم پوتر ذات اور اُن کی پوجنیہ دھرم پتنی پر جو قطعی جھوٹے محض بے بنیاد اور شرارت اور خباثت سے پُر الزامات لگائے اور ساری دیو سماج پر جھوٹے اتہام لگا کر اُسے بدنام کرنے کی پرلے درجہ کی شرارت کی ہے۔ اُسے جان کر میرے دل پر سخت صدمہ لگا ہے۔ اور میرا دل گہرے شوک اور دُکھ سے بھر گیا ہے۔

میں اس شخص کی ایسی نہایت شرمناک کارروائی پر جہاں لعنت اور پھٹکار بھیجتا ہوں۔ وہاں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ کہ یہ "وگیان پرکاش" کون شخص ہے۔

میرا اور دیو سماج کے کتنے ہی لوگوں کا یہ یقین ہے۔ کہ اس وگیان پرکاش کے بھیس میں آپ ہی اس مضمون کے لکھنے یا لکھوانے والے ہیں۔ اور اگر یہ ہی حقیقت ہو تو اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ کہ آپ ایسا کر کے اور محسن کشی کے مہا پاپ کے بھاگی بن کر اپنا اور اپنے پریوار کا کس طرح بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ اور واقف کار لوگوں کی نظروں میں کیسے ثابت ہو رہے ہیں۔

اس لئے اس چھٹی کے ذریعہ میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ مضمون اور اسی قسم کے اور مضمون جو پہلے آریہ گزٹ کے پرچوں میں "دیو دیہہ" "وگیان پرشاد" اور "دیو گیان پرشاد" آدی کے نام سے شائع ہوتے رہے ہیں۔ آپ کے ہی لکھے ہوئے ہیں؟۔ یا آپ نے بول کر کسی

اور سے لکھوائے ہیں؟۔ یا خود لکھ کر یا لکھوا کر کسی اور سے درست کرائے ہیں؟ یا کسی اور کو ایسے مضامین لکھنے کی صلاح دی ہے؟ یا ان میں سے کوئی ایسے بھی ہیں۔ کہ جن کا آپ کو کچھ بھی علم نہیں ہے؟ غرضیکہ جو بھی اصل حقیقت ہو کیا آپ اُس کے بتانے کی جرأت کریں گے؟

اگر آپ کا ایک ہفتہ کے اندر اندر مجھے کوئی جواب نہ ملا۔ تو میں سمجھوں گا۔ کہ یہ مضمون بلا شک و شبہ آپ کا ہی لکھا ہُوا ہے۔ اور پھر مجھے اختیار ہوگا۔ کہ میں اس پتر کو شائع کر دوں

دلی دُکھ کے ساتھ مگر اب بھی آپ کا خیر خواہ:۔

نرمل سنگھ ممبر دیو سماج ایگزیکٹو کونسل معرفت دیو سماج ہائی سکول موگا۔ ضلع فیروز پور۔

ان خطوط کے جواب میں میں نے ان چاروں کرمچاریوں کے نام جو ایک مشترکہ چٹھی اُن دنوں لکھی تھی۔ وُہ حسب ذیل ہے:۔

لاہور

۲۹ ستمبر ۱۹۲۸ء

بخدمت شریمان دھرم بل جی و بخشی رتن چند جی و لالہ جانکیداس جی و شریمان نرمل سنگھ جی۔

آپ صاحبان کی نیچ گھرنا بھاؤں سے بھری ہُوئی چٹھیاں مجھے ملی ہیں۔ جن کے جواب میں عرض ہے کہ آپ صاحبان نے ان پتروں میں مجھ پر جو قطعی جھُوٹے۔ اور حد درجہ کے کمینے اور نہایت ہی ہتک آمیز اور شرافت سے گرے ہُوئے اتہام گھڑے اور لگائے ہیں۔ وُہ آپ لوگوں کی پتن کاری فطرت کا

ہی خاصہ ہو سکتے ہیں۔

آپ صاحبان نے عرصہ سے کینہ اور انتقام کے بھاؤں سے متحرک ہو کر اپنے اخبار کو مجھے بدنام کرنے اور گالی گلوچ دینے کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ اور اس طور پر آپ اپنا بغض نکالنے کی خاطر پبلک کے روپیہ کا جو آپ لوگوں کے ہاتھ میں مقدس ٹرسٹ ہے۔ نہایت بیدردی سے ناجائز استعمال کر رہے ہیں۔

آپ کی اخبار کے ان لیکھوں میں میری ذات کے متعلق جس قسم کے بے بنیاد۔ پورنتہ جھوٹے۔ نہایت شرمناک۔ حد درجہ کے کمینے۔ نہایت ہتک آمیز اور شرافت سے گرے ہوئے پاجیانہ حملے کئے گئے ہیں۔ وہ صاف ظاہر کرتے ہیں۔ کہ آپ لوگ کس قدر پتت ہو چکے ہیں۔

میرا ایسا یقین ہے کہ آپ کے اخبار میں میرے برخلاف سب مضامین یا ان میں سے اکثر خود آپ کے مجبود کے لکھے ہوئے ہیں۔ کیا آپ صاحبان بزدلی سے نکل کر اس قدر بتانے کی ہمت کریں گے؟ کہ کیا یہ سب مضامین یا ان میں سے کچھ خود ان کے ہی لکھے ہوئے یا لکھوائے ہوئے ہیں؟ اور وہ کون کونسے؟ اور جو مضامین کسی اور کے لکھے ہوئے ہیں؟ وہ کس کس شخص کے۔ ان کا نام اور پورا پتہ۔ اور جو اوروں کے لکھے ہوئے ہیں۔ کیا ان میں آپ کے مجبود نے کسی قسم کی کوئی مدد براہ راست یا غائبانہ طور پر دی ہے؟ یعنی کیا یہ ان کے ایما سے لکھے گئے ہیں؟

اس کے علاوہ کیا آپ صاحبان بزدلی سے نکل کر یہ بھی بتانے کی ہمت کریں گے؟ کہ کیا ان چاروں پتروں کا مضمون

جگو ان دیو آتما کا لکھا ہوُا ہے ؟ یا ان کے ایماء سے آپ صاحبان نے لکھے ہیں ؟

میں ہوں آپ صاحبان کی پنپن کاری اوستھا کو بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھنے والا ——— جھانگی رام

۱۹۳۵ء میں بھی دیو سماج کے کرمچاریوں نے دکہ جنہیں میں آیندہ "بھائی امرسنگھ دھرم بل اینڈ کو" کے نام سے مخاطب کروں گا) اپنی پھکڑ بازی اور بدتہذیبی کی عادت کے بس ہوکر اپنے اخبار میں میرے برخلاف جو زہر اُگلا تھا۔ انہیں پڑھ کر باہر کے اخبارون کے دو ایڈیٹر صاحبان نے اپنے طور پہ جو رائے پرکاش کی۔ وُہ حسب ذیل ہے:۔

دیو سماجی پھکڑ بازی

دوپرکاش" کے پچھلے کچھ نمبروں میں رائیصاحب جھانگی رام جی ریٹائرڈ منصف کے دیو سماج کے متعلق ایسے دو تین مضامین شائع ہُوئے۔ جن سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ دیو سماج کے اندر دورنگی کا زور ہے۔ چونکہ رائیصاحب خود کئی برسوں تک دیو سماج میں رہ چکے ہیں۔ اور اس کے جملہ رازوں کو جانتے ہیں۔ اس لئے یہ قدرتی تھا۔ کہ دیو سماجی اخبار رائیصاحب کے خلاف اپنی دلی کدورت کا اظہار کرتے۔ چنانچہ اس کدورت کا اظہار کرتے ہُوئے دیو سماج کے سرکاری آرگن "ستیہ دیو سماچار" نے رائیصاحب کو وُہ بے نکت گالیاں سُنائی ہیں۔ جنہیں پڑھ کر کوئی مہذب انسان دیو سماجی پھکڑ بازی کے خلاف مذمت کا ووٹ پاس کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ معقولیت کا تقاضا تو یہ تھا۔ کہ دیو سماجی

لوگ رائیصاحب کے اعتراضات کا جواب واقعات سے دیتے۔ اور جنتا کو موقع دیتے۔ کہ وُہ خود ستیہ اور استیہ کا نرنے کرتی۔ لیکن دیو سماجی کچھ ایسے بوکھلا گئے ہیں۔ کہ تہذیب سے جواب دینا تو کہیں رہا۔ وُہ رائیصاحب کے خلاف تبرّے کسنے سے دریغ نہیں کرتے۔ ہمیں شک ہے۔ کہ اگر دیو سماجیوں نے اسی قسم کی پھکڑ بازی کو اپنا شعار بنایا۔ تو شُستہ اصحاب کی نظر میں اُن کی قیمت دو کوڑی رہ جائے گی۔

(پرکاش لاہور ۲۳ ر جون ۱۹۳۵ء)

دیو سماجی اخبار کی تہذیب

یوں تو دیو گورو بھگوان کی ساری زندگی اپنی مخصوص تہذیب کے آشکار کرنے میں خرچ ہوتی رہی ہے۔ اور خُدا پرستوں کو بے تکی سنانے میں کمال دکھلاتے رہے۔ مگر کیا کیا جائے۔ ان کے مریدوں کی حالت میں فرق آنا کارے وارد والی بات ہے۔ ابھی ابھی "آریہ مسافر" میں رائیصاحب لالہ جھانگی رام جی کے چند آرٹیکل شائع ہونے سے دیو سماجی حلقہ میں ہل چل بپا ہو گئی ہے۔ برعکس اس کے کہ مدلّل جواب دیا جائے۔ گالیوں پر اُتر آئے ہیں۔ اور کن الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ وُہ ذرا دیکھتے جائیے:۔

"شیطنت۔ بددیانتی۔ جھوٹ بیانی۔ کس قدر ڈھیٹھ ہے۔ بیہودہ بکواس۔ سیاہ تصویر۔ نامعقول سوالات۔ لچر باتیں۔ مہا گھمنڈی۔ بے ایمان۔ سجن کش۔ پتت۔ کم فہم۔ کم عقل۔ شرارتی۔ پکے منتقم"

یہ ہے دیو سماجی تہذیب کا نمونہ۔ اور ستیہ سمباد کی اخلاقی
حالت کا عکس۔ اب آگے قارئین خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ یہ
جماعت کتنی مہذب اور عمدہ واقع ہوئی ہے۔ جو ایشور پرستوں
کے خلاف جہاد کرنے پر تلی بیٹھی ہے۔ آریہ مسافر مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۶ء



باب نہم

دیو سماج سے میرا استعفاء

میں نے اپنی طرف سے مفصلہ ذیل استعفاء ۲۹ جولائی ۱۹۲۶ء
کو دیو سماج کے سکرٹری کے نام لکھ کر بھیجا۔

از لاہور

۲۹ جولائی ۱۹۲۶ء

سمان نے یوگیہ بخدمت شری منتری جی دیو سماج

دیو سماج کے کریڈ (creed) کے ساتھ میرا اتفاق نہیں رہا۔
اور اس کے علاوہ سکشا کے متعلق بھی بہت سی باتوں میں میرا
یقین نہیں رہا۔

چونکہ دیو سماج کی ممبری کے لئے کریڈ کا ماننا ایک لازمی
شرط ہے۔ اس لئے میں آپ کی سیوا میں التماس کرتا ہوں۔
کہ آپ کرپا کر کے میرا نام دیو سماج کے ممبروں کی فہرست سے

کاٹ دیں۔

میں اس موقعہ پر اُن تمام فیضوں کے لئے کہ جو میں نے دیو سماج سے وقتاً فوقتاً پائے ہیں۔ تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور نیز میرے ذاتی کسی قسم کے ناواجب سلوک سے جس کسی کو جو کچھ بھی دکھ یا رنج پہنچا ہے۔ اس کے لئے میں کشما پرارتھنا کرتا ہوں۔ اور مجھے بھی سماج کے کسی کرمچاری وغیرہ سے جو دکھ یا رنج پہنچا ہے۔ اسے میں اپنے دل سے قطعی بھلا دینے میں ہی اپنی بہتری سمجھتا ہوں۔

آپ کا سمان بھاؤ سے:-

جھانگی رام

اس پر دیو سماج کی طرف سے جو جواب مجھے موصول ہوا۔ وُہ حسب ذیل ہے:-

دیو سماج ہیڈ آفس سولن

۲/۸/۲۶

سمان کے یوگیہ رائے صاحب شریمان جھانگی رام جی

آپ کا دیو سماج کی ممبری سے استعفا مورخہ ۲۹ جولائی ۱۹۲۶ء دیو سماج ہیڈ آفس میں پہنچ گیا ہے۔ اُس میں آپ نے لکھا ہے کہ دیو سماج کی گریڈ (Creed) سے آپ کا اتفاق نہیں رہا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ دیو سماج کی گریڈ سے آپ کی مُراد دیو سماج کے مول واکیہ سے ہے۔ جس میں نیچر کے سچے نیموں اور اُس کی سچی گھٹناؤں کی بنا پر بھگوان دیو آتما کے سچے دیو روپ کے سمبندھ میں چار اصولوں کا بیان کیا گیا ہے۔ اگر آپ کی اُس سے ہی مُراد ہو۔ تو کیا آپ مہربانی کر کے بتا سکتے ہیں۔ کہ

(۱) آپ مذکورہ بالا گریڈ کے چاروں اصولوں سے ہی

اتفاق نہیں رکھتے یا اُن میں سے کچھ کے ساتھ؟

(۲) اگر آپ اُن میں سے کچھ کے ساتھ اتفاق نہیں رکھتے تو کیا آپ مہربانی کر کے بتا سکتے ہیں۔ کہ وہ کون کون سے اصول ہیں۔ کہ جن کے ساتھ آپ اب اتفاق نہیں رکھتے؟

(۳) کیا آپ نے وُہ کتاب پڑھی ہے۔ کہ جس کا نام "انسانی دُنیا کے لئے بھگوان دیو آتما ایک اور صرف ایک سچے معبود کیوں ہیں؟ ہے اور جو ابھی حال میں ہی شائع ہوئی ہے؟ اس کتاب میں مذکورہ بالا اصولوں کی تشریح کی گئی ہے۔ اگر آپ نے یہ کتاب پڑھی ہے۔ تو کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ اُس تشریح میں سے کونسا بیان ایسا ہے۔ جسے آپ نیچر کے کسی سچے نیم یا اُس کی کسی سچی گھٹنا کے موافق نہیں پاتے؟

(۴) کیا آپ کا بھگوان دیو آتما کی اس سکشا سے اتفاق ہے۔ کہ جو شخص اپنے اہنگ۔ انوراگ مولک کسی بھاؤ سے بھی۔ خاصکر گھمنڈ اور سواچھتا چارتا کے بھاؤ پر چوٹ کھا کر۔ کسی جن کو بھی۔ خاصکر اپنے کسی پرم اُپکاری کو۔ گھرنا کرتا ہے۔ وہ اس گھرنا کے کارن نیچر کے آتمک جگت کے اٹل نیم کے انوسار جہاں ایک طرف اُس جن یا اپنے اُس پرم اُپکاری اور اُس کی ایک یا دوسری بات کو اُلٹی درشٹی سے دیکھتا ہے۔ یعنی اُن کے سمبندھ میں ایک یا دوسری ستیہ بات کو متھیا اور اپنی متھیا بات کو ستیہ کے روپ میں دیکھتا ہے۔ وہاں دوسری طرف آتمک جگت سمبندھی کسی ستیہ کے دیکھنے کے لئے نیچر کے نیم کے انوسار جس دیو جیوتی کی آوشیکتا ہے۔ اُس کے پانے کی یوگیتا کو بھی کھو دیتا ہے۔ اور جب تک

اُس گھرنا سے اُس کا اُدھار نہ ہو۔ تب تک اُس کے ذریعہ اُس کے آتما کا جو کچھ پتن ہوتا رہتا ہے۔ اُس پتن سے بھی وُہ بچ نہیں سکتا؟

(۴۵) پھر کیا یہ بات بھی سوچنے کے لائق نہیں کہ جو شخص نہ تو اپنے آپ اپنے کسی پتن اکاری بھاؤ کے ادھیکار سے اُدھار پا سکتا ہو۔ اور نہ اُس سے اُدھار پانے کے لئے کسی سچے ہت سروپ اُدھار کرتا سے کوئی روحانی سمبندھ یا رشتہ رکھنا چاہتا ہو۔ اُس کی یہ روحانی حالت بہت کچھ ترسناک ہوتی ہے۔ اور اس کا ایک غیر طرفدار اور موٹی عقل کا آدمی بھی کچھ نہ کچھ انومان کر سکتا ہے۔ اور کیا یہی اصول آپ کے ساتھ صادق نہیں آتا؟

(۴۶) آپ سے یہ چند سوالات اس لئے کئے گئے ہیں۔ کہ آپ سے اُن کے متعلق جوابوں کے ملنے سے ہمیں آپ کی نسبت کچھ صحیح واقفیت حاصل ہو جاوے۔ ورنہ کسی بحث مباحثہ کی غرض سے ان میں سے کوئی سوال بھی نہیں کیا گیا۔ اور نہ آئندہ ان سوالوں کے متعلق کسی قسم کا بحث مباحثہ مطلوب ہے۔ اس لئے ہماری صرف ادگتی (Information) کے لئے اگر آپ مذکورہ بالا سوالوں کا نہائت مختصر طور سے جواب ارسال کریں گے۔ تو میں آپ کا بہت مشکور ہوں گا۔

آپ کا سنمان سہت:۔

رتن چند جوہر اسسٹنٹ سکرٹری دیو سماج

(اس پر میرا نوٹ:۔ پیرا نمبر ۱ جب میں نش آتما کے متعلق دیو آتما کی سب قسم کی سکشا کو محض مہمل الفاظی اور منتفیا

کلپناؤں کی جڑ سمجھتا ہوں۔ تو پھر میرا ان کی کسی قسم کی سِکشا سے کب اتفاق ہو سکتا ہے۔ بار بار ان کی سِکشا کو لفظوں کے ہیر پھیر میں مجھ میں اِس یا اُس روپ میں گھسیڑنے کی کوشش کیا قطعی ایک فضول حرکت نہیں؟ تو اور کیا ہے؟ دیو گورو صاحب کا اپنی دیو جوتی کے ذریعہ نیچر کے نیم انوسار آتمک جگت سمبندھی کسی ستیہ کا دیکھنا محض ایک ڈھکوسلا ہے۔ حقیقت میں ان کی اس قسم کی پکار ان کی گمراہی پر مبنی کہی جا سکتی ہے۔ اس لئے وُہ خود اُلٹا درشٹا سے بھی تیچھ کے درجہ میں شمار ہو سکتے ہیں۔

پیرا ۵؟ جب میں گورو ڈم یا مردم پرستی کے متعلق دیو گورو صاحب کے آڈمبر کو انسانیت کے لئے ایک لعنت کی چیز سمجھتا ہوں۔ تو پھر ان کو سچے ہت سروپ اودھار کرتا روپ میں دیکھنا یا ان سے روحانی رشتہ رکھنا کیا معنے؟

پیرا ۶؟ پتہ نہیں۔ یہ اسسٹنٹ سکرٹری صاحب بحث مباحثہ سے اس قدر کیوں گھبرا رہے ہیں۔ کیا آپ کی یہی خط و کتابت بحث مباحثہ کے رُخ کو ظاہر نہیں کرتی۔ جب آپ اپنے لئے بحث مباحثہ کو جائز سمجھ رہے ہیں۔ تو پھر اس کے متعلق میرے منہ کو بند کرنا کیا معنے؟ کیا یہ آپ کی پرلے درجہ کی حماقت نہیں ہے؟ راقم ا

اس پتر کا جواب جو میں نے دیا۔ وُہ حسب ذیل ہے:-

لاہور۔ ۵ راگست ۱۹۲۶ء

سنمان کے یوگیہ منتری بخشی جی

آپ کا پتر ۲۵۱۶ مورخہ ۲/۸ اگست ۱۹۲۶ء مجھے ملا۔ جس

کے جواب میں ادب سے آپ کی سیوا میں گذارش ہے۔ کہ میرے استعفاء کے الفاظ صاف تھے۔ کہ میرا دیو سماج کے کریڈ (جس سے مُراد صرف مول واکیہ ہی ہوسکتی ہے) کے ساتھ اتفاق نہیں اور اس کے علاوہ سکشا کے متعلق بھی بہت سی باتوں میں میرا یقین نہیں رہا۔ اب میں کچھ زیادہ تشریح کے ساتھ آپ کے سوالات ۱ سے ۲۲ تک کے جوابات لکھ دیتا ہوں۔ تاکہ اس بارے میں آئندہ کوئی مغالطہ نہ رہے۔ میں جڑ بادی ہوں۔ اس لئے آتما۔ آتمک جگت اور آتمک جگت سمبندھی نیچر کے اٹل نیم۔ پرلوک تتو۔ دیو گورو پرادھنا تتو۔ منگل کامنا تتو۔ دیو گورو پوجا تتو وغیرہ کے متعلق دیو سماج کی سکشا پر میرا بشواس نہیں رہا۔ چونکہ جب بنیادی اصولوں میں ہی میرے اور سماج کے درمیان ہر دو پہلوؤں کا فرق ہے۔ اس لئے میں نے سماج سے استعفاء دے دیا ہے۔ آشا ہے۔ کہ اس اوگتی سے اب آپ کی پوری تسلی ہو جائے گی۔

باقی رہا آپ کے پیرا ۳ کا جواب۔ سو اس کے لئے مجھے سخت افسوس ہے۔ کہ آپ خواہ مخواہ ذاتیات پر اُتر آئے ہیں۔ اور اپنے انومان سے متحرک ہو کر اپنے من مانے نتیجے نکال لئے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ کی سیوا میں صرف اتنا نویدن ہے۔ کہ یہ سچ ہے۔ کہ میں نے اہنگ۔ بریا کسی اور چیز پر ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ اوروں (دیو گورو اور ان کے کرمچاریوں) کے سلوک سے چوٹیں کھائی ہیں۔ اور چوٹیں کھانے کا جو لازمی نتیجہ دوری یا گھِرنا ہے۔ وُہ بھی محسوس کی ہے۔ اور اس دُنیا میں اور سب کا بھی ایسے ہی حالات میں

ایسا ہی حال ہوتا ہے۔ مگر اس بارے میں آپ کی یہ فلاسفی میری سمجھ میں نہیں آتی۔ کہ صرف اہنگ پر چوٹ کھانا اور اس کے لازمی طریقے کے طور پر گھرنا محسوس کرنا تو جرم ہے۔ اور اس کے لئے نیچر میں صرف میرے لئے تباہی بخش پھل پیدا ہوں گے۔ مگر ایسی چوٹ لگانے والا scot free ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ واقعات میں چوٹ کھانے والا غلطی پر ہو۔ مگر ساتھ ہی اس کے یہ بھی تو عین ممکن ہے۔ کہ چوٹ لگانے والا ہی سراسر غلطی پر ہو۔ اب اس امر کا فیصلہ کہ کون ٹھیک ہے۔ اور کون غلط۔ صرف سچی غیر طرفدارانہ تحقیقات سے ہی ہو سکتا ہے نہ کہ صرف من میں کسی ایک پہلو میں کچھ کا کچھ انومان کر لینے سے۔ خیر اب وُہ وقت گزر گیا ہے۔ اس وقت اس کا واحد علاج یہی ہو سکتا ہے۔ کہ اگر مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ تو وُہ مجھے معاف کر دیں۔ اور اگر میرے سمبندھ میں غلطی ہوئی ہے۔ تو میں اسے دل سے بھول جاؤں یعنی Live & let live کے اصول کی پیروی کی جائے۔ اور ہم سدبھاؤ سے ایک دوسرے سے جُدا ہوں۔

آپ کا سنمان سہت:

جھانگی رام

اس پر دیو سماج کی طرف سے جو جواب موصول ہوا۔ وُہ حسب ذیل ہے:۔

دیو سماج ہیڈ آفس سولن

۱۱ر اگست ۱۹۲۶ء

سنمان کے یوگیہ رائےصاحب جھانگی رام جی

آپ کی چٹھی مورخہ ۵ر اگست ۱۹۲۶ء مل گئی ہے۔ اگر آپ

اپنی ۲۹ جولائی کی استعفا والی چٹھی میں یہ لکھ دیتے ۔ کہ اب آپ "جڑ بادی" بن گئے ہیں ۔ اور آپ آتما کی ہستی اور اس کے کسی قسم کے متھیا بشواسوں اور متھیا اور انیائے یا پاپ مولک کرموں سے اُس کی کسی ہانی اور اس کی کسی سچائی اور بھلائی کی پیروی سے اُس میں کسی قسم کی بہتری کے پیدا ہونے کے قائل نہیں رہے ۔ اور اسی لئے آپ کی اس چٹھی کی تحریر کے موافق آپ کا

"آتمک جگت سمبندھی ۔ نیچر کے اٹل نیم ۔ پرلوک تت ۔ پرارتھنا تت ۔ منگل کامنا تت ۔ پوجا تت وغیرہ وغیرہ پر بشواس نہیں رہا"

تب آپ کی اصل پوزیشن جاننے کی غرض سے (نہ کہ کسی بحث مباحثہ کی غرض سے) میری پہلی چٹھی میں آپ سے سوالات کئے گئے تھے ۔ اُن کے کرنے کی ضرورت ہی نہ ہوتی ۔

نیچر پر مبنی ستیہ دھرم کے تتوں کو دیکھ کر اور جان کر دیو آتما نے نتش کے گھرنا بھاؤ کے سمبندھ میں جو سکشا دی ہے ۔ وہ یہ ہے :-

(یہاں پر کئی صفحوں کی لمبی چوڑی سکشا کے متعلق بڑیں ہانکی ہوئی ہیں ۔ جنہیں میں یہاں نقل کرنا فضول سمجھتا ہوں کیونکہ وہ محض مہمل الفاظی اور دیوگورو صاحب کی متھیا کلپناؤں کی گھڑنت ہیں ۔)

خیر اب آپ کا استعفیٰ منظور کیا جاتا ہے ۔ اور آپ کو اطلاع دی جاتی ہے ۔ کہ آپ کا نام دیو سماج کے ممبروں کے رجسٹر سے نہایت دلی شوک اور رنج کے ساتھ خارج

کر دیا جائے گا۔ اور جب دیو آتما اور ان کی دیو سماج سے آپ کا قریباً ۴۳ سال سے شُبھ سمبندھ چلا آتا تھا۔ وُہ سمبندھ بھی آپ کی اپنی ہی خواہش کے موافق اب ٹوٹ گیا۔

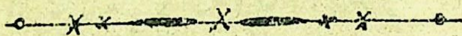
"ایشور کی بدھ پوری ہووے۔ ٹل نہ سکے جو ہونی ہووے"

نوٹ :۔ اب آپ اس پتر کے جواب دینے کی کوئی تکلیف نہ کریں۔

آپ کا سنمان بھاؤ سے :۔

رتن چند جوہر اسسٹنٹ سکریٹری دیو سماج

(میں نے اس کا ان کی منشا کے بموجب کوئی جواب نہ دیا۔ اور یہ معاملہ یہیں پر ہی ختم ہو گیا۔ راقم)



بابُ دہم

دیو سماج کو میرا چیلنج

دیو سماجیوں کو بہت گھمنڈ ہے۔ اور اس گھمنڈ کی ذہنیت کو ان کا معبود اپنی ہستی کے لاثانی پن کے متعلق لایعنی ڈینگیں ہانک کر ان کے دماغ میں بھر گیا ہے۔ کہ جہاں ایک طرف ان کے معبود بھگوان دیو آتما نِنش مانتر سے اوپر کی سرشٹی کے ایک انوکھے وجود ہیں۔ وہاں دوسری طرف ان کی سنگتا بھی سائنس گراؤنڈ ہونے کے کارن لاثانی اور

انوکھی ہے۔ غرضیکہ ان کی ہر ایک بات انوکھی ہے۔ ان کی برادری بھی انوکھی ہے۔ اور ان کے سب قسم کے عبادت کے ڈھونگ بھی انوکھے ہیں۔ ان کی رسم رسومات اور رواجات بھی انوکھے ہیں۔ اور ان کی کریائیں بھی انوکھی ہیں۔ جس سے وُہ فرعون مزاج بنے ہوئے ہیں۔ اور اپنے سے باہر اور سب منتشوں اور دُنیا کے دیگر سب مذاہب کو بہت گھٹیا درجہ کا سمجھتے ہیں۔ اور بہت دل آزارانہ اور ہتک آمیز طریقہ پر ان کی نسبت نفرت کا اظہار تحریر اور تقریر کے ذریعہ کرتے ہوئے پائے جاتے ہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ ان کی سکشا بھی دیوگورو صاحب کی فرضیات پر مبنی محض منغیا کلپناؤں کا مجموعہ ہے۔ اور دھوکے کی ٹٹی ہے۔ جو کہ انجان آدمیوں کو پھنسانے کے لئے گھڑی کی گئی ہے۔

ان کی سکشا کا پول کھولنے کے لئے میں بار بار انہیں چیلنج دیتا رہتا ہوں۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ وُہ اپنا تو یہ حق سمجھتے ہیں۔ کہ وُہ ایشور بادیوں کو نہایت دل آزارانہ طریقہ پر چیلنج پر چیلنج دیں۔ لیکن اپنی باری میں کبھی ایک کبھی دوسرا مذرلنگ گھڑ کر ٹال دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جیساکہ میرے مفصلہ ذیل چیلنج کی خط وکتابت سے۔ جو ان کو ان کے گذشتہ سالانہ جلسہ پر دیا گیا تھا۔ واضح ہو گا:۔

لاہور۔ کرشن نگر
۲۷ نومبر ۱۹۳۶ء

بخدمت جناب سکرٹری صاحب دیو سماج لاہور تسلیم
آپ کا دعویٰ ہے۔ کہ دیو سماج کی سکشا سائینس کے اصولوں

پر مبنی ہے۔ اسی لئے آپ اپنے مذہب کو انگریزی میں Science Grounded Religion کہتے ہیں۔ اور اسی بنا پر آپ اپنے مذہب کو ستیہ پر مبنی ظاہر کرتے ہیں۔ اور دیگر سب مذاہب کی تعلیم کو کلپناؤں پر مبنی بتلاتے ہیں۔

لیکن میرا یہ دعویٰ ہے کہ دیو سماج کی سکھشا بھی سوائے محض متھیا کلپنا مولک فرضیات پر مبنی ہونے کے اور کوئی درجہ نہیں رکھتی۔ چونکہ آپ کا سالانہ جلسہ نکٹ آرہا ہے۔ اس لئے آپ کی سیوا میں نویدن ہے۔ کہ آپ ستیہ اسنیہ کے نرنے کی خاطر اس اوسر پر ایک خاص وقت مخصوص کردیں۔ کہ جس میں آپ کی سماج کا لائق سے لائق کرمچاری دیو سماج کے مندرجہ ذیل تتوں پر اپنے خیالات کا اظہار کرے اور مجھے بھی ان کے بیان کی تردید کا پورے طور پر موقعہ دیا جائے۔ اور پھر پبلک پر چھوڑ دیا جاوے۔ کہ وہ خود فیصلہ کرے کہ آیا آپ کا پکھش درست ہے یا میرا۔

دونوں طرفین کی تقاریر کے وقت سوائے آپ کے مقرر کردہ کرمچاری کے اور میرے اور کوئی شخص بیچ میں دخل نہ دیوے۔ اور اس سبھا کا صدر کسی ایسے شخص کو مقرر کیا جاوے۔ کہ جس کا ہر دو فریقین سے کوئی تعلق نہ ہو۔

(۱) نیچر تتو (۲) نیچرل قوانین تتو (۳) ایکو ادوتیہ دیو آتما تتو (۴) دیو جوتی اور دیو تیج تتو (۵) دیو گورو پوجا و پرارتھنا تتو (۶) منگل کامنا تتو (۷) پرلوگ تتو۔ (۸) ناش و وکاش تتو یعنی سزا و جزا۔

میں ایسی اُمید کرتا ہوں - کہ آپ اپنے دعوے کے بموجب کہ آپ ہمیشہ سچائی کا ساتھ دیتے ہیں۔ دیو سماج کے مذکورہ بالا بنیادی تتوں کو سچائی کی روشنی میں پڑتال کرنے کے لئے میرے اس چیلنج کو قبول فرمائیں گے - اور اس کے جواب سے جلدی مشکور کریں گے -

میں ہوں آپ کا وفادار :-

جھانگی رام

دیو سماج ہیڈ آفس لاہور

۲/۱۲/۳۶

بخدمت رائےصاحب جھانگی رام جی

ستیہ دیو کی جے -

آپ کا خط مورخہ ۲۷ نومبر ۱۹۳۶ء مل گیا ہے۔ اُس کے جواب میں تحریر ہے - کہ اول تو ہمارا ہو تو اس مطلب کے لئے نہیں ہے - کہ ہم اس پر ایسا کوئی دنگل رکھیں کہ جس کی آپ نے تجویز کی ہے - بلکہ وُہ ادھیکاری شخصوں تک اوچ جیون سمبندھی اعلےٰ اثروں کو پہنچانے کے لئے ہوتا ہے - اور ہوگا - کہ جن اثروں کی آپ کو ضرورت ہی نہیں ہے - دوسرے ہم لوگوں کا اب تک کا مختلف سوسائٹیو کے جلسوں وغیرہ پر اس قسم کا ستیہ استیہ کے نرنے کا تجربہ کافی سے بڑھ کر یہ ہے - کہ آج تک کسی ایسے موقعہ پر کبھی ستیہ استیہ کا نرنے نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک پکش کے لوگ ہمیشہ اپنی جیت کا ڈنکا بجاتے ہیں - اور آپس

میں ایک دوسرے کو بجائے نزدیکی کے دُوری کو بڑھانے والے ثابت ہوتے ہیں۔

اس کے علاوہ آپ ہمیں اس بات کے اظہار کے لئے معاف کریں گے۔ کہ ہم لوگ آپ کی طبیعت سے برسوں سے اچھی طرح واقفیت رکھتے ہیں۔ کہ آپ بہت ضدی اور نہایت جلد جوش میں آجانے والے ہیں۔ ان حالات میں افسوس ہے۔ کہ ہم لوگ آپ کی کسی ایسی درخواست کو قبول نہیں کر سکتے۔

آپ کا صدق دل سے:۔

رتن چند جوہر سکرٹری دیوسماج لاہور

لاہور۔ کرشن نگر

۸ دسمبر ۱۹۲۶ء

بخدمت جناب سکرٹری صاحب دیوسماج لاہور

تسلیم!

میرے ۲۷ نومبر ۱۹۲۶ء کے خط کے جواب میں کہ جس میں میں نے آپ کو آپ کے آنے والے مہوتسب کے اوسر پر دیوسماج کے چند مخصوص بُنیادی اصولوں پر کہ جنہیں آپ سائنس پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ اور میرے خیال میں وہ محض متھیا کلپناؤں پر مبنی ہیں۔ ستیہ استید کے نرنے کی خاطر دونوں اطراف سے اپنے خیالات کا اظہار کرنے کے لئے چیلنج دیا تھا۔ میرے اس جائز اور مُفید مطالبہ کو آپ نے یہ کہہ کر ٹھکرا دیا ہے "کہ اول تو ہمارا مہوتسب اس مطلب

کے لئے نہیں ہے۔ کہ ہم اس پر ایسا کوئی دنگل رکھیں۔ کہ جس کی آپ نے تجویز کی ہے۔۔۔۔۔۔ دوسرے ہم لوگوں کا اب تک کا مختلف سوسائٹیوں کے جلسوں وغیرہ پر اس قسم کے ستیہ استیہ کے نرنے کا تجربہ کافی سے بڑھ کر یہ ہے۔ کہ آج تک کسی ایسے موقعہ پر کبھی ستیہ استیہ کا نرنے نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک پکھش کے لوگ ہمیشہ اپنی جیت کا ڈنکا بجاتے ہیں"۔

میں نے ایک دفعہ پہلے بھی اسی قسم کا چیلنج دیو سماج کو دیا تھا۔ لیکن اس موقعہ پر بھی یہ جواب دے کر مجھے ٹال دیا گیا تھا۔ "چونکہ روحانی صداقتوں کا علم کسی ادھیکاری جن کو دیو آتما کی دیو جوتی میں ہی ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ کے ساتھ دیو گورو جوتی تتو۔ دیو گورو پوجا تتو۔ دیو گورو پرارتھنا تتو۔ منگل کامنا تتو۔ اور پرلوک تتو آدی کے بشے میں تحریری یا تقریری بحث کرنا فضول ہے"۔

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے اب اس مذکورہ بالا دلیل کو بالکل بودا سمجھ کر تیاگ دیا ہے۔ اور موجودہ چیلنج کی آزمائش سے جان چھوڑانے کے لئے ایک نیا ڈھکوسلا دنگل کا کھڑا کر دیا ہے۔

آپ کا دعویٰ ہے۔ کہ جو جو مذاہب مِتھیا کلپنا مولک بشواسوں پر مبنی ہیں۔ کسی بھی انسان کا ان پر بشواس کرنے اور عمل پیرا ہونے سے نہ صرف یہ کہ کبھی کوئی بھلا نہیں ہوا۔ بلکہ اس سے انسانیت کا کیا جسمانی اور کیا روحانی ہر دو پہلوؤں میں سراسر نقصان ہی نقصان ہے۔ اسی بنا

پر آپ اور سب مذاہب کو اکثر چیلنج دیتے رہتے ہیں۔ اور ان پر اپنے اعتراضات کی بوچھاڑ ڈالتے رہتے ہیں۔ نہ صرف یہاں تک بلکہ آپ اپنی باری میں دنگل کے خیال کو بالائے طاق رکھ کر اور مذاہب والوں سے بحث مباحثہ بھی کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً آپ کے اُردو اخبار مورخہ ۲ فروری ۱۹۳۱ء کے صفحہ ۱۰ پر سنسنی خیز یہ سرخی دے کر "چند آریہ سماجیوں کے ساتھ دیو سماج کے ایک ممبر کا دلچسپ مباحثہ" ایک لمبا چوڑا مضمون شائع ہُوا ہے۔ لیکن اگر آپ کو آپ کی متھیا کلپناؤں پر مبنی سکشا کے لئے کوئی چیلنج دے۔ تو آپ ایک یا دوسرا عذر لنگ گھڑ کر یا سخت سست کہہ کر ٹال دینا چاہتے ہیں۔ اور آپ یا تو جانے یا انجانے طور پر متھیا بشواسوں میں لپت رہنا چاہتے ہیں یا سچائی کی روشنی میں اپنے ممبروں کے سامنے اپنی کلپنا مولک سکشا کی پڑتال سے ڈرتے ہیں۔

آپ کے موجودہ جواب سے جو بات پر منکشف طور پر واضح ہوتی ہے۔ وُہ یہ کہ آپ اپنی سکشا کے متعلق میرے تقریری بیان سے گھبراتے ہیں۔ اور کسی بھی صورت میں مجھے بذریعہ تقریر اپنی "دسائنس گراونڈڈ" سکشا کی پڑتال کرنے کا موقعہ نہیں دینا چاہتے۔ چاہے میں کتنا ہی یتن کیوں نہ کروں۔ یہاں تک کہ آپ کو میں اپنے ہی مکان پر ایسا مباحثہ کرنے کی دعوت بھی کیوں نہ دوں۔ کہ جہاں پر دنگل وغیرہ کی قسم سے کسی قسم کا کوئی اندیشہ ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ میرے مکان پر کئی سالوں سے مذہبی مضامین

پر بحث مباحثے ہفتہ وار اکثر ہوتے رہتے ہیں - کہ جن میں ہر مذہب کے آدمی شامل ہو کر حصہ لیتے رہتے ہیں - حتیٰ کہ کئی دفعہ آپ کی سماج کے ممبروں نے بھی حصہ لیا ہے - اور کبھی بھی کسی قسم کے دنگل وغیرہ کی نوبت نہیں آتی - میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی - کہ آپ کی پلیٹ فارم پر دنگل کا احتمال کیسے ہو سکتا ہے - جبکہ میں اکیلا ہوتا اور آپ کے سینکڑوں جاتری حاضر و ناظر -

لیکن میرے خیال میں آپ کو تحریری بحث میں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے - کیونکہ ایسی صورت میں دنگل وغیرہ کا کوئی سوال پیدا ہی نہیں ہو سکتا - اس لئے اب آپ کی سیوا میں دوبارہ نویدن ہے - کہ آپ کے کسی لائق سے لائق کرمچاری اور میرے درمیان آپ کے ان بنیادی تتوؤں پر تحریری بحث کی سلسلہ جنبانی رکھ دی جائے - اور ہر دو طرفین کے بیانات کو آپ کے اخبار میں چھاپ دیا جائے - تاکہ پبلک کو عموماً اور آپ کے ممبروں کو خصوصاً ستیہ استیہ کے نرنے کا موقعہ مل جائے -

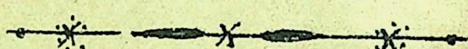
اگر آپ میری اس درخواست کو بھی قبول فرمانے کی جرأت نہ کر سکیں - تو پھر آپ سے یہ ونیتی ہے - کہ آپ کرپا کر کے میری پہلی چٹھی اور آپ کا جواب اور میرا یہ جواب الجواب اپنے اخبار میں چھاپ کر پبلک کے سمبندھ میں اپنے دعوے کے بموجب اخبار نویسی کے پاک فرض کو ادا فرماویں گے -

اور اگر آپ نے ایسا کرنے سے بھی گریز کیا۔ تو مجھے بصد مجبوری خود انہیں کسی اخبار میں چھپوا دینے کا یتن کرنا پڑے گا۔

میں ہوں آپ کا وفادار:-

جھانگی رام

نہ ہی انہوں نے اس کا کوئی جواب ہی دیا۔ اور نہ ہی یہ خط وکتابت اپنے اخبار میں چھاپی۔



(آزاد ہند پریس ہسپتال روڈ لاہور میں باہتمام لالہ رام لال پرنٹر۔ رائے صاحب جہانگی